

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

الحقائق في الحقائق المعروف شرح حقائق بخشش (جلد دوم)

تصنيف للطبوس

شمس المصنفين، فقيه الوقت، فيض ملت، مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

() ☆ ☆ ☆ ()

() ☆ ☆ ()

() ☆ ()

نعت شریف

غم ہو گئے بیشمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا

حل لغات

آقا، اسم مذکر بمعنی صاحب و مالک اور افسر۔ نثار، کوئی شے صدقے کے طور پر کسی کے سر پر بکھیرنا، نچھاور کرنا۔

شرح

اے مالکِ کونین ﷺ میں آپ پر قربان میرے غم بہت زیادہ ہو گئے فلہذا غموں سے نجات دلائیے۔ شعر کے مصرعہ ثانی میں سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطابق فدائیت کا اظہار فرمایا ہے۔ فن حدیث کا ماہر جانتا ہے کہ ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے بارگاہِ یکس پناہ میں جب بھی کوئی عرض کرتے تو پہلے عرض کرتے ”فدا ایک ابی وامی یا رسول اللہ ﷺ“ مثالیں فقیر اویسی غفرلہ نے ”عاشقانِ رسول“ میں عرض کی ہیں۔ شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۷۱ میں ہے

کان رجل عند النبی ﷺ ينظر اليه لا يطرف فقال يا بالك قال بابی انت وامی اتمع من النظر اليک فاذا کان يوم القيامة رفعک الله بتفضيله فانزل الله الاية ومن تيطع الله الخ.

کوئی آدمی حضور ﷺ کے ہاں آپ کو ٹکلی باندھ کے دیکھ رہا تھا پل جھپکنے کے برابر بھی ادھر ادھر نہ دیکھتا تو حضور ﷺ نے فرمایا تیرا کیا حال ہے۔ کہا میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان ہوں آپ کے دیدار سے نفع اٹھا رہا ہوں۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ آپ کو فضیلت دیتے ہوئے اعلیٰ درجہ میں رکھے گا میں تو دیدار سے محروم ہو جاؤں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

بلکہ بی بی عطیہ کے متعلق ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کا بہت کم اتفاق ہوتا جو رسول اکرم ﷺ کے اسم گرامی کے ذکر مبارک کے ساتھ یہ نہ کہتی ہوں ”بابی“ میرا باپ قربان۔ (بخاری شریف)

اور یہ نہ صرف صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا خاصہ ہے بلکہ بعض ایسے خوش نصیب اس دولت سے نوازے جاتے رہے تا قیامت نوازے جاتے رہیں گے جن کی خبر حضور سرورِ عالم ﷺ نے دی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

من اشد امتی لی حبا للناس یكونون بعدی احدهم لورانی باہلہ و مالہ .

(شفاء شریف صفحہ ۱۷، جلد ۲)

میرے وصال شریف کے بعد میرے امتی بعض ایسے بھی ہوں گے جو میرے ساتھ سخت محبت کی وجہ سے آرزو کریں گے کہ (ماں باپ) اہل و عیال قربان کر کے کاش مجھے دیکھ لیں۔

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ انہی خوش نصیبوں میں ہیں جو اظہارِ مدعا کے وقت عرض کرتے ہیں۔

بندہ تیرے نثار آقا

اللہم اجعلنا منہم

اے اللہ ہم غریبوں کو بھی انہیں خوش نصیبوں سے بنا۔

مصرعہ اول میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی اس وصفِ کریمہ کی طرف اشارہ ہے جسے قرآن مجید نے بتایا

عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ (پارہ ۱۱، سورہ توبہ)

وہ رسول (ﷺ) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت ہی چاہنے والے اہل اسلام پر کمال مہربان رحم والے ہیں۔

کسی نے اس کی یوں ترجمانی کی ہے

کانٹا چھبے کسی کو روتے ہیں ہم امیر

دونوں جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

نبی پاک ﷺ کسی کا دکھ درد دیکھ سن کر پریشان ہونا، اپنوں بیگانوں میں مشہور ہے نہ صرف ایمان بلکہ غیروں پر بھی آپ حد سے زیادہ کریم و رحیم تھے۔ بے شمار روایات ہیں جن میں سے ایک حاضر ہے

اسیرانِ بدر کو جب باندھ کر مسلمانوں نے قید کر لیا اور رات آئی تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت بندش کی وجہ سے کراہنے لگے جب حضور ﷺ نے ان کے کراہنے کی آواز سنی تو آپ سو نہ سکے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ نیند کیوں نہیں آرہی ہے فرمایا اپنے چچا عباس کے کراہنے کی وجہ سے جب انصار نے حضور ﷺ کی رضا حضرت عباس کی بندش نرم کرنے میں پائی تو انہوں نے ان کی بندش ڈھیلی کر دی اور حضرت عباس سو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے میں عباس کے کراہنے کی آواز نہیں سنتا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان کے بندوں کو ڈھیلا کر دیا گیا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ تمام اسیروں کی بندشیں ڈھیلی کر دی جائیں۔

(مدارج النبوة، جلد ۲ صفحہ ۱۶۴)

یہی وجہ ہے کہ کل قیامت میں جب کہ ہر ایک نفسی نفسی پکارے گا آپ کے لبوں پر امتی امتی اور رب سلم ہوگا انہی شفقتوں کے پیش نظر کوئی امتی آج بھی اگر حضور سرور عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں اپنی فریاد پیش کرے تو ممکن نہیں کہ آپ اس کی مدد نہ فرمائیں۔ اس کی بے شمار حکایات و روایات کتب سیر و تاریخ میں موجود ہیں۔

بگڑا جاتا ہے کھیل میرا
آقا آقا سنوار آقا

حل لغات

کھیل بگاڑنا، بنانا یا کام بگڑنا۔ سنوار، سنوارنا کا حاصل معنی درست کرنا، یہ لفظ مونث مستعمل ہے ناصد ہے۔
بگاڑ کے بمعنی درستی و زینت و سنگار اور سدھار وغیرہ۔

شرح

اے سرور کونین ﷺ میرا بنانا یا کام بگڑتا جا رہا ہے براہ کرم جلد از جلد اسے درست فرمائیے۔

استغاثہ

بارگاہ حبیب ﷺ کو مشکل میں پکارنا اور مطلب حاصل کرنا بہت سے مقربین بارگاہ ﷺ کو نصیب ہوا۔ فقیر نے درجنوں روایات و حکایات اپنی کتاب ”ندائے یار رسول اللہ ﷺ“ میں درج کی ہیں چند یہاں بھی عرض کر دوں۔

راجز کی فریاد

عن علی ابن الحسین حدثنی میمونہ بنت الحرث زوج النبی ﷺ ان رسول اللہ ﷺ بات عندها فی لیلتها فقام يتوضا للصلوة فسمعتہ یقول فی متوضاه لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا فلد خرج قلت یا رسول اللہ ﷺ سمعتک تقول فی متوضاک لبیک لبیک ثلاثا نصرت ثلاثا کانک ت انسانا فهل کان معک احد فقال هذا راجز یستعرفنی (طبرانی ۲۰۱، مطبوعہ لکھنؤ)

سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رسول اکرم ﷺ شب باش تھے اُٹھے اور نماز کے لئے وضو فرمایا پس میں نے سنا آپ فرما رہے تھے لبیک تین بار اور فرمایا تیری مدد ہوگئی میں نے عرض کی آپ کس سے لبیک وغیرہ فرما رہے تھے آپ نے فرمایا یہ راجز مجھے پکار رہا تھا میں نے اسے جواب دیا۔ (مفہوم)

راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

راجز صحابی کا واقعہ یوں ہوا کہ کفار حضرت عمرو بن سالم راجز کے لئے مکہ سے ہجرت پر راضی نہ تھے لیکن آپ مکہ سے

نکلے اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا راستے میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آگئے تو عمرو بن سالم صحابی نے نبی ﷺ کو پکارا اور فریاد کی کہ حضور مجھے بچائیے ورنہ دشمن قتل کر دے گا تو آپ اُس وقت حضرت میمونہ بنت حارث (اپنی بیوی صاحبہ) کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ میں مقام وضو میں بیٹھے بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس حاضری کا ثبوت دیا اور نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچالیا اور اپنی امداد سے راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی چنانچہ راجز صحابی اس واقعہ سے استمداد اور آپ اپنی امداد غائبانہ کو اپنی زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی بیان فرمایا اور جب عمرو بن سالم راجز نبی ﷺ کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر فقیر بھی عرض کرتا ہے جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

واضع عباد اللہ یا تو امداد

فانصر رسول اللہ اعتدا

پس تو رسول اللہ ﷺ کی مدد مانگ کیونکہ آپ ﷺ کی مدد ہر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکارو تیری مدد کو پہنچیں گے۔ (اصابہ صفحہ ۲۹۷ کتاب الاستیعاب صفحہ ۴۴۶ جلد ۲ میں بھی مذکور ہے دلائل النبوة للبیہقی جلد ۱ صفحہ ۳۲)

ایک صحابہ کی فریاد

ایک شخص کسی حاجت کے لئے بار بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے مگر حضرت خلیفہ توجہ نہیں فرماتے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی اس شخص کو وہ طریق تو سل بتاتے ہیں جو خود رسول اکرم ﷺ نے ایک نابینا کو بتایا تھا جس میں یہ الفاظ ہیں

اللهم انی اسلک واتوجه الیک نبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک ان تقضی حاجتی۔
اس شخص نے اس پر عمل کیا اور کامیاب رہا یہی عمل آج تک مشائخ امت میں جاری ہے۔

نعرۂ مجاہدین اسلام

عہد فاروقی ہی میں ۱۵ھ میں مسلمانوں کا مقابلہ یوقنا حاکم حلب کے لشکر جرار سے ہوتا ہے۔ حضرت کعب بن حمزہ لشکر اسلام کے بچانے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں اور یوں پکار رہے ہیں

یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل۔

یا محمد ﷺ یا محمد ﷺ اے نصرت الہی نزول فرما۔

اور مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرمایا

یا معشر المسلمین اثبتوا انما ہی ساعة ویاتی النصر وانتم الاعلون۔ (فتوح الشام، جلد ۱، صفحہ ۱۵)

اے مسلمانوں ثابت قدم رہو یہی ایک لمحہ ہے مدد آنے والی ہے تمہارا ہی غلبہ ہے۔

فائدہ

ابن کثیرؒ نہایت لکھتا ہے کہ غزوات میں یا محمد ﷺ یا رسول اللہ ﷺ کہنا مسلمانوں کا شعار (علامت) بن گیا۔

منجھدار پہ آ کے ناؤ ٹوٹی
دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا

حل لغات

منجھدار، دریا کا بچ۔ بھنور، نون غنہ جیسے مینہ یہ مونٹ اور اردو ہے۔ ناؤ مونٹ ہے لہی سے بچ سے خالی شے اور کشتی یہاں یہی مراد ہے۔ دے ہاتھ، سہارا دیجئے۔

شرح

یہ بھی اسی استغاثہ کا ایک پہلو ہے کہ ہر مشکل میں ہی امتی کو سہارا ملتا ہے۔ آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خوب عمل فرمایا اور خوب مشکلیں حل کرائیں۔ ملاحظہ ہو

عن ابن عمر خدرت رجله فقيل له اذكرا حب الناس اليك يزل عندك فصاح يا محمدا ه
فانتشرت. (الادب المفرد)

ایک دفعہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں مبارک مفلوج ہو گیا اور بے حس و حرکت ہو گیا کسی نے آپ کو اس کا علاج بتلایا کہ آپ اس شخص کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے فوراً یہ عارضہ جاتا رہے گا۔ آپ نے اسی وقت چلا کر کہا یا محمد اے تو وہ شکایت اور عارضہ جاتا رہا۔ (مدارج النبوت)

اسی لئے امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے اہل سنت کو مشورہ دیا

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

حضرت امام نووح شارح مسلم شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الاذکار میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ ان کا بھی پاؤں مفلوج ہو گیا تو یا محمدؐ کہا اور اچھا ہو گیا اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہے چنانچہ اہل مدینہ میں قدیم سے یا محمدؐ کہنے کی عادت چلی آئی ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ مصری نسیم الریاض شرح شفاء میں فرماتے ہیں

هذا مما تعاہده اهل المدينة.

یہی اہل مدینہ کی عادت میں شامل ہے۔

یعنی جب مشکل پڑی تو یا محمد ﷺ کا نعرہ لگایا اور ان کی ہر مشکل حل ہوگئی۔

ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری
لہ یہ بوجھ اتار آقا

شرح

گناہوں کے بوجھ سے میری پیٹھ ٹوٹی جا رہی ہے خدا را اے میرے آقا کریم ﷺ یہ بوجھ اُتار دے یعنی زندگی کی

مشکلات آسان ہوں۔

حل اشکال

ویسے تو مخالفین کو حضور ﷺ سے کچھ مانگنا شرک محسوس ہوتا ہے اس پر مزید برآں یہ کہ الٹی چال ہوگئی کہ مانگنا اللہ

تعالیٰ سے چاہیے پہلے تو کسی کے وسیلہ کے ضرورت ہی نہیں بقول اہل سنت حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگنا لیکن یہاں

حضور ﷺ کا مانگنا اور اللہ تعالیٰ کو جو مقصود بالذات ہے اسے وسیلہ بنانا (توبہ توبہ)

شیئ اللہ

شیئ اللہ کا مطلب دراصل مخالفین نے یہ اعتراض ”وظیفہ“ یا شیخ عبدالقادر شیئ اللہ ٹھایا تھا اس کے جواب

میں علماء و مشائخ اہل سنت نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔ درجنوں تصانیف اس موضوع پر شائع ہوئیں فقیر اسلاف صالحین

رحمہم اللہ کے فیض سے یہاں اختصار کے طور پر کچھ عرض کرتا ہے۔

شیئ اللہ کا مطلب حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ

شیئ اللہ بمعنی اعطنی اکراماً للہ تعالیٰ مما عطاک اللہ من الفیوض الباطنیۃ.

مجھے وہ شے عطا کرو اس اعزاز و اکرام کی بدولت جو اللہ نے آپ کو فیوض باطنیہ سے نوازا ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ

امدونی شیئ اکراماً بالدعاء من اللہ تعالیٰ

یعنی میری مدد کرو دعا کر کے بوجہ اس اعزاز و اکرام کے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہر دعا مستجاب فرمائی ہے۔ پہلی وجہ میں التماس ہے کہ بندہ پر القائے فیوضِ باطنی فرمائیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں طلبِ دعا ہے اور وہ کوئی شرک نہیں بلکہ عین اسلام ہے۔ اس لئے کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ محبوبانِ خدا کی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ حدیث میں

لا یرد القضاء الا الدعاء

تقدیر کو دعا ہی ٹالتی ہے

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے لئے تقدیر مبرم بھی ٹال دیتا ہے سوائے اس کے کہ جس کا وقوع متع ہو۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”التقدیر فی التدبیر“ میں ملاحظہ ہو۔

فائدہ جلیلہ

کسی کو اللہ کہہ کر اس سے کچھ مانگنے کی سات وجوہ ہیں چنانچہ علمائے بلاغت لکھتے ہیں کہ یا شیخ عبدالقادر شہید اللہ کے معنی صحیح اور اس کی عبارت فصیح ہے اور اس کی یہ وجوہ ہیں۔

(۱) یا شیخ عبدالقادر جیلانی امددنی شیئا مملوکاً للہ الشیء تو امددنی کا مفعول ہے اور اللہ کی لام تملیک کی ہے۔

(۲) یا شیخ عبدالقادر جیلانی اطلب بتوسلک شیئا مملوکاً للہ الشیء اطلب کا مفعول ہے اور لام تملیک کی ہے۔

(۳) یا شیخ عبدالقادر جیلانی اعنی بتوسلک شیئا خاصتاً للہ العنی کا مفعول ہے اور لام تخصیص ہے۔

(۴) یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی اطلب حاجتی بتوسلک خالص لوجه اللہ تعالیٰ الشیء محذوف کی خبر ہے اس تقدیر لام بھی بہ تقدیر مضاف تخصیص کے لئے ہے۔

(۵) یا شیخ عبدالقادر اتوسل بک شیئا مملوکاً للہ منسوب ہے بہ نزاع خافض تقدیر حذف اور ایصال پر لام تملیک کی ہے۔

(۶) یا شیخ عبدالقادر جیلانی ارید بتوسلک تحصیل شیئی مملوکاً للہ الشیء تقدیر مضاف اور القادر مضاف الیہ اپنے حال پر نا در قلیل جدا اور لام تملیک کے لئے ہے۔

(۷) یا شیخ عبدالقادر جیلانی اعطنی شیئا مملوکاً للہ . الشیء اعطنی کا مفعول ہے اور لام تملیک کی ہے۔

مزید ابحاث اور جواز و وظیفہ یا شیخ عبدالقادر کی تحقیق فقیر کے رسالہ ”شیئا للکامطالعہ کیجئے۔“ یہاں صرف ایک فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ

اس کا پڑھنا شرک اس وقت ہے کہ شیخ کو عالم غیب و متصرف مستقل جانے اور جو لفظ میں برکت و اثر جان کر پڑھے تو بعض مشائخ قادر یہ کام معمول ہے ایسے پڑھنے پر تکفیر ہو سکے نہ تفسیق۔ اگرچہ ایسے وظیفہ کا پڑھنا اولیٰ بھی نہیں (یہ گنگوہی کا اپنا عندیہ ہے اگر یہی روایت مد نظر ہے تو ہزاروں عبادات ترک کرنی پڑیں گی مثلاً حدیث شریف میں ہے ”و خیر الذکر الخفیٰ کفعلی“ ہے) اس حدیث کے مطابق کیا ذکر جبری ترک کر دیا جائے۔

اور کسی مسلمان پر گمان کفر و شرک و فسق کرنا جب تک تاویل اس کے قول کی حسن ہو سکے درست نہیں ہاں اگر وہ اقرار کرے کہ میری مراد معنی کفر کے ہیں تو مضائقہ نہیں اور جب تک کہ وہ اقرار کچھ نہ کرے تو تاویل کر کے مسلمان بتادے اور جو تاویل اچھی بیان کرے تو پھر اس پر گمان بد کرنا خود معصیت ہے۔

ان بعض الظن اثم

لہذا ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے اور پہلی صلوٰۃ بھی درست ہے اور باہم اتفاق واجب ہے۔ (لفظ واللہ اعلم)
کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

نوٹ

یہ فتویٰ مجموعہ فتاویٰ جواز یا شیخ عبدالقادر جیلانی شہید اللہ ۳۳۶ھ میں انجمن نعمانیہ ہند لاہور نے شائع کیا۔ اس میں دیگر علماء کرام مولانا ارشاد احمد راہوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولانا لطیف اللہ دہلوی علی گڑھی، مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا محمد نعیم لکھنوی، مولانا عین القضاۃ، مولانا محمد مسعود نقشبندی دہلوی کی تصدیقات ہیں۔ ویسے یہ وظیفہ شہید اللہ قدما مشائخ و علماء میں مروج ہے اس کے جواز پر متقدمین کی متعدد تصانیف ہیں۔

ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ
بھاری تیرا وقار آقا

حل لغات

ہلکا، کم وزن۔ پلہ، ترازو کا پلڑا۔ مرتبہ، درجہ۔ وقار، قدر، منزلت عربی لفظ ہے۔

شرح

اگر چہ میزانِ عمل میں ہماری نیکیاں بہت کم وزن ہیں آپ کی قدر و منزلت اور عزت و عظمت اتنی وزنی ہے کہ آپ کی شفاعت سے ہمارا ہلکا پلڑا بھی وزنی ہو جائے گا یہاں شفاعت بالوجہت کی طرف اشارہ ہے۔ اہل علم کو معلوم ہے کہ شفاعت کی دس قسمیں ہیں اور وہ تمام سرورِ عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادی بعض کا ظہور دنیا میں ہوا اور ہو رہا ہے اور بعض کا قیامت میں ہوگا ان میں ایک یہی شفاعت بھی ہے۔

حدیث شریف میں حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرے میں قیامت میں اس کے میزان پر کھڑا ہوں گا اگر نیکیاں غالب ہیں تو الحمد للہ ورنہ میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (مدراج)

ایک ایسے شخص کا واقعہ خود امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدائقِ بخشش میں لائیں گے جسے اپنی طرف منسوب کر کے بتائیں گے کہ دوزخ کے کنارے لگنے والے کو واپس کر کے اس کے در و در شریف پڑھے ہوئے کو پلڑے میں ڈالیں گے تو اس کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے
تم کو تو ہے اختیار آقا

شرح

اے آقا کریم ﷺ اگر گناہوں کی وجہ سے ہم مجبور اور بے اختیار ہیں تو کوئی غم نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو اختیار کلی بخشا ہے ان احادیثِ مبارک کی طرف اشارہ ہے جن سے ثابت ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کو شفاعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ابھی سے کلی اختیار عطا فرمایا ہے۔ امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے صرف اسی موضوع پر ایک مستقل تصنیف لکھی اس میں ثابت فرمایا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کو منجانب اللہ ابھی سے اذنِ شفاعت ہو چکا جو بد مذہب و باہمی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اب کوئی اذن نہیں قیامت میں بھی عام شفاعت کی اجازت نہ ہوگی اس کے لئے شفاعت ہوگی جس کے لئے اللہ تعالیٰ خود آپ کو شفیع فرمائے گا اس کے رد میں چند احادیث نقل کرنے سے پہلے حکم فرمایا کہ جس طرح ایک بد مذہب کہتا ہے کہ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے شفیع بنا دے گا۔ یہ حدیثیں ظاہر کریں گی کہ ہمیں خدا اور رسول نے شفیع کا پیارا نام بتا دیا اور صاف فرمایا کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں نہ یہ بات گول رکھی جیسے ایک بد بخت کہتا ہے کہ اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارے لئے شفیع بنا دے یہ حدیثیں مژدہ جانفرا دیں گی کہ حضور کی شفاعت نہ اس کے لئے ہے جس سے اتفاقاً گناہ ہو گیا ہو اور وہ اس پر ہر وقت نادم و پشیمان و لرزاں ہے جس طرح ایک کور باطن کہتا ہے کہ چور پر تو چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اسے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا اس پر

شرمندہ ہے اور رات دن روتا ہے نہیں نہیں ان کے رب کی قسم جس نے انہیں شفع المذنبین بنایا اس کی شفاعت ہم جیسے روسیاءوں پر گناہ سیہ کاروں ستم گاروں کے لئے ہے جن کے بال بال گناہ میں بندھا ہے جن کے نام سے گناہ بھی ننگ و عار رکھتا ہے۔

ترسم آلود، شود دامن عصیاں از من

مجھے ڈر ہے کہ دامن عصیان مجھ سے آلودہ ہو۔

احادیث مبارکہ

حدیث نمبر ۱

امام احمد، سند صحیح اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں

خيرت حين الشفاعة و بين ان يدخل شطر امتي الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم و اكفى اتروتها للمومنين المتقين لا ولكنها للمذنبين الخطائين.

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لوں یا تمہاری آدھی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کام آنے والی ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ ان گناہ گاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت کار ہیں۔

حدیث نمبر ۲

ابن عدی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفع عاصیاں ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی للہا لکین من امتی.

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لئے جن کو گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

حق ہے اے شفع میرے میں قربان تیرے

حدیث ۲

ابوداؤد و ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان و حاکم و بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ طبرانی مجسم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی لاهل الكبائر من امتی۔

میری شفاعت میری امت میں ان کے لئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

حدیث ۴

ابو بکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا

شفاعتی لاهل الذنوب من امتی۔

میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لئے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

وان زنی و ان سرق

اگر چزانی ہو اگر چہ چور ہو۔

فرمایا

وان زنی و ان سرقی علی رغم خلف ابی الدرداء۔

اگر چہ چور ہو بخلاف خواہش ابو درداء کے۔

حدیث نمبر ۵

طبرانی و بیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرماتے ہیں

فرماتے ہیں

انی لاشفع یوم القيامة لا کثر نہا علی وجہ الارض من شجر و حجر و مدر۔

روئے زمین پر جتنے پیڑ پتھر ڈھیلے ہیں میں قیامت کے دن ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرماؤ گا۔

حدیث ۶

بخاری، مسلم، حاکم، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرماتے ہیں

شفاعتی لمن شهد ان لا اله الا الله مخلصاً یصدق لسانه و قلبه۔

میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لئے ہے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہے۔

حدیث نمبر ۷

احمد طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرماتے ہیں

فرماتے ہیں

انہا اوسع لهم هي لمن مات ولا يشرك بالله شيئا.

شفاعت میں امت کے لئے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے لئے ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

میں دور ہوں تم تو ہو میرے پاس
سن لو میری پکار آقا

حل لغات

میرے پاس، میرے قریب۔ پکار، ندا، آواز، فریاد۔

شرح

میں اگرچہ بظاہر آپ سے دور ہوں لیکن اے میرے آقا کریم ﷺ خدا دا اختیار سے تو آپ میرے قریب ہیں میری ہر طرح کی امداد فرما سکتے ہیں فلہذا توجہ فرمائیے میری فریاد سن لیجئے۔

حاضر و ناظر

حاضر و ناظر اور آپ کا امتیوں کی پکار سننا اور اس پر مدد فرمانا مشہور مسائل ہیں۔
آپ کا ہر ایک کے قریب ہونا آیت

النبي أولى بالمؤمنين من انفسهم. (پارہ ۲۱، رکوع ۱)

نبی علیہ السلام اہل ایمان کو ان کی جانوں سے قریب تر ہیں۔

اور اس مسئلہ میں وہ لوگ منکر ہیں جو کمالات رسالت سے بے خبر ہیں ورنہ آپ کے غلاموں میں تو اللہ تعالیٰ نے قدرت و اختیار رکھا ہے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ان جبرائیل علیہ السلام مع ظهور بین یدی النبی ﷺ فی صورة دحیہ کلبی او غیرہ ولم یفارق

سدرۃ المنتہیٰ. (تنویر الحامک صفحہ ۳۵)

بیشک جبرائیل علیہ السلام باوجودیکہ حضور ﷺ کے سامنے ہوتے بصورتہ دحیہ کلبی لیکن وہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی جدا نہ ہوتے۔

یہ جبرائیل علیہ السلام..... دربان ہیں۔

جبرائیل امین خادم دربان محمد ﷺ۔ (سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

جبرائیل امین حضور ﷺ کے خادم و دربان ہیں ایسے ہی ان کے آقا و مولیٰ ﷺ کے لئے کون سا اشکال ہے کہ تسلیم کیا

جائے کہ آپ اپنے مرکز مدینہ پاک میں بھی جلوہ گر ہیں اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں بھی۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب **فیوض الحرمین** صفحہ ۲۸ میں تحریر فرماتے ہیں

ان الفضاء ممتلئ بروحه ﷺ.

تمام فضاء حضور اکرم ﷺ کی روح سے بھری ہوئی ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی **اشعۃ للمعات** کی نقل مولوی صدیق حسن بھوپالی نے **بلوغ المرام** کی شرح میں لکھی ہے کہ

بعض از عرفا گفته اند کہ این خطاب بجهت سریان حقیقت محمدیہ ﷺ است علیہ الصلوۃ

السلام در ذرائع موجودات و افراد و ممکنات پس آنحضرت ﷺ در ذوات مصایاں

موجود حاضر است۔ (ملک النخام صفحہ ۴۶)

یعنی بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب نماز میں حضور ﷺ کی حقیقت کے سریان کے سبب سے ہے جو تمام موجودات کے ہر ذرہ تمام ممکنات کے افراد میں ہے پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کے وجود میں حاضر ہیں۔

یہ کتاب نواب صدیق حسن بھوپالی کی ہے جس کو وہابی غیر مقلد اپنا بڑا امام مانتے ہیں اور وہ وہابی دیوبندیوں کا بھی معتمد علیہ ہے یہی صاحب اس مسئلہ کو سمجھا کر پھر تمام نمازیوں کو نصیحت فرماتے ہیں کہ نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس مشہور یعنی حاضر و ناظر کے مسئلہ سے غافل نہ ہوتا کہ معرفت کے اسرار اور قرب کے انوار سے منور اور فائز ہو۔ شاید کسی کو حاضر و ناظر کے مسئلہ میں شک پڑ جائے تو اس کی دلیل میں ایک شعر بیان فرماتے ہیں

دراہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست

عیان می بینمت دعامی فرستمت

عشق کے راستے میں قرب و بعد کی منزل نہیں تجھ کو اے نبی کریم ﷺ میں آپ کو ظاہر سامنے دیکھ کر دعا و سلام عرض کر رہا ہوں۔

ملک الموت سے ہر فرد بشر متعارف ہے ان کے متعلق روایت میں ہے کہ عزرائیل علیہ السلام ہر ذی روح کے پاس

ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ حوالہ جات ملاحظہ ہو

(شرح الصدور صفحہ ۱۷، ۲۳، مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۲۳، ۲۴، فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۳) ان کے الفاظ یہ ہیں

عن ثابت البناتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه قال الليل والنهار اربع وعشرون لیس منها ساعة تأتي علی

ذی روح الا وملک قائم علیہا الموت۔

شب وروز کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں ان میں سے کوئی ایسی گھڑی نہیں جس میں ہر ذی روح کے ساتھ ملک الموت موجود نہ ہوتا ہو۔

ملک الموت کے سامنے ساری دنیا ایسے ہے جیسے تھال پر چند دانے حوالہ جات یہ ہیں۔

(شرح الصدور صفحہ ۱۸، تذکرۃ الموتی والقبور)

حدیث پاک کے الفاظ یوں ہیں

الدنیا بین یدی ملک الموت بمنزلة الطست بین یدی الرجل۔

دنیا ملک الموت کے آگے ایسے ہے جیسے کسی آدمی کے سامنے ایک تھال ہو۔

اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”تسکین الخواطر عرف دلوں کا چین“ اور ”ملک الموت اور حاضر و ناظر“ میں ملاحظہ

ہو۔

سوال

جب حضور ﷺ سب کے قریب ہیں تو پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیوں فرمایا کہ میں دور ہوں۔

جواب

یہ دوری حجابانہ کی ہے جو عوام پر ہے اور ایسی دوری قرب کے منافی نہیں۔ اس قسم کی ایک حکایت مولانا رومی قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے

ایک شخص کے پاس ہیرا تھا سفر پر روانہ ہوا تو ایک چور بھی رفیق بن گیا۔ چور نے ہیرا اڑانے کا پروگرام بنایا وہ شخص سمجھ دار تھا چور سے کہا رات کو آدھی رات تم آرام کرو میں بیدار ہوں پھر میں آرام کروں گا اور تم بیدار رہنا۔ چور نے اسے غنیمت سمجھا کہ آسانی سے ہیرا چرا اسکے گارات کو جب چور سویا تو ہیرا اس کے سامان میں رکھ دیا۔ چور بیدار ہوا اس شخص سے ہیرا تلاش کیا نہ ملا ایسے ہی سفر طے ہوا۔ سفر کے اختتام پر اس شخص سے حقیقت معلوم کی تو اس نے صاف بتا دیا کہ اس سے مولانا رومی قدس سرہ نے نتیجہ نکالا کہ دیکھو ہیرا چور کے قریب (پاس) تھا لیکن چونکہ اس سے وہ غافل تھا اس لئے اسے دور ہی کہا جائیگا۔

دور سے سننا

یہ بھی حضور ﷺ کے ادنیٰ کمالات میں سے ہے۔ خود فرماتے ہیں

اسمع ما لا تسمعون. (بخاری شریف)

جو میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ انہوں نے کتنی دور چوٹی کی آواز سن لی اور حضور ﷺ تو ان کے بھی آقا و مولیٰ ہیں۔

قوت سماعت

حضور سرور عالم ﷺ کے خصائص میں ہے کہ اکثر اثر دہام ملائکہ کے سبب سے آسمان میں جو آواز پیدا ہوتی تھی آپ سن لیتے تھے۔

جبرئیل علیہ السلام حاضر و ناظر

حضرت جبرئیل علیہ السلام ابھی سدرۃ المنتہیٰ میں ہوتے کہ آپ ان کے بازوؤں کی آواز سن لیتے تھے اور جب وہ وہاں سے آپ کی طرف وحی کے لئے اترنے لگتے تو آپ ان کی خوشبو سونگھ لیتے آسمان کے دروازوں کے دروازے کھلنے کی آواز بھی سن لیا کرتے تھے۔

حدیث شریف

دلائل الخیرات شریف میں حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

اسمع صلوة اہل محبتی واعرفہم۔

میں اہل محبت کا درود خود سنتا ہوں اور انہیں پہنچاتا ہوں۔

دلائل الخیرات کی برکات

دلائل الخیرات شریف ہم اہل اسلام میں ایک بابرکت کتاب ہے جس کے متعلق فقیر مختصراً یہاں کچھ عرض کرتا ہے۔

مصنف دلائل

شیخ زروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ مولف دلائل الخیرات کی قبر سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہے اور یہ سب برکت درود شریف کی ہے۔ ملاحظہ ہو دیوبندی تبلیغی جماعت کی کتاب (تبلیغی نصاب صفحہ ۷۷۳) اور دلائل الخیرات شریف اور مصنف کے حالات اور ان کے علمی و عملی خدمات ہم نے شرح دلائل الخیرات میں لکھ دیئے ہیں۔ ممکن ہے مخالفین ”دلائل الخیرات“ کو ایک غیر معتبر کہہ دیں ہم ان کے اکابر کا صرف ایک حوالہ لکھ دیتے ہیں۔

دیوبندی حضرات کے عقائد کا مجموعہ کتاب المہند صفحہ ۱۵ میں ہے کہ ہمارے نزدیک (یعنی دیوبندی علماء کے نزدیک)

حضور ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مولفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہے گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا (کہ حضور ﷺ نے فرمایا) کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے اور مولانا حاجی امداد اللہ شاہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل الخیرات کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل الخیرات کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ تمام علماء دیوبند کا فیصلہ ہے کہ دلائل الخیرات کتاب کا پڑھنا موجب اجر و ثواب ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ دلائل الخیرات شریف میں جو مضامین ہیں وہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی یقیناً حق ہے۔

مجھ سا کوئی غمزہ نہ ہوگا
تم سا نہیں غمگسار آقا

حل لغات

سا، جیسا۔ غمزہ، غم کا مارا۔ غمگسار، غمخوار۔

شرح

اے آقا کریم ﷺ مجھ جیسا زمانہ بھر میں کوئی غم کا مارا نہ ہوگا اور آپ جیسا بھی کوئی غمخوار نہ ہوا ہوگا فلہذا میری غمخواری فرمائیے۔

حضور سرور عالم ﷺ کی غمخواری کا کیا کہنا کہ حیوانات تک اپنے دکھڑے پیش کریں تو آپ ان کے بھی دکھٹالتے ہیں۔

اَوْنٹ

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک اونٹ دوڑتا ہوا اور حضور ﷺ کے مبارک کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا (اور کچھ عرض کیا) حضور ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تجھے اپنے سچ کا پھل ملے گا اور جھوٹا ہے تو جھوٹ کا وبال تجھ پر پڑے گا اس کے باوجود یہ یقینی بات ہے کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجالائے وہ نامرادی کا منہ دیکھ نہیں سکتا۔ ہم نے عرض کی

یا رسول اللہ ﷺ! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے؟ فرمایا اس کے مالکوں نے اسے ذبح کر کے اسے کھالینا چاہا تھا تو یہ وہاں سے بھاگ آیا ہے اور تمہارے نبی کے حضور فریاد کر رہا ہے ہم بیٹھے ہی تھے کہ اس کے مالک دوڑے ہوئے آئے اونٹ نے جب انہیں دیکھا پھر حضور ﷺ کے سرانور کے پاس آگیا اور حضور ﷺ کی پناہ پکڑی اس کے مالکوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے آج حضور ﷺ کے پاس ملا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دیکھو اس نے میرے حضور نالش کی ہے اور بہت بُری نالش کی ہے۔ عرض کیا یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں پلا ہے۔ گرمی میں اس پر اسباب لا کر سبزہ زار جاتے اور اُجاڑے میں گرم مقامات تک کوچ کرتے جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اسے ساڑ بٹالیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نطفے سے بہت اونٹ کر دیئے جو چرتے پھرتے ہیں اب جو اس کے لئے یہ شاداب برس آیا تو تم نے اسے ذبح کر کے کھالینے کا ارادہ کیا ہے۔ وہ بولے یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم اسی طرح ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالکوں کی طرف سے ایسا نہ ہونا چاہیے۔ عرض کیا اب ہم اسے نہ بیچیں گے نہ ذبح کریں گے۔ فرمایا غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اب میں تم سے زیادہ اس کا مستحق ہوں کہ فریاد پر رحم فرماؤ۔ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی یہ تو ایمان والوں کے دلوں میں ہے۔ پس حضور اقدس ﷺ نے وہ اونٹ ان سے سو روپوں میں خرید لیا اور اس سے فرمایا کہ اے اونٹ چلا جا تو اللہ عزوجل کے لئے آزاد ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ پر اپنی بولی میں کچھ کہا حضور ﷺ نے آمین کہا۔

اس نے دوبارہ کہا حضور ﷺ نے آمین کہی سہ بار پھر اس نے کچھ کہا حضور ﷺ نے پھر آمین کہی اس نے چوتھی بار پھر کچھ کہا اس دفعہ حضور ﷺ پر گریہ طاری ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا حضور یہ کیا کہتا تھا؟ فرمایا اس نے پہلی بار کہا اے نبی اللہ! اللہ عزوجل حضور ﷺ کو اسلام اور قرآن کی طرف بہتر جزاء فرمائے میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضور کی امت سے خوف دور کرے جس طرح حضور ﷺ نے میرا خوف دور کیا ہے میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا حضور ﷺ کی امت کے خون ان کے دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رکھے (کہ وہ ان کو مٹانہ سکیں) جیسا حضور ﷺ نے میرا خون بچایا ہے میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی امت کی سختی ان کے آپس میں نہ رکھے۔

اس پر مجھے گریہ ہوا کہ یہ سب مرادیں میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے طلب کر چکا اور اس نے مجھے عطا فرمادیں لیکن پچھلی دعا کو منع فرمادیا۔ (کنز العمال)

ہر فی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک جگہ تشریف رکھتے تھے کہ آواز آئی یا رسول

اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ میں نے توجہ کی تو کوئی نظر نہ آیا میں کچھ دور چلا تو پھر آواز آئی یا رسول اللہ ﷺ! یا رسول اللہ ﷺ! فرماتے ہیں کہ میں نے ادھر ادھر دیکھا تو پھر بھی کوئی نظر نہ آیا پھر آواز آتی چلی گئی یا رسول اللہ! یا رسول اللہ! میں اس آواز کی طرف چلتا گیا تو آگے ایک ہرنی کو دیکھا جو مجھے آواز دے رہی تھی وہ ہرنی ایک رسی میں بندھی بیٹھی تھی اور ساتھ ہی ایک اعرابی (دیہاتی) کپڑا اوڑھے دھوپ میں سویا ہوا تھا۔

ہرنی نے مجھ سے عرض کی یا رسول اللہ! اس اعرابی نے مجھے شکار کر کے پکڑ لیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں جو دودھ کے لئے بھوکے ہونگے اگر حضور مجھے چھوڑ دیں تو میں انہیں دودھ پلا کر واپس آ جاؤنگی اور آپ مجھے پھر باندھ دینا آپ نے فرمایا واقعی تو واپس آ جاؤنگی۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ضرور آؤنگی اگر نہ آؤں تو مجھے اللہ تعالیٰ اسی طرح عذاب دے جس طرح ٹیکس لینے والوں کو دیگا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے کھول دیا وہ گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی آپ اسے پھر سے باندھ ہی رہے تھے کہ وہ اعرابی بیدار ہوا اور حضور ﷺ کو دیکھ کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کو اس کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا ہاں! اس نے عرض کی کہ میں نے اسے شکار کر کے پکڑا ہے آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یہ اب آپ کی ہوگئی میں نے اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

فاطلقها رسول الله ﷺ فخرجت تعد وفي الصحرا فراحاً تضرب برجلها الارض وتقول اشهدان
الا اله الا الله واشهدان محمداً رسول الله.

تو آنحضرت ﷺ نے اسے کھول دیا وہ خوش ہو کر زمین پر دوڑتی اور کودتی ہوئی یہ کہتی چلی جا رہی تھی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

(البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، جلد ۶، صفحہ ۱۲۷)

گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی
ڈوبا ڈوبا اتار آقا

حل لغات

گرداب (مذکر) بھنور، گھسن گھیری، پانی کا گول چکر۔

شرح

گناہوں کی وجہ سے میری کشتی عذاب کے بھنور میں پڑ گئی ہے اسے آپ ہی پار لگا سکتے ہیں اس لئے ہمیں ہمارے رب تعالیٰ نے بھی آپ ﷺ کا در دکھایا ہے۔ چنانچہ فرمایا

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا لله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحيماً۔
اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

فائدہ

آیت عام اور مطلق ہے اور علم تفسیر کا مسلم قاعدہ ہے کہ آیت کے مطلق اور عموم کو مطلق اور عموم کو عام رہنے دیا جانا ضروری ہے جب تک اس کے لئے مخصص (آیت یا احادیث صحیحہ) نہ ہو۔ اسی لئے یہ آیت مطلق اور عام ہے کہ امتی مدینہ پاک کا ہے یا عرب و عجم میں کہیں ہو اور وہ حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہو یا آپ کے وصال شریف کے بعد تا قیامت اور آیت کا مخصص نہ قرآن مجید میں ہے نہ احادیث میں اس قاعدہ پر جو بھی اسے اپنے قیاس سے آیت مذکورہ میں مطلب بیان کریگا وہ قرآن کی تحریف کا مرتکب ہوگا۔

نیز لفظ ظلم کا صلہ جب لفظ نفس ہو تو وہاں ہر سہ اقسام ظلم مراد ہو سکتے ہیں۔

(۱) کفر (۲) کبیرہ (۳) خلافِ اولیٰ

امثلہ بالترتیب

(۱) لعنة الله على الظالمين

(۲) ان الله لا يحب الظالمين

(۳) ربنا ظلمنا انفسنا

اور حضرت یونس علیہ السلام نے کہا

لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين

اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا

رب انی ظلمت نفسي

اور اہل بہشت کی ایک قسم کے متعلق فرمایا

فمنهم ظالم النفسه

ان امور کو سامنے رکھ کر اب آیت کو سمجھئے اس آیت میں حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر توبہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے مگر قبول توبہ کے لئے ایک تیسرے امر گنہگارِ امت کے لئے استغفار رسول ﷺ کی بھی

ضرورت بیان ہوئی اور حضور ﷺ کا تمام مومنوں کے لئے طلبِ مغفرت کرنا تو ثابت ہی ہے کیونکہ حضور ﷺ کو حکم الہی یوں ہے

واستغفر لذنبيك وللمومنين والمومنات.

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے اس حکم کی تعمیل کی پس اگر باقی دو امر (گنہگاروں کا بغرض تو سل حاضر خدمت ہونا اور طلبِ مغفرت کرنا) پائے جائیں تو وہ مجموعہ متحقق ہو جائے گا جو موجبِ قبولِ توبہ رحمتِ الہی ہے۔ اس آیت میں **واستغفر لکم** عطف کر کے اس کا متقضاء یہ نہیں کہ استغفارِ رسول ﷺ استغفارِ عاصیاں کے بعد ہو۔ علاوہ ازیں ہم تسلیم نہیں کرتے کہ حضور ﷺ وصال شریف کے بعد گنہگارِ امت کے لئے طلبِ مغفرت نہیں فرماتے کیونکہ حضور ﷺ (بلکہ تمام انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) وصال شریف کے بعد بھی زندہ ہیں اور عاصیانِ امت کے لئے طلبِ مغفرت فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

حياتي خير لكم تحدثون و احدث لكم و وفاتي خير لكم تعرض على اعمالكم فما رايت من خير

حمدت الله عليه و ما رايت من شر استغفرت الله لكم.

میری زندگی تمہارے حق میں بہتر ہے تم مجھ سے (حلال و حرام) پوچھتے ہو میں تمہیں (بذریعہ وحی) احکام سناتا ہوں اور میرا وصال بھی تمہارے حق میں بہتر ہے تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوا کریں گے میں اچھے اعمال کو دیکھ کر اللہ کا شکر کروں گا اور بُرے اعمال کو دیکھ کر تمہارے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔

ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے حیاتِ شریف ہی میں عاصیانِ امت کو بشارت دے دی کہ میں وصال شریف کے بعد بھی ان کے لئے استغفار کیا کروں گا اور حضور ﷺ کی کمالِ رحمت سب کو معلوم ہے کہ جو شخص اپنے رب سے طلبِ مغفرت کرتا ہوا حضور ﷺ کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہوتا ہے آپ اس کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔ اس لئے علماء کرام نے تصریح فرمادی ہے کہ حضور ﷺ کا یہ رتبہ آپ کے وصال شریف سے منقطع نہیں ہوا۔

تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے

میں وہ کہ بدی کو عار آقا

حل لغات

کرم، بخشش و عطاء۔ ناز (مذکر) لاڈ، چوچلا، نخرہ، پیار، فخر، بھروسہ یہاں فخر مراد ہے۔ عار (مونث) شرم و غیرت

یہاں شرم مراد ہے۔

شرح

اے میرے کریم ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب والا شان ہیں کہ بخشش و عطا کو آپ کی نسبت پر فخر و ناز ہے اور میں ایسا گنہگار ہوں کہ برائی کو میرے سے منسوب ہونے پر عار اور شرم ہے کہ ایسے ویسے سے سرزد ہوئی (تواضعاً فرمایا ہے) سچ ہے

من تواضع لله رفع الله درجاته.

جو تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرماتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جتنا اظہار و تواضع فرمایا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند قدر بنایا ہے۔ پہلے مصرعہ میں اس قاعدہ کی طرف اشارہ ہے کہ شے کی قدر و منزلت اضافت پر مبنی ہے۔ جیسی نسبت و ایسی عزت یہی وجہ ہے کہ جو شے حضور ﷺ سے منسوب ہوتی گئی وہ اپنی دوسری جنسوں سے افضل و اعلیٰ اور برتر و بالا ہوتی گئی مثلاً آل النبی جملہ آل الانبیاء سے افضل، اصحاب الرسول جملہ اصحاب الرسل سے افضل یہاں تک ”أمة محمد بن حیدر الامۃ“ جملہ امم سے افضل جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

كنتم خير امة اخرجت للناس.

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

دوسرے مصرعہ میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنا نام لے کر وہی مطلب واضح فرمایا کہ امتی کتنا ہی نا اہل کیوں نہ ہو لیکن آپ کی نسبت سے اسے وہ مرتبہ نصیب ہوا کہ کل قیامت میں تمام امتیں رشک کریں گی مثلاً حضور ﷺ کے صدقے ستر ہزار بہشت میں داخل ہونگے پھر اس میں ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ستر ہزار ہونگے جو کہ وہ بھی بغیر حساب بہشت میں جائیں گے گویا چار ارب نوے کروڑ ستر ہزار بلا حساب بہشت میں داخل ہونگے علاوہ ازیں جب در شفاعت کھلے گا پھر تو منظر دیدنی ہوگا کہ تمام امتیں رشک کر رہی ہوں گی کہ حبیب خدا کی امت کے کیسے نصیب۔

(البدور السافر، للسيوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا

وے وے ایسی بہار آقا

حل لغات

منہ نہ پڑے، ہمت نہ کرے، حوصلہ نہ ہو۔ خزاں (مونٹ) پت جھڑکا موسم، بے روتقی، بروالی۔

شرح

اے میرے مالک ﷺ مجھے عملِ صالح سے کچھ ایسی دائمی وابدی بہار عطا فرما کہ پھر ہمیشہ کے لئے خزاں کو میرے پاس آنے کا حوصلہ نہ ہو۔

اس شعر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے حسنِ طلب کی بہترین مثال قائم فرمائی ہے وہ یہ کہ حضور سرورِ عالم ﷺ دائمی نگاہِ کرم نصیب ہو اس لئے کہ صاحبِ روح البیان قدس سرہ نے ایک قاعدہ تحریر فرمایا ہے کہ جسے نگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دائمی نصیب ہو اس سے گناہ نہیں ہوتا۔ گناہ انسان سے تب ہوتا ہے جب نگاہِ نبی ﷺ ہٹ جائے یہاں تک کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی جب ان سے روحِ محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) نے توجہ ہٹائی۔ (روح البیان عربی، جلد ۹، صفحہ ۱۸، اردو جلد ۲۶، صفحہ ۲۳۰)

جس کی مرضی خدا نہ ٹالے
میرا ہے وہ نامدار آقا

شرح

اس شعر میں امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ عوام و خواص کو آگاہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور ﷺ وہ ہیں کہ جن کی مرضی خدا تعالیٰ نے کبھی نہیں ٹالی وہی کرتا ہے جو اس کا محبوب کریم ﷺ چاہتا ہے مثلاً حضور سرورِ عالم ﷺ مدینہ طیبہ پہنچ کر بیت المقدس کو منہ کر کے نماز پڑھنے لگے اس کے بعد آپ کی خواہش ہوئی کہ قبلہ ابراہیمی یعنی کعبہ معظمہ کی طرف منہ کرنے کی اجازت ہو تو اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آیت لائے۔

فالنولینک قبلۃ ترضھا (پارہ ۲)

تو پھر ہم ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

اور فرمایا

ولسوف یعطیک ربک فترضی (پارہ ۳۰)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

یعنی قیامت میں آپ جیسے چاہیں گے ویسے ہی ہوگا۔

حدیث مشاورۃ

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

ان ربی استشارنی فی امتی ماذا فصل بهم فقلت ماشئت یارب هم خلقک وعبادک فاستشارنی الذنیه فقلت له کذلک فاستشارنی الثالثه فقلت له کذلک فقال تعالیٰ انی لن اخزیک فی امتک یا احمد و بشرنی ان اول من یدخل الجنة معی من امتی سبعون الفاً لیس علیهم حساب ثم ارسل الی ادع تحب و سل تعط فقلت لرسوله او معطى ربی سولی قال ما ارسل الیک و الا لیعطیک۔
(الحديث احمد وابن عساکر عن حذیفه، کنز العمال جلد ششم، صفحہ ۱۱۲ حدیث ۱۷۳۵، خصائص کبریٰ جلد دوم ۲۰۱ خرچ احمد والوبکر الشافعی فی الغیلانیات والوبعیم وابن عساکر عن حذیفه بن الیمان ومسنن امام احمد جلد ۵ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۳)

بے شک میرے رب کریم نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کروہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے تیسری دفعہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا میں نے پھر وہی عرض کیا پھر میرے رب کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد (ﷺ) بے شک میں تیری امت کے معاملہ میں تجھے رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب جنتیوں سے پہلے میری ہمراہی میں داخل ہونگے ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائیگا پھر میرے رب نے قاصد بھیجا کہ میرے حبیب تو دعا کرتی دعا قبول کی جائیگی اور مانگ تجھے دیا جائیگا۔ میں نے اپنے رب کریم کے قاصد سے کہا کہ میرا رب میری ہر مانگی ہوئی چیز دے گا؟ تو اس قاصد (فرشتہ) نے عرض کی کہ حضور اسی لئے رب تعالیٰ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ بھی مانگیں آپ کو عطا فرمائے۔

آگے یہ حدیث مبارک طویل ہے جس میں حضور سید عالم ﷺ نے اپنے اور اپنی امت کے بہت سے فضائل و محامد بیان فرمائے ہم نے قدرِ ضرورت پر اکتفا کیا ہے۔

ہے ملکِ خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کامگار آقا

حل لغات

ملکِ خدا، جملہ ہر وہ ہزار عالم یا اس سے کم و بیش۔ کامگار، خوش نصیب، کامیاب، فتح مند، بامراد۔

شرح

حضور پاک ﷺ ہمارے آقا و مولیٰ بامراد ہیں جن کا ہر شہرہ ہزار عالم یعنی خدا کی تمام خدائی پر بطنائے الہی و باذنہ قبضہ و اختیار ہے۔ یہ مسئلہ اختیار و تصرف اختلافی ہے ہمارے علماء و مشائخ نے اس موضوع پر متعدد تصانیف لکھی ہیں مثلاً امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے **سلطنت المصطفیٰ، الامن والعلیٰ اور مدیۃ اللیب** اور مفتی احمد یار خان کجراتی مرحوم نے **سلطنت مصطفیٰ اور فقیر کی دو تصنیفیں ہیں اختیار الکل المختار الکل اور التصرفات فی اختیار صاحب المعجزات والکرمات**۔ چند دلائل ملاحظہ ہوں

(۱) ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک سپید ابر نے آپ کو ڈھانپ لیا اور میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو کیا دیکھتی ہوں کہ سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا آپ کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے۔

بخ بخ محمد ﷺ علی الدنيا کلها لم یبق خلق من اهل الله الا دخل فی قبضه. (دلائل)

واہ واہ محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو حضور کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

فائدہ

منادی پکارتا ہے کہ زمین و آسمان کی مخلوق پر حضور ﷺ نے قبضہ کر لیا۔ مخلوق زمین و آسمان کی اگر تفصیل کی جائے تو عمر ختم ہو جائے اور صرف زمین کی مخلوق گنتی و شمار میں نہ آئے۔

اجمالی طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ زمین کی مخلوق حیوانات، جمادات وحوش و طیور جن و انسان ہیں اور ان سب پر حضور سرور عالم ﷺ کی حکومت و سلطنت ہے۔

انتباہ

اس میں شک و شبہ ہو تو کیوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا نائب و خلیفہ بنایا

واذ ربک للملائکة ان جاعل فی الارض خلیفة

اور اس کی تفصیل پہلے بار ہا گزری ہے۔

(۲) امام احمد و ابن حبان و..... ابو نعیم بسند صحیح حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

اتیت مفاتیح الدنيا علی فرس ابلق جاء نى بهاجبر ائیل علیہ السلام علیہ قطفة من سندس.

(جواہر البیان جلد ۱ صفحہ ۳۹۶)

مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں جبرائیل علیہ السلام اہلق گھوڑے پر میری خدمت میں آئے اس پر خوبصورت زین پوش پڑا تھا۔
 ﴿۳﴾ نبی پاک ﷺ نے فرمایا

بينا انا نائم اتيت مفاتيح الارض فوضعت في يدي. (رواہ البخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۸)

میں سو رہا تھا کہ تمام خزان زمین کی چابیاں میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

فائدہ

یاد رہے کہ نبی علیہ السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ یہ مخالفین کو بھی مسلم ہے اس لئے جو کچھ حضور سرورِ عالم ﷺ کو خواب میں عطا ہوا وہ حقیقتاً عطا ہوا۔

دیکھنی ہے حشر میں

یہ منظر تو قیامت میں سب کے سامنے آجائے گا جب اللہ تعالیٰ سب کے روبرو حضور سرورِ عالم ﷺ کو جنت کی چابیاں عطا فرمائے گا چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا مدارج شریف میں ہے

آمدہ است کہ ایستادہ میکند اور اپر دورد یگارے یمین عرش و در روایتے بر عرش و در رویتے

بر کسی ومی سپارو بوع کلید جنت۔

سو یا کئے نابکار بندے

رو یا کئے زار زار آقا

حل لغات

نابکار، نالائق، نکمے۔ رو یا کئے زار زار، بہت زیادہ روتے۔

شرح

نکمے غلام (امتی) تو راتوں کو میٹھی نیند سوتے رہیں اور وہ سب کا آقا و مولیٰ اور حبیبِ کردگار ساری ساری رات امت کے غم میں روئیں اور خوب روئیں بھلا ایسا شفیق اور رؤف و رحیم آقا کہیں دیکھا گیا ہے۔

سوال

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضور ﷺ کے سوا تمام لوگوں کو نکمے نابکار کہہ دیا۔ اس میں انبیاء علیہم السلام داخل نہ سہی لیکن صحابہ کرام اور اہل بیت عظام اور آپ کی امت کے اغواث و اقارب وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو داخل ہیں یہ بے ادبی اور گستاخی نہیں تو اور کیا ہے؟

جواب

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مراد عوام امتی ہیں اگر مذکورہ بالا حضرات شامل ہوں تو مراد یہ ہوگی کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ کی بانہست نکمے ہیں اس لئے کہ انبیاء و رسل بھی خود کو حضور ﷺ کے آگے بہت کم مرتبہ کا اظہار فرماتے۔

لیکن حق یہ ہے یہاں نکمے بندے عام مراد ہیں اس لئے کہ خواص تو حضور سرور عالم ﷺ کے نقش قدم پر خوب چلے اور شب بیداری اور عبادت گزاری میں انہوں نے کوئی کمی نہیں کی۔

آپ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ کثرتِ قیام شب کے سبب سے آپ کے پاؤں مبارک پر درم آ گیا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ آپ یہ تکلیف و محنت کیوں اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب تو اگلوں پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں آپ نے جواب میں فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں یعنی کیا میں اس بات کا شکر نہ کروں کہ میں بخشا گیا۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تمام رات نماز میں کھڑے رہے اور قرآن کی ایک ہی آیت بار بار پڑھتے رہے۔ (ابن ماجہ)

وہ آیت یہ ہے

ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکم۔

لطیفہ

ادھر عبادت کا یہ حال تھا ادھر منافقین کو اپنی کثرتِ عبادت پر ناز تھا کہ خود رسول اللہ ﷺ کو بھی کوتاہِ عبادت تصور کرتے تھے چنانچہ ایک منافق کا واقعہ ملاحظہ ہو

عن انس قال کان فینا شاب ذو عبادة وزهد واجتهاد فسمعناہ لرسول اللہ ﷺ فلم یعرفہ ووصفناہ بصفة فلم یعرفہ بیتما نحن کذا لک اذا قبل فقلنا یا رسول اللہ ہو هذا فقال انی لاری علی وجہہ سفعة من الشیطان فجاء فسلم فقال لہ رسول اللہ ﷺ اجعلت فی نفسک ان لیس فی القوم خیر منک فقال لہم نعم ثم ولی فدخل الممسجد فقال رسول اللہ ﷺ وسلم من یقتل الرجل فقال ابوبکر انا ندخل فاذا ہو قائم یصلی فقال ابوبکر کیف اقتل رجلا رہو یصلی وقد نہانا النبی ﷺ وسلم عن قتل المصلین فقال رسول اللہ ﷺ من یقتل الرجل فقال عمر انا یا رسول اللہ ﷺ فدخل المسجد فاذا ہو ساجد فقال مثل ما قال ابوبکر و اراد لا رجوع فقد رجع من ہو خیر منی فقال رسول اللہ ﷺ

معه يا عمر فذكر له فقال رسول الله ﷺ من يقتل الرجل فقال علي انا فقال ان ت تقتله ان وجدته
قد خلا مسجد فوجدته قد خرج فقال اما والله لو قتله لكان اولهم و اخرهم ولما اختلف في امتي اثنان
اخرجه ابن ابى شيبه.

(امريز شريف صفحہ ۲۷۷، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۵۵۵ مطبوعہ قدیم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بڑا ہی عابد و زاہد نو جوان تھا ہم نے ایک دن حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا حضور ﷺ اسے نہیں جان سکے پھر اس کے حالات و اوصاف بیان کئے جب بھی حضور ﷺ اسے نہیں پہچان سکے یہاں تک کہ ایک دن وہ اچانک سامنے آ گیا جیسے ہی اس پر نظر پڑی ہم نے حضور ﷺ کے خبر دی کہ یہ وہی نو جوان ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا میں اس کے چہرے پر شیطان کے دھبے دیکھتا ہوں اتنے میں وہ حضور ﷺ کے قریب آیا اور سلام کیا حضور ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تو ابھی اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں ہے اس نے جواب دیا ہاں۔ اس کے بعد جیسے ہی وہ مسجد کے اندر داخل ہوا حضور ﷺ نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے حضرت ابو بکر نے جواب دیا میں اس ارادہ سے وہ مسجد کے اندر گئے تو اسے نماز پڑھتا ہوا دیکھ کر واپس لوٹ آئے اور اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک نمازی کو کیسے قتل کروں جب کہ حضور ﷺ نے نمازی کے قتل سے منع کیا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں جب وہ مسجد کے اندر گئے تو اس وقت نو جوان سجدہ کی حالت میں تھا وہ بھی اسے نماز پڑھتا دیکھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح واپس لوٹ آئے پھر حضور ﷺ نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں حضور ﷺ نے فرمایا تم اسے ضرور قتل کر دو گے بشرطیکہ وہ تمہیں مل جائے لیکن جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کے اندر داخل ہوئے تو وہ جاچکا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت کے جملہ فتنہ پردازوں میں یہ پہلا اور آخری شخص ثابت ہوتا۔ میری امت کے دو افراد بھی آپس میں کبھی نہ لڑتے۔

فائدہ

اس حدیث شریف پر بہترین تبصرہ فقیر کی کتاب ”وہابی دیوبندی نشانی“ میں پڑھئے اور یہاں پر ہمارا مقصد یہ ہے کہ منافق کو اپنی عبادت پر اتنا ناز تھا کہ مجلس میں حضور ﷺ سمیت سب کو دیکھ کر تحقیر کی جس کا اس نے خود اقرار کیا جب اس سے حضور ﷺ نے پوچھا ”اجعلت فی نفسک ان لیس فی القوم خیر ملائکتیں“ کوئی اس سے اچھا نہیں اس نے کہا ”اللہم نعم“ شک ایسے ہی ہے یا رسول اللہ ہمارے دور کے بے ادب لوگوں کا حال ایسے منافقوں سے کچھ کم

نہیں۔ مولوی قاسم نانوتوی سابق مہتمم دیوبند نے تو صاف لکھ دیا کہ امتی کبھی عمل میں اپنے نبی سے بڑھ جاتا ہے۔

لطیفہ

یہ گستاخانہ عبارت تحذیر الناس میں ہے اس پر عذر گناہ بدتر از گناہ یہ کہ بجائے غلطی کے احساس کہ اس کے جوابات کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ اس میں نانوتوی صاحب نے بظاہر کی قید لگائی ہے تو بظاہر دیکھا جائے تو بہت سے امتی بہت سے اعمال میں حضور ﷺ سے بڑھ جاتے مثلاً ایک امتی ساری رات ذکر الہی میں مصروف ہے اور آپ نیند فرما رہے ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن ایسے بیوقوفوں کو کون سمجھائے کہ نبی علیہ السلام کا نیند میں ہونا یا دوسرے امور میں مصروف ہونا امتی کی لاکھوں عبادتوں سے افضل ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ہر عمل شریعت بنتا ہے اور شریعت سازی ایک ایسا عمل ہے کہ نبی علیہ السلام کے سوا کسی دوسرے کے نصیب کہاں بقول ان کے بظاہر کی قید تسلیم کر لی جائے تو پھر بے ادبی ہے مثلاً حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ عمر میں بڑے ہیں یا حضور ﷺ۔ جواب دیا بڑے تو حضور ﷺ ہیں لیکن میں آپ سے دو سال پہلے پیدا ہوا۔ (شفاء شریف)

بتائیے حضرت عباس کہہ دیتے کہ میں بڑا ہوں تو بظاہر تو ٹھیک ہے لیکن چونکہ آپ سے بڑا کہنا بے ادبی ہے اس لئے آپ نے جواب میں ادب کو ملحوظ رکھا۔

کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں

دنیا کے یہ تاجدار آقا

حل لغات

کیا بھول، کتنی بڑی غلطی۔ ان کے ہوتے، حضور ﷺ کی موجودگی میں۔

شرح

کتنی بڑی غلطی ہے کہ شہنشاہ کائنات کی موجودگی میں دنیا کا کوئی بادشاہ خود کو آقا کہلائے اس لئے کہ بڑے سے بڑا بھی حضور نبی پاک ﷺ کے ادنیٰ خادم کی حیثیت سے ہے۔

ملکوت میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام ادنیٰ خادم و دربان حضور ﷺ ہیں بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام بھی حضور ﷺ کو اپنا آقا و مولیٰ مانتے جانتے ہیں آپ کی عزت و قدر و منزل کے آگے خود کو خدا کی حیثیت بتاتے۔ یہ منظر شہ معراج خوب ہوا کہ جو نبی حضور سرور عالم ﷺ مسجد اقصیٰ میں پہنچے تو سب کے سب صف بستہ نیاز مندانہ صورت میں کھڑے تھے اور پھر جس کیفیت سے آپ سے ملاقات کی اور جو نیاز مندی الوداع کے وقت دکھائی اور قیامت میں خصوصیت سے اس کا ظہور ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک مجلس میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا ذکر کر رہے تھے کہ حضور سرور عالم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ بے شک وہ ایسے تھے جیسے تم کہہ رہے تھے مگر سنو میں کون ہوں

انا حبیب اللہ والا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ ولا فخر۔

(رواہ الترمذی والبیہقی، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۶)

میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ کوئی بڑائی نہیں اور اس میں فخر نہیں کل قیامت میں حمد کا علم میرے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اس کے علاوہ سب اس کے نیچے ہوں گے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس میں فخر نہیں کہ کل قیامت میں میں سب کا سردار ہوں گا اور اس دن ہر ایک میرے ہی پرچم تلے جمع ہوگا۔ (رواہ الحاکم والبیہقی)

محشر میں اذان بلال

حضرت علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواہر البحار جلد اول میں طویل حدیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں حضرت بلال جنتی ناقہ پر سوار ہونگے اور اس کی پشت پر اذان دیں گے پھر تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں ”اشہدان محمد رسول اللہ“ سنیں گے تو سبھی پکار اٹھیں گے اس پر ہم گواہ ہیں۔

ان کے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں
ایسے ایسے ہزار آقا

حل لغات

مٹ جائیں، قربان نہج اور ہو جائیں۔

شرح

حضور سرور عالم ﷺ کے ادنیٰ گداؤں کا یہ حال ہے کہ ان کے آگے بڑے بڑے جابر سلطان دم نہیں مار سکے بلکہ ہزاروں دنیوی بادشاہ ان پہ قربان اس کا آج بھی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ مختلف ممالک سے آئے ہوئے بہت بڑی قد آور شخصیات کو گنبد خضراء کے دربان بھیڑ بکریوں کی طرح ہٹاتے چلاتے ہیں تو کسی کی کیا مجال کہ ان کے آگے دم مارے۔

شاہان اسلام

بہت بڑے نامور بادشاہوں کے واقعات تاریخ میں ثبت ہیں کہ انہیں زائد حضور نبی پاک ﷺ کا نام سنتے ہی ان کی گردنیں جھک گئیں مثلاً سلطان محمود غزنوی، اورنگزیب، ہارون الرشید وغیرہ کے حالات شاہد ہیں۔

ادب رسول ﷺ

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ سلطان محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وزیر ایاز کے بیٹے کا نام محمد تھا ایک مرتبہ سلطان کو طہارت کی ضرورت ہوئی تو آواز دی کہ ایاز کا بیٹا پانی لائے۔ ایاز نے بھی سن لیا اور پریشان ہو کر کہا معلوم نہیں میرے بیٹے سے کیا خطا ہوئی کہ سلطان نے اس کے نام کے بجائے ایاز کا بیٹا کہہ کر یاد فرمایا۔ وضو کے بعد سلطان نے ایاز کو پریشان دیکھ کر وجہ پوچھی تو ایاز نے کہا آپ نے میرے بیٹے کا نام نہیں لیا اسی وجہ سے پریشانی ہوئی کہ شاید اس سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ سلطان نے تبسم فرما کر کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں آپ کے بیٹے کا نام میں نے اس لئے نہیں لیا کہ میرا وضو نہ تھا اور بے وضو یہ نام زبان پر لاتے ہوئے شرم محسوس ہوئی اس لئے ایاز کا بیٹا کہہ کر پکارا۔

(روح البیان، پارہ ۲۲، تحت آیۃ صلوٰۃ جلد ۷ صفحہ ۳۳۴)

سلطان محمود کا دستور العمل

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ اہل دربار کو فرمایا کہ جو شخص یہ درود پاک پڑھے ایسا ہے کہ گویا اس نے دس ہزار بار درود پاک پڑھا ہے لہذا میں تین مرتبہ اول شب میں اور تین آخر شب میں اُٹھ کر یہ درود شریف پڑتا ہوں اور اس طرح ساٹھ ہزار کی تعداد شمار کرتا ہوں۔ درود شریف یہ ہے

اللہم صل علی سیدنا محمد ما اختلف المون وتعاقب الصران و کر الجلیدان واستقل فرقدان وبلغ روحہ و ارواح اہل بیتہ منا التحیۃ والسلام وبارک وسلم علیہ کثیرا۔

(روح البیان جلد ۷ صفحہ ۲۳۴)

انعام و نگاہ عنایت

سلطان محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عشق رسالت و تعظیم مصطفویٰ کے باعث بارگاہ رسالت ﷺ میں بھی اس پر خصوصی عنایت تھی چنانچہ ایک شخص دیدار نبوی ﷺ سے خواب میں مشرف ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہزار درہم مجھ پر قرض ہے ادا کرنے کی توفیق نہیں ڈرتا ہوں کہ قرض دیئے بغیر کہیں موت نہ آجائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا محمود کے پاس جاؤ اور اس سے رقم لے کر اپنا قرض ادا کرو عرض کیا یا سید البشر ﷺ شاید وہ میری بات کا اعتبار نہ کریں اور نشانی طلب کریں۔ حضور صاحبِ لولاک ﷺ نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ وہ تیس ہزار مرتبہ درود پاک اول شب اور تیس ہزار آخر شب بیدار ہو کر پڑھتے تھے چنانچہ جب اس شخص نے سلطان محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہو کر یہ مبارک خواب سنایا تو محمود پر رقت طاری ہوئی اور انہوں نے ہزار درہم قرض اتارنے کے علاوہ مزید ہزار درہم اس شخص کو دیا اور حاضرین کے پوچھنے پر فرمایا

کہ اس خواب سے علماء کے اس بیان کی تصدیق ہو گئی ہے کہ واقعہ مذکورہ درود شریف ایک بار پڑھنا دس ہزار کے برابر ہے۔
(روح البیان وغیرہ)

بے ابر کرم کے میرے دھبے

لا تغسلها البوار

حل لغات

دھبے، داغ۔ لا تغسلها البوار، جنہیں سمندر نہ دھوئیں۔

شرح

اے میرے آقا ﷺ آپ کے ابر کرم کے بغیر میرے گناہوں کے دھبوں کو سمندر نہ دھو سکیں گے۔
یہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی کس نفی و تواضع ہے اور ایسا طریقہ ہر محبوب خدا کا رہا کہ خود جملہ عالم سے حقیر تر سمجھے اگرچہ آپ نے اپنا نام لیا لیکن اس سے مراد ہر مجرم و خطا کار ہے اور ظاہر ہے کہ گناہوں کے دھبے پانیوں سے نہیں نکالے جاسکتے ہیں اور یہاں دھل جانے سے نجات کاملہ مراد ہے کہ جو نبی نگاہ مصطفیٰ ﷺ اٹھے گی تو بے شمار گناہگاروں کے پیڑے پار ہو جائیں گے جیسے باب الشفاعة میں تفصیل گزری ہے۔

اتنی رحمت رضا پہ کرلو
لایق برو البوار آقا

حل لغات

لایق برو البوار، ہلاکت اس کے پاس نہ آئے۔

شرح

اے میرے آقا ﷺ ذرا اسی رحمت احمد رضا پر بھی فرمائیے کہ دارین میں مصائبِ آلام اس کے قریب بھی نہ آئیں۔

یہ دونوں اشعار قطعہ بند ہیں جن کا خلاصہ یہ ہوا کہ بندہ کتنا ہی گناہ گار ہو اور اس کے گناہ سمندروں کے پانی سے پاک نہ ہو سکیں ان کی بخشش کا واحد حل ہے نگاہ مصطفیٰ ﷺ جس پر پڑ گئی وہ منہ صرف دنیا بلکہ اخروی مصائب و آلام سے بھی نجات پا گیا سیدنا آدم علیہ السلام کی لغزش کا حال سب کو معلوم ہے اور صدیوں گریہ و زاری کی اور آنسو بہائے لیکن جب تک نہ کہا

یارب اسئلک بحق محمد ﷺ لما غفرت لی۔

اے میرے رب میں تجھ سے رسول اللہ محمد ﷺ کے طفیل سے سوال کرتا ہوں کہ میری خطا معاف فرمادے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کس طرح پہچانا حالانکہ میں نے ان کو پیدا نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا اور عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ میں جان گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کو ذکر کیا ہے جو تیرے نزدیک احب الخلق ہیں چونکہ تم نے اس کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے اس لئے میں نے تم کو معاف کر دیا اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ (حاکم بطبرانی)

یہودیوں کی مشکل حل

قرآن مجید میں ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود اپنے دشمنوں پر فتح پانے کے لئے دعا میں حضور انور ﷺ ہی کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے چنانچہ قرآن کریم میں وارد ہے

وكانوا من يستفتحون على الذين كفروا. (سورہ بقرہ)

اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔

فائدہ

حافظ ابو نعیم نے دلائل میں عطاء و ضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود بنی قریظہ و نضیر کافروں پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے اور دعا میں یوں کہا کرتے تھے اور فتح پایا کرتے تھے۔

اللهم انا نستنصرک بحق النبی الامی ان تنصرنا علیہم (تفسیر درمنثور للسيوطی وغیرہ وغیرہ)

خدا یا! ہم تجھ سے بحق نبی امی دعا مانگتے ہیں کہ تو ہم کو ان پر فتح دے۔

عقائد و معمولات صحابہ

جو کچھ امام احمد رضا نے کہا وہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کی حیات شریف میں دیگر حاجات کی طرح آپ سے طلب دعا، طلب شفاعت، بروز قیامت یا طلب دعائے مغفرت بھی کیا کرتے تھے۔ صرف چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں اگر زیادہ مطلوب ہوں تو شفاعت کا منظر دیکھئے

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سألت النبی ﷺ ان یشفع لی یوم القیمة فقال انا فاعل فقلت

یا رسول اللہ فاین اطلبک قال اطلبنی اول ما تطلبی علی الصراط قلت فان لم القک علی الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القک عند المیزان قال فاطلبنی عند الحوض فانی لا اخطی هذه
الثلث المواطن . (رواہ الترمذی شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے عرض کیا کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرمادیجئے فرمایا میں کر دوں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں فرمایا سب سے پہلے مجھے پل صراط پر ڈھونڈو میں نے عرض کیا اگر میں آپ کو وہاں نہ پاؤں فرمایا کہ پھر میزان کے پاس ڈھونڈنا میں نے عرض کیا اگر میزان کے پاس آپ کو نہ پاؤں فرمایا تو پھر حوض کے پاس مجھے ڈھونڈنا کیونکہ میں ان مقامات کو نہیں چھوڑوگا۔

نعت شریف

محمد ﷺ مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

شرح

حضور سرور عالم ﷺ حق کی شان عزت کے کامل مظہر ہیں انداز وحدت اس کثرت میں نظر آتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے

كنت كنزا مخفيا فاحببت ان اعرف . (الحديث)

میں ایک مخفی خزانہ تھا چاہا کہ پہچانا جاؤ۔

كنت كنزا مخفياً کارازتا بش کھل گیا جب جہاں میں سرور دنیا و دیں پیدا ہوئے۔

اسی اظہار ارادہ پر مخلوق پیدا فرمائی اسی تخلیق اول کا نام ہے محمد (ﷺ) اور آپ ہی ذات باری تعالیٰ کے مظہر کامل ہیں اس کے بعد کے تعینات آپ کا جلوہ یہ مسئلہ تصوف ہے اس کے سمجھنے کے لئے مراتب ذہن نشین فرمائیں۔

(۱) احدیت اسے مرتبہ لا بشرط شے کہا جاتا ہے۔

(۲) وحدت اسے مرتبہ بشرط لا شے کہتے ہیں یہ تعین اول ہے۔

(۳) واحدیت اس میں ظہور بالتفصیل ہے اسے مرتبہ بشرط شے کہا جاتا ہے۔

مرتبہ وحد اور واحدیت کے درمیان برزخ ہے جسے حقیقت محمدیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی کا اشارہ فرمایا

وما رميت اذ رميت الله رمي

اور

ان الذين يبابا يعونك انما يبایعون الله

اور صحیح بخاری میں

من رانی فقد رای الحق

اور فرمایا

من الله وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

یہ اس معنی پر حضور سرورِ عالم ﷺ کی حقیقت مرتبہ وحدت اور مرتبہ واحدیت کے مابین واسطہ ہے اس لئے امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرتبہ اول کے اعتبار سے مظہرِ کامل اور مرتبہ ثالث کے اعتبار سے آپ میں کثرت ہے اور اسی میں اندازِ وحدت ہے۔

اثبات اولیت حبیب خدا ﷺ

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ حضور ﷺ کو مظہرِ کامل ہونے کا انکار کریں تو ان کی شوم بختی ہے جب کہ ذرہ ذرہ اسی کا مظہر ان کو بھی تسلیم ہے اور آپ کو جملہ عالم سے اول ماننا بھی زیادہ تاویل ہے ورنہ یہ تو عقل کو بھی تسلیم ہے کہ ہر سلسلہ کی جانب ماضی میں چلتے چلتے ایک حد ایسی ضرور نکلتی ہے جس سے اس سلسلہ کی ابتداء ہوتی ہے اس حد کو اس سلسلہ کا مبداء کہتے ہیں جیسے سلسلہ تو الدو تناسل بشری کی جانب ماضی میں ایک حد ضرور ہے جس سے اس سلسلہ کی ابتدا ہوئی اور یہ سلسلہ بشریت اسی ایک ذات سے شروع ہوا ہے اور وہ ہیں سیدنا آدم (علیہ السلام) پھر اس سے آگے بڑھئے کہ بشریت سے پہلے کی مخلوق کا مبداء کون ہے اسلام نے اسی اول مخلوق کا نام نور محمد (ﷺ) بتایا ہے۔ سیرۃ کے محققین نے اس نور کو حقیقتہً الحقائق جیسی عالی رب العالمین اصل مخلوقات مبداء موجودات کے مختلف القاب سے یاد کیا ہے۔

(مواہب لدنیہ مع شرح زرقاتی)

مظہر ذات و صفات

اہل علم کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنی ذات و صفاتِ قدیم کے ساتھ حادث مخلوق کے رابطہ قائم رکھنے کے لئے ایک ایسی ہستی اور پیدا فرمائی جو اس کی تجلیاتِ ذات و صفات کی مظہر اتم ہو اور وہ ہستی ہمارے نبی پاک ﷺ ہیں اسی معنی پر تمام مخلوق اللہ تعالیٰ سے حضور سرورِ عالم ﷺ کے واسطہ کے بغیر فیضیاب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ

شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸ میں ہے

فاقام بينهم وبينه مخلوقاً من فى الصورة والبسه من نعتہ الرفاقہ والرحمة واخرجه الى الخلق سفير صادقاً وجعل طاعة وموافقة قال الله من يطع الرسول فقد اطاع الله.

اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان ایک ایسی مخلوق مقرر فرمائی جو صورت میں ان کی جنس ہو اور اپنے صفات رافت و رحمت کا اسے لباس پہنایا اور اسے مخلوق کی طرف سچا سفیر بنا کر بھیجا اور اس کی موافقت کو اپنی موافقت کہا اور فرمایا جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

مظہر کامل واکمل

حضور سرور عالم ﷺ ذات و صفات کے مظہر کامل ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ولقد نبیک سبعا من المثنائی.

یعنی ہم نے آپ کو سات ذاتی صفات عنایت فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات یہ ہیں

(۱) سمع (۲) بصر (۳) کلام (۴) حیاة (۵) علم (۶) ارادہ (۷) قدرة۔ (من المثنائی) یعنی المثنائی کی خصوصیت سے۔ اس سے مظہر ذاتی و صفاتی مراد ہے یعنی مظہریت ذاتی و صفاتی جو صرف حضرت انسان کو نصیب ہوتی ہے وہ آپ کو ہم نے عنایت فرمائی۔

یاد رہے کہ مظہریت ذاتی و صفاتی انسان کے سوا کسی دوسری مخلوق کو نصیب نہیں ہوتی اور نہ ہوگی اگرچہ ملائکہ نوری مخلوق ہیں لیکن وہ بھی اس دولت سے محروم ہیں اس سے ”وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا“ پتہ کھلا کہ آدم علیہ السلام اسی مظہریت ذاتی و صفاتی سے مجبور ملائکہ ٹھہرے اسماء میں بعض اسماء ذاتی تھے اور وہ صرف حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے گئے ملائکہ ان سے بے خبر تھے وہ اسی لئے کہ آدم علیہ السلام اسماء ذاتی کے ذاتی و صفاتی مظہر تھے انہیں بتائے گئے اور ملائکہ مظہر نہیں تھے اسی لئے انہیں بے خبر رکھا گیا تھا ہاں ملائکہ بعض صفات کے مظہر ہیں لیکن وہ بی اسی طرح نہیں جیسے آدم علیہ السلام تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا

ثم عرضهم على الملائكة فقال انبئوني باسماء هؤلاء ان كنتم صادقين.

پھر نے ان اسماء کو ملائکہ کے سامنے پیش کر کے فرمایا مجھے ان اسماء کی خبر دو اگر تم سچے ہو۔

چونکہ ملائکہ کرام بعض صفات کا مظہر تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ کے اس سوال پر فرشتوں نے عرض کیا

لاعلم لنا الا ما علمتنا. (الایۃ)

ہمیں کوئی علم نہیں سوائے اس کے کہ تو نے ہمیں سیکھایا۔

یہی ہے اصل علم مادہ ایجادِ خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

حل لغات

مادہ، جڑ، بنیاد۔ برپا، قائم۔ عجب، انوکھا۔ ہنگامہ، شور و غل۔

شرح

یہ شعر اول کی تفصیل ہے یعنی آپ ﷺ تمام مخلوق کی تخلیق کا مادہ اور اصل ہیں آپ کی ذات وحدت کا مظہر ہیں اس لئے اس وحدت کی کثرت کا عجیب ہنگامہ آپ سے قائم ہے حدیث مشہور اول

ما خلق الله نوری و جميع الخلق کلهم من نوری

کی طرف اشارہ ہے۔

اس حدیث کی صحت کا مخالفین نے انکار کیا فقیر نے دلائل سے ثابت کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اس رسالہ کا نام ہے

”التنقیح الفروری فی توثیق حدیث اول ما خلق الله نوری“

اول ما خلق الله نوری

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو شے پیدا فرمائی وہ میرا نور تھا

حوالہ جات تفسیر نیشاپوری جلد ۸ صفحہ ۵۵، تفسیر عرائس البیان جلد ۲۳۸، تفسیر روح البیان جلد ۵۲۸، زرقاتی

شریف جلد ۳۷، مدارج النبوت فارسی جلد ۲ صفحہ ۲، جواہر البحار۔ اس حدیث کو مخالفین کے اکابرین نے بھی تسلیم کیا۔ چند

حوالے حاضر ہیں

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس کو حدیث شریف تسلیم کرتے ہوئے اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر صفحہ ۶، ۱۶ اپریل

۱۹۰۹ء میں درج کیا ہے۔ دیوبندیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی اس کو حدیث رسول ﷺ تسلیم کیا ہے۔ (فتاویٰ

رشیدیہ صفحہ ۹ مطبوعہ دہلی)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس حدیث شریف کو قصیدہ امالی کی شرح کے صفحہ ۳۵ پر درج فرمایا ہے اور

شرح قصیدہ امالی ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابراہیم میرسیا لکھوٹی کے نزدیک بھی مستند کتاب ہے کیونکہ میرسیا لکھوٹی نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ”شہادۃ القرآن“ کے صفحہ ۸۹ جلد ۱ پر مرزائیوں کی تردید میں شرح قصیدہ امالی کا حوالہ درج کیا ہے۔ دیوبندیوں کے مولوی ذوالفقار علی صاحب نے بھی **عطر الوردہ صفحہ ۲۴** میں یہ حدیث درج کی ہے اور حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا اس حدیث کی تفسیر ہیں جس میں وارد ہے کہ امام عبدالرزاق نے سند صحیح سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک روز حضور ﷺ سے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے یہ بتائیں کہ وہ کون سی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے پیدا فرمایا آقائے کائنات، شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیر فرماتا رہا اُس وقت نہ لوح و قلم تھا نہ بہشت و دوزخ تھی نہ فرشتے تھے نہ زمین و آسمان تھا نہ چاند و سورج تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرمایا تو اس نور میں شعاعیں در شعاعیں بڑھتی گئیں اور وہ مزید شعاعوں میں تقسیم ہوتی گئیں یعنی پہلے نور کے چار حصے کئے گئے پہلے سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش چوتھے کے چار حصے کئے وغیرہ وغیرہ یہاں تک کہ کائنات کا وجود ظاہر ہو گیا۔ (الحديث) یہ حدیث طویل ہے بقدر ضرورت نقل کی گئی ہے

سلف صالحین کی تصریحات

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے عقیدہ کی توثیق سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے ملاحظہ ہو۔

(۱) علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اعلم ان الله تعالى بعث النبي ﷺ نور بين حقيقة حظ الانسان من الله تعالى وانه تعالى سمي نفسه نور ابقوله تعالى الله نور السموات والارض لانهما كانا مخفيتين في ظلمة العدم فالله تعالى اظهرهما بالايجاز وسمى الرسول نور الان اول شئ ظهره الحق بنور قدرته من ظلمة العدم كان نور محمد ﷺ كما قال اول ما خلق الله نوري ثم خلق العالم بما فيه من نوره بعضه من بعض فلما ظهرت الموجودات من وجود نوره سماه نورا وكل ما كان اقرب الى الاختراع اولى باسم النور كما ان علم الارواح اقرب الى اختراع من عالم الاجسام فلذلك سمي عالما لانور والعلويات نور انيا بالنسبة الى السفليات فاقرب الموجودات الى الاختراع لما كان نورا فالنبي ﷺ كان اولى باسم النور ولهذا كان بقول انا من الله والمؤمنون مني وقال تعالى قد جاءكم من الله نور وروى عن نبي

عليه السلام انه قال كنت بين يدي ربي قبل خلق ادم عشر الف عام وكان يسبح ذالك
النور وتسبح الملائكة . تبسيحه فلما خلق ادم الق ذالك النور في صلبه وعن ابن عباس رضي الله
تعالى عنهما عن النبي ﷺ انه قال لما خلق ادم اهبطني في صلبه الى الارض و جعلني في صلب
نوح في الدفينة وقد فني في صلب ابراهيم ثم لم يدي تعالى ينقلني من الاصلاب الكريمة الى
الارحام الطاهرة حتى اخرجني من ابوي لم يلتقيا على سراح قط.

(روح البیان پارہ ۶ تحت آیتہ قد جاءكم من الله نور)

اور یاد رکھو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو بحیثیت نور مبعوث فرمایا اور آپ نے انسان کا حصہ الہی بیان کرتے ہوئے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اپنے قول ”اللہ نور السموات والارض“ میں نور سے موسوم فرمایا کیونکہ ارض و سماء ظلمتِ عدم میں
مستور تھے پس اللہ تعالیٰ نے صفتِ ایجاد سے انہیں ظاہر فرمایا اور نبی علیہ السلام کو نور فرمایا کیونکہ وہ پہلی مخلوق جسے اللہ تعالیٰ
نے قدرت سے ظاہر فرمایا نور محمد ﷺ ہے جس طرح آپ نے خود فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عالم کے بعض انوار کو
بعض سے پیدا فرمایا پس جب آپ کے نور سے موجودات ظاہر ہو گئے تو آپ کا نام نور رکھا اور وہ ہر شے جو اقرب الایجاد ہو
وہ اسمِ نور کے زیادہ مناسب ہے کیونکہ عالم ارواح جبکہ ایجاد کے زیادہ قریب تھا تو اسی وجہ سے اس عالم انوار کا نام دیا اور
عالم علوی نورانی ہے نسبتِ عالم سفلی کے پس نورِ نبی جبکہ تمام موجودات کی نسبتِ ایجاد کے سب سے زیادہ آپ ہی کی ذاتِ
مقدسہ کے مناسب ہے اسی لئے آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نور کی (جلی) سے پیدا ہوا اور مومنین مجھ سے اور اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے لاریب تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور آیا اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نے اپنے رب کے پاس
بحیثیت نورِ آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے موجود تھا اور یہ نور اللہ کی حمد و ثناء کرتا تھا اور فرشتے اس حمد سے تسبیح کیا
کرتے تھے پس جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو یہ نور ان کی پشت میں رکھا گیا اور ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ
حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو مجھے ان کی پشت کی ضمن میں زمین پر اتارا پھر صلبِ
نوح کے ضمن میں زمین پر پھر صلبِ نوح کے ضمن میں کشتی میں اتارا اور ابراہیم کی پشت میں رکھا پھر اسی طرح مجھے کریمانہ
پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف نقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین کی طرف بھیجا جو کبھی نازیبا حرکت کے
مرتکب نہیں ہوئے۔

فائدہ

حضرت امام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ جملہ عالم سے پہلے اور جملہ عالمین آپ

ہی کے موجود ہوئی اس معنی پر امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا شعر

یہی ہے اصل مادہ ایجادِ خلقت کا

یعنی بر حقیقت ہے اور یہ سلف صالحین کا عقیدہ ہے۔

(۲) امام قسطلانی مواہب اللدنیہ کے مقصد اول جلد ۱ صفحہ ۲۷ میں ارقام فرماتے ہیں

لما تعلق ارادة الحق تعالى بايجاد خلقه و تقدير رزقه ابرز الحقيقة المحمدية في الحضرة الاحدية

ثم سلح منها العوالم كلها علوها وسفلها على صورة حكمه كما سبق في سابق ارادته وعلمه ثم

اعلمه تعالى نبوته و بشره و برسالة هكذا اودم لم يكن الا كما قال ﷺ بين الروح والجسد. (جواہر

البحار، جلد ۱ صفحہ ۲۷۱)

جناب حق تعالیٰ کا ارادہ مخلوق کو پیدا کرنے کا اور اس کے رزق مقرر کرنے کے ساتھ متعلق ہوا تو اس نے حقیقت محمدیہ کو صدی

انوار سے بارگاہِ احدیت میں ظاہر فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت محمدی سے تمام عالم علوی اور سفلی کو اپنے ارادہ ازلی کے

مطابق اخراج فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدی کو نبوت کی خبر اور رسالت کی بشارت دی اور ابھی حضرت آدم علیہ السلام

فرمانِ نبوی کے مطابق روح اور جسد کے درمیان تھے۔

(۳) اس کی شرح میں امام زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۷ مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں کہ

وانما كانت الحقيقة المحمدية هي صورة الحقيقة الحقائق لاجل ثبوت الحقيقة المحمدية في خلق

الوسطية هي عين النور الاحمدى المشار اليه بقول عليه السلام اول ما خلق الله نوري.

اور جزا اس نیست کہ حقیقت محمدیہ ہی تمام حقائق کی حقیقت ہے کیونکہ حقیقت محمدی کا ثبوت خلق وسطیہ میں ہے جو کہ عین نور

احمدی ہے جس کی طرف حضور ﷺ نے اپنے قول میں اشارہ فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔

(۴) میر عبد القادر الجزائری الحسنى اپنی کتاب موقف کے موقف صفحہ ۷۹ میں فرماتے ہیں

فان حقيقة ﷺ هي الرحمة التي وسعت كل شيء وعمت هذه الرحمة حتى اسماء الحق تعالى من

حيث ظهور واثارها ومقتضياتها بوجود هذه الرحمة وهذه الرحمة هي اول شيء فتق ظلمة العدم

والاول صادر عن الحق تعالى بلا واسطة وهي الوجود المفاض على اعيان والمكونات قبل الوضع

اللغوي ولهذا يسمى المصطفى بنور الانوار وبابى لارواح.

بلاریب حضور ﷺ کی حقیقت وہ رحمتِ عظمیٰ ہے جس نے ہر شے کا احاطہ کر لیا ہے حتیٰ کہ حق تعالیٰ شانہ کے اسماء کو بھی یہ رحمت

شامل ہے کیونکہ ان اسماء مقتضیات اور آثار کا ظہور اس رحمت محمدی سے وجود میں آیا اور اسی رحمت نے سب سے پہلے پردہ عدم کو چاک کیا اور یہ پہلی مخلوق ہے جو اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ صادر ہوئی اور اس وجود کا فیضان تمام موجودات کو حاوی ہے اس وضع لغوی سے پہلے اس لئے حضور ﷺ کا نور الانوار اور ابوالارواح ہے۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ اصل کائنات اور جملہ عوالم آپ کے نور کا جلوہ ہیں اس لئے کسی نے کیا خوب فرمایا

کیا شان احمدی ﷺ کا چمن میں ظہور ہے
ہر گلی میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے نخی کے گھر ضیافت کا

حل لغات

خلد (بضم الحاء) ہمیشہ کی جگہ، یہاں بہشت مراد ہے۔ ضیافت، مہمانی۔

شرح

گدا سے اپنی ذات مراد لی ہے یعنی میں احمد رضا بھکاری ہوں اور انہی سے وابستہ ہوں اللہ تعالیٰ ان نیکوں کے ساتھ مجھے بھی خلد بریں میں جگہ عطا فرمائے۔

اس شعر میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشارہ فرمایا کہ جنت حصولِ اعمالِ صالحہ پر مبنی نہیں وہ تو ایک قسم سے اسباب ہیں قبول ہو گئے تو پھر بھی جنت کا ملنا محض فضلِ ربانی پر منحصر ہے۔ یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے اور معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ حصولِ جنت اور اجر و ثواب اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے کچھ اسی عقیدے کی بد بو مخالفین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے منکرین سے بھی آتی ہے۔ جب کہ یہ طے ہو گیا کہ فضلِ ربانی کے بغیر بہشت کا داخلہ ممنوع ہے۔

حکایت

امام ابوللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت میں ایک شخص کو لایا جائیگا جس نے تیس سال پہاڑ کی چوٹی پر عبادت کی اس سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا میرے فضل سے جنت میں جائیگا یا اپنے عمل کے بھروسہ پر۔ وہ کہے گا اپنے عمل کے بھروسہ پر تو اللہ تعالیٰ ملا کہ کو فرمائے گا اے ایسے راستہ سے لے جاؤ جہاں پانی نہ ہو جب پانی مانگے تو اعمال کے بدلے

پانی پلاؤ چنانچہ ایسے ہی ہوا جب اعمال پانی کے عوض دے چکا تو فرشتے واپس لے آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے دوزخ میں پھینک دو کہایا اللہ مجھے اپنے فضل سے بہشت عطا فرما۔

فضل رب بطفیل حبیب رب ﷺ

اللہ تعالیٰ نے بہشت کی چابیاں محبوب کو عطاء فرمائی ہیں۔ چنانچہ فقیر نے حدیث صحیح اس سے قبل نقل کی اور حضور سرور عالم ﷺ اپنے یاروں اور محبوبوں کے ہاتھ میں بہشت و دوزخ دے دیں گے۔ بطور نمونہ ایک حدیث ملاحظہ ہو حضرت امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے احادیث حضور والاصلوٰات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت مولیٰ علی کو قسیم النار فرمایا۔ شفاء شریف میں فرماتے ہیں

قد خرج اهل الصحيح والائمة ما علم به اصحابه صلی اللہ علیہ وسلم مما وعدهم به من الظهور علی اعدائه الی قوله وقتل علی وان اشقاها الذی یخصب هذه من هذه ای الحیة من راسه وانه قسیم النار یدخل اولیاء و الجنة واعداءه و النار بیشک اصحاب صحاح وائمه۔

حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبر دیں مثلاً یہ کہ وعدہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولیٰ علی کی شہادت اور یہ کہ بدعت ترین امت ان کے سر مبارک کے خون سے ریش مطہر کو رنگے گا اور یہ کہ مولیٰ علی قسیم دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو بہشت اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

گنہ مغفور دل روشن خنک آنکھیں جگر ٹھنڈا
تعالیٰ اللہ ماہ طیبہ عالم تیری طلعت کا

حل لغات

گنہ، گناہ کا مخفف۔ مغفور، اسم مفعول بخشا ہوا۔ خنک بامعنی ٹھنڈک اس سے سکون و قرار مراد ہے۔ تعالیٰ اللہ بزرگ ہے اللہ، شعراء سے تعریف و تحسین اور تعجب پر بولتے ہیں۔ ماہ طیبہ، مدینہ کا چاند، اس سے حضور ﷺ کی ذات اقدس مراد ہے عالم بفتح (اسلام) جہان لیکن عام محاورہ میں صورت و حالت کے مستعمل ہوتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں خوشی کے عالم میں پھولا نہیں ساتا۔ طلعت، چہرہ دکھانا۔

شرح

اے مدینہ منورہ کے چاند (ﷺ) سبحان اللہ آپ کے دیدار کا عالم کس قدر حسین اور دلکش کہ جس سے گناہ معاف اور دل باغ اور اس میں نور پیدا ہو جاتا ہے اور جگر کو سکون و قرار اور خوش و فرحت نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ صرف امام احمد رضا

قدس سرہ کا اپنا جذبہ و عشق نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی ذوق میں سرشار تھے چند عاشقانِ باصفا کے واقعات ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔ (انشاء اللہ)

نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی
چمکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

حل لغات

جوشِ حسن، حسن کی زیادتی کا جوش، گلشنِ چمن۔ جا، بمعنی جگہ۔ چمکتا پھر کہا غنچہ، یعنی اب کلی کیسے کھلی سکتی ہے۔ باغِ رسالت، نبوت و رسالت کا باغ۔

شرح

چمنستانِ رسالت و نبوت میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل علی نبینا و علیہم السلام اپنے اپنے وقت میں چمک دمک، خوشبو مہک کے ساتھ یکے بعد دیگرے مسلسل آتے رہے لیکن اس چمنستانِ رسالت میں ایک ایسا پھول کھلا جس کی عالمگیر خوشبو و حسن و جمال کی فراوانی نے ساری کائنات اور سارے زمانے کو تاقیامت مہکا اور سنوار دیا۔ اس پھول نے کسی اور مزید کلی کھلنے کی محتاجی باقی نہ چھوڑی لہذا اس پھول کے بعد چمنستانِ رسالت میں کوئی نئی کلی کھلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسی طرح حضور ﷺ باغِ رسالت کے آخری مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

فائدہ

اس شعر میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآنِ پاک کی اس آیت کریمہ کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ. (پارہ ۲۲)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

اور صحاح کی ان کثیرا حدیث کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے جن میں ایک حدیث شریف یہ ہے

مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصرا حسن بنیا نہ ترک منه موضع النبۃ فطاف بہ النظر یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلک اللبۃ فکنت انا سدوت موضع اللبۃ ختم بی البیان و ختم بی الرسل و فی رویۃ فانا اللبۃ و انا خاتم النبیین. (بخاری و مسلم)

میری اور جملہ انبیاء کرام کی کہاوت اس خوبصورت محل کی ہے جو نہایت خوبصورت بنایا گیا لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی اور دیکھنے والوں نے اس عمارت کے گرد گھوم کر دیکھا تو سوائے ایک اینٹ کے خالی جگہ کے ساری عمارت کا حسن

و جمال دیکھ کر تعجب (حیرت) کرنے لگے (یعنی عمارت کی انتہائی خوبصورتی اور اس خالی جگہ کی کمی کا شدت سے احساس کیا گیا) تو میں نے اس اینٹ کی خالی جگہ کو ہر فرما دیا اس طرح میرے ذریعہ عمارت کی کمی جو شدت سے محسوس کی جا رہی تھی ختم ہو گئی اور میرے ہی ذریعہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا (اب کوئی نیا رسول و نبی نہیں آ سکتا) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں اس خالی جگہ کی اینٹ ہوں اور میں تمام نبیوں میں پچھلا ہوں۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضور چہستانِ رسالت و نبوت کے وہ آخری خوش رنگ و معنبر پھول ہیں جس نے اور مزید کلی کھلنے کی جگہ باقی نہیں چھوڑی۔ (و ثائق)

فائدہ

اس شعر میں عقیدہ ختم نبوت کتنا خوبصورتی اور فصاحت و بلاغت سے ادا فرمایا لیکن خدا بیڑا غرق کرے تعصب کا آپ کو قادیانی مرزائی فرقہ کا آدمی ثابت کرنے کی ناکام سعی کی گئی ”البریلویت“ نامی کتاب میں اس پر چند بے سرو پا اور بے ڈھنگے دلائل دیئے گئے۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

یاد رہے کہ انگریز کا خود کاشٹہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی بھی آپ ہی کے دور میں ہوا جسے دعویٰ کفر، عمل کذب، کلمات باطل اور نظریات قاتل کی وجہ سے ”مسلمہ پنجاب“ کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے نہ صرف مرزا قادیانی کے اعمال و عقائد کی گرفت کی بلکہ بدلائل اس پر کفر و ارتداد کے فتویٰ صادر فرمائے جو آپ کی متعدد کتب اور فتاویٰ میں ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہیں مثلاً ختم نبوت، حسام الحرمین، رسائل رد قادیانیت، تاریخ محاسبہ قادیانیت اور فتاویٰ رضویہ کی مجلدات امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شاعرانہ کلام میں متعدد جگہ اثبات ختم نبوت پر اشعار مدون فرمائے مثلاً ”حدائق بخشش“ میں آپ فرماتے ہیں

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا
نورِ کا جلوہ ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

(صفحہ ۵۶، نعت، سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی)

آتے رہے انبیاء کما قیل لھم
والخاتم حکم کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

(صفحہ ۱۰۲، رباعی اول)

نسخ ادیاں کر کے خود قبضہ بٹھایا نور کا
تاجور نے کر لیا کچا علاقہ نور کا
انبیاء اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

(حصہ دوم، صفحہ ۴۵، ۴۶)

سب سے اول سب سے آخر
ابتدا ہو انتہا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے
تم موخر مبتدا ہو

(صفحہ ۴۴، خلاصہ فکر و عرض خاص)

فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

(صفحہ ۲۵، نعت مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام)

اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیف ”الاستمداد علیٰ اجداد الارتداد“ میں متعدد مسلمان فرقوں کے وہ اقوال بھی اپنی شاعری میں سموئے ہیں جو عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہیں ان اشعار کا حوالہ جات منظر مذکورہ کتاب کے حاشیہ میں مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی سے تفصیلاً دیا ہے جس کا یہاں موقع و مقام نہیں ہے۔ ذیل میں آپ کے چند اشعار اسی سلسلے میں ہدیہ ہیں

(الف) وہابیوں کے مخالف عقیدہ ختم نبوت اعتقادات پر یوں روشنی ڈالتے ہیں کہ

اسرار رویت ختم نبوت
سب کو عدم میں سلاتے یہ کہیں

(صفحہ ۴۱)

ختم جنہوں نے نبوت کر دی
جس پر دل ہمکاتے یہ ہیں

(صفحہ ۴۲)

(ب) دیوبندی فرقہ کے عقیدہ ختم نبوت سے متضاد و مستحارب اقوال و عقائد کا تذکرہ فرماتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ

شاہ کے پچھلے ہی نبی ہونے کو
فضل سے خالی بناتے یہ ہیں
منکر ختم کو پھر کافر بھی
دھوکے کو لکھ جاتے یہ ہیں

(صفحہ ۷۷)

مولوی اشرف علی تھانوی (دیوبندی) کے رسالہ امدادیہ کے حوالہ سے انکار ختم نبوت پر آپ نے یہ اشعار مدون کئے

وار جو ختم نبوت پر تھے
اب وہ بیچ اگاتے یہ ہیں
یعنی اپنے نبی چنے کو
تسکین بخش بتاتے یہ ہیں
اپنے نام پہ استقلالاً
صلی علیٰ بھجواتے یہ ہیں

غرض کہ اسی طرح آپ نے مشکوک، مبہم اور کفریہ اقوال پر گرفت کی ہے اور اپنا عاشقانہ مسلک اور دوسروں کا فاسقانہ عقیدہ بیان کیا ہے۔ آپ نے کسی کی کوئی رعایت نہیں کی جب وقت آیا تو بلا جھجک اور بلا مروت انہیں دین کی کسوٹی پر پرکھا۔

ازالہ وہم

مکرمین عقیدہ ختم نبوت (حداق بخشش) میں مناقبِ غوث الاعظم میں شامل متعدد اشعار کے حوالے سے آپ کو مکرم ختم نبوت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح سوادِ اعظم کو باور کراتے ہیں کہ تمہارے امام کا اگر عقیدہ مخالف ہو کر بھی تمہارا امام مسلمان رہ سکتا ہے تو ہم بھی کیوں نہیں رہ سکتے۔

کراچی سے میرے ایک مہربان نے مکتوب کے ذریعے آپ پر یوں انگشت نمائی کی ہے کہ آپ نے غوثِ پاک کے یوں مناقب بیان کئے ہیں

قد بے سایہ ظل کبریا
تو اس بے سایہ ظل کا ظل ہے یا غوث

(صفحہ ۱۸۵)

سید عبدالقادر جیلانی کے بعد پھر سے آغاز رسالت ہوگا اور وہ نیا رسول بھی شیخ جیلانی کے تابع ہوگا (۵۴) پھر فرماتے ہیں کہ ”مندرجہ بالا خیالات کے حامل ختم نبوت کو نہیں مانتے اس لحاظ سے کیا انہیں دین اسلام سے خارج تسلیم کیا جائے۔“

جواب

موضوع زیر بحث سے متعلق چند اشعار حدائقِ بخشش ہی سے ہدیہ ناظرین کر دیئے جائیں تاکہ الوہیت و رسالت اور رسالت و ولایت میں ملحوظِ ادب کے بارے میں فاضل بریلوی کے عقائد واضح کئے جاسکیں۔ فضائلِ سرکارِ غوثیت و صل دوم و سوم مشمولہ حدائقِ بخشش حصہ اول میں آپ فرماتے ہیں کہ

نبی سے آخذ اور امت پر فائض
ادھر قابل ادھر فاعل ہے یا غوث
الوہیت نبوت کے سوا تو
تمام افضال کا قابل ہے یا غوث

نبی کے قدموں پر ہے جز نبوت
کہ ”ختم“ اس راہ میں حائل ہے یا غوث
الوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوت ہی سے تو عاقل ہے یا غوث

یاد رہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان نظریات سے یہ اندازہ کرنا کوئی اتنا مشکل نہیں ہے کہ آپ حضرت سید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم کو کمالات نبوت و فضائل رسالت کا مظہر سمجھتے ہیں لیکن چونکہ سرور کائنات ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت منقطع ہے لہذا آپ بھی نبی نہیں ہو سکتے یہ نظریہ حدیث سے اخذ کردہ ہے جو اس طرح ہے کہ

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

(۲) رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ اے علی تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے موسیٰ کے ساتھ ہارون مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

(۳) ختم الرسل ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا۔

(۴) ختم الانبیاء ﷺ نے فرمایا اگر ابراہیم (آپ کے صاحبزادے) زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔

درج بالا چاروں ارشادات رسالت میں ایک بات واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم میں کمالات و اوصاف نبوت کو قبول کرنے کی صلاحیتیں موجود تھیں آپ سب حضرات قدسی کمالات و صفات نبوی کے مظہر تو بنے مگر چونکہ بالکل یہی بات فاضل بریلوی نے کہی کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم اوصاف و کمالات ہو چکے ہیں لہذا اب آپ نبی نہیں ہیں منقبت میں تعریفی لہجہ اور انداز بیان کی بلندی کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ منقبت منقبت ہی ہوتی ہے نعت نہیں ہو سکتی اگر آپ سرکارِ غوثِ صدیقی کو کسی بھی قسم کا نبی سمجھتے تو ان کی منقبت نہ کرتے بلکہ نعت کہتے لیکن آپ کے پورے کلام میں سے ایک بھی مثال ایسی پیش نہیں کی جاسکتی۔

جواب

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

میرے امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔

اس ارشاد رسالت میں علماء کو انبیاء بنی اسرائیل فرمانے کا یہ مطلب نہیں کہ حقیقتاً علماء امت محمدی انبیاء کے

زمرے میں آگئے بلکہ یہ ہے کہ عمل و اثرات کے لحاظ سے یہ انبیائے بنی اسرائیل کا کردار ادا کریں گے مثلاً تبلیغ دین اور تشہیر حق کے لئے انبیاء کی سی کوششیں حمیت دین کے لئے انبیاء کا سا کردار، انہمک فی العبادات اور تقویٰ میں انبیاء کی سی مماثلت، خشیت الہی، ورع اور عاجزی میں انبیاء کی متابعت، کرامات کے ذریعے معجزہ انبیاء کا تمثیل یہ وہ نبوی کمالات ہیں جو اولیائے امت و علمائے امت کو فرداً فرداً عطا فرمائے گئے۔ مجموعی طور پر ایک نبی میں جتنے کمالات ہو سکتے ہیں ان کو ایک ایک کر کے اولیاء امت پر تقسیم کر دیا گیا اور بقول حضرت مجدد الف ثانی انہوں نے انبیاء کا پس خوردہ وہ کمالات ہیں جن کے سیدنا غوث اعظم میں ہونے کا ذکر اعلیٰ حضرت نے اپنے مناقب قصیدہ میں کیا ہے باقی جہاں تک فضیلت نبوت علی الولایت کا تعلق ہے اس کے آپ شدت سے قائل ہیں تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اپنی تصانیف میں خود سیدنا سید الاسیاء، فردا الافراد، غوث اعظم، غیث اکرم، غیث عالم، محبوب سبحانی، مطلوب ربانی، شہباز لامکانی ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول فیصل نقل کیا ہے

ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جدا کر مصطفیٰ ﷺ کے قدم پاک پر ہوں مصطفیٰ ﷺ نے جہاں سے قدم اٹھایا میں نے اسی جگہ قدم رکھا مگر نبوت کے قدم کی ان کی طرف غیر نبی کو اصلاً راہ نہیں۔

سیدنا غوث اعظم کے اس فرمانِ عالی سے بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ آپ بھی اتباع انبیاء کے قائل تھے۔ منصب نبوت کے حصول کا عقیدہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ اپنے لئے جائز سمجھتے تھے اور نہ دوسروں کے لئے۔ فاضل بریلوی کا یہ اقتباس اپنی تصانیف میں درج کرنا اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ آپ باوجود اعلیٰ ترین منقبت کے سرکارِ غوث اعظم کو مرتبہ نبوت سے دور سمجھتے تھے لہذا فاضل بریلوی پر انکار ختم نبوت کا اتہام آپ کے عقائد و نظریات سے جہالت کی دلیل ہے۔

(حاشیہ جو صفحات کے آخر میں دیئے گئے ہیں)

(۱) علامہ اقبال نے جس شدت کا ذکر کیا ہے وہ حب رسول اللہ ﷺ اور عشق رسول ﷺ کی مظہر ہے کہ آپ کسی بھی ذریعہ بیان ذریعہ دلیل سے رسول کی شان میں گستاخی کرنے والے کے حق میں بہت شدید ہیں یہ شدت آپ کے عشق رسول ﷺ کے جذبہ کا تقاضا بھی ہے جس کا اعتراف مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی کیا ہے۔

(دیکھئے فقہ القرآن، جلد پنجم، صفحہ ۸۸ از مولانا عمر احمد عثمانی)

(۲) آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو ”مرزا قادیانی“ لکھتے ہیں ”غلام احمد“ اس کے نام سے حذف کر دیتے ہیں اس لئے کہ وہ غلام احمد نہیں بلکہ گستاخ احمد تھا قادیانی فرقے کو آپ احمدی یا قادیانی نہیں لکھتے بلکہ ”غلامیہ“ لکھتے ہیں غلام احمد کی نسبت سے یا غلام انگریز کی نسبت سے۔

(۳) شائع کردہ مظہر فیض رضا، برج منڈی فیصل آباد۔

(۴) مجھے یہ شعر مل نہ سکا جس کا ترجمہ میرے مہربان نے دیا ہے۔

(۵) کسی ولی کو نبی سمجھنے کا عقیدہ تو ایک طرف ولی کو تو ایک صحابی کے برابر بھی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مجدد الف ثانی نے اپنے

مکتوبات میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ کے گھوڑے کے نتھنوں میں جانے والی گرد (جو میدان جنگ میں گھوڑے کے نتھنوں میں

داخل ہوتی) حضرت اویس قرنی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے نہ کہ انہیں حضرت امیر معاویہ سے افضل قرار دیا

جائے۔ حضرت فاضل بریلوی بھی (افضیت النبی علی الولی) کا عقیدہ بے بانگ دہل بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ”رسالہ الرفضہ

صفحہ ۱۵، ۱۴“ فرماتے ہیں کہ

(۱) ہم یقینی کافر جانتے ہیں ان غالی رافضیوں کو جو آنکہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔

(۲) یہ (یعنی انبیاء کو اولیاء سے مفصول قرار دینا) کھلا کفر ہے۔

(۳) وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا ہے کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبے میں بڑھ جائے یہ کفر و ضلالت، بے دینی و

جہالت ہے۔

(۴) بے شک مسلمانوں کا اجتماع قائم ہے اس پر کہ انبیاء کرام علیہم السلام اولیائے عظام سے افضل ہیں۔

(۵) ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر و ضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی

کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ نبی کے ولی سے افضل ہونے پر اہل اسلام کا اجماع ہے ”السوء والعقاب علی المسیح

الکذابین“ لکھتے ہیں کہ باجماع مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق کبھی کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا جو ایسا کہے قطعاً

اجماعاً کافر ملحد ہے۔ (صفحہ ۷۱) (بشکر یہ معارف رضا کراچی)

بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دور زلف والا میں

تسلل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

حل لغات

بڑھا، لمبا ہوا، بامعنی ایسا۔ سلسلہ، زنجیر، دور، گردش، گھماؤ۔ زلف، رات کا ایک حصہ، رات کی مناسبت سے مجازاً

کا کل یعنی کپٹی والے وہ بال جو بڑھ کر کانوں کی لو پر آ جاتے ہیں جسے کٹ بھی کہتے ہیں۔ والا، بلند مرتبہ۔ تسلل (عربی)

کسی چیز کا یکے بعد دیگر آنا۔ کالے کوسوں رہ گیا، بہت دور رہ گیا۔ عصیاں، گناہ، ظلمت، اندھیرا، تاریکی۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی عالی شان خمدار زلفوں میں رحمت کا سلسلہ کچھ ایسا دراز ہوا یعنی سرکار کی رحمت و شفقت اپنی گناہ گارامت پر اتنی زیادہ غالب ہوئی کہ مسلسل گناہوں کی تاریکیاں اور سیاہیاں حضور ﷺ کی رحمت کے کاکل خمدار کی خوبصورت سیاہی سے بہت دور رہ گئی ہیں۔

عظمت گیسوئے رسول ﷺ

حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ کی رحمتوں والی زلفوں کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ خود قرآن پاک نے حضور ﷺ کی قسم یاد فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

والضحیٰ واللیل اذا سجدی. (پارہ ۳۰)

رُخ تاباں (ﷺ) کی قسم اور (آپ کے) گیسوئے معنبریں کی قسم۔

صفت ماتم اُٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں

گناہگارو! چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

حل لغات

صفت ماتم اُٹھے، ماتم ختم ہوا اور خوشی حاصل ہو۔ خالی ہو زنداں، تاریکی دور ہو جائے۔ ٹوٹیں زنجیریں، بیڑیاں ٹوٹ جائیں۔ در، دروازہ، چوکھٹ، زنداں سے مراد قید و بند۔

شرح

اے گناہگارو! اب غم مت کرو اس لئے کہ حق تعالیٰ نے دنیا ہی میں جنت کا دروازہ تمہارے لئے کھول دیا ہے اور وہ ہے حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کا در اقدس اور اے مصیبت میں گرفتار لوگوں! تمہیں مبارک ہو کہ معصیت کی تاریکیاں اب ختم ہو جائیں گی اور عذاب کی زنجیریں توڑ دی جائیں گی اور تم سب کو رہائی مل جائے گی۔
امام احمد رضا خان قدس سرہ کا یہ اشارہ شفاعت کے عقیدہ کی طرف ہے۔

قرآن

قرآن پاک نے اعلان فرمایا ہے

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا لله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا

رحیما. (قرآن پاک)

اور اگر وہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (معصیت و نافرمانی کر کے) تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے اپنے گناہوں

کی معافی چاہیں اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

فائدہ

اس آیت میں منافقوں کی بدبختی کا ذکر ہے کہ وہ حضور ﷺ سے شفاعت نہیں چاہتے پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل نہ پائیں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت شفیع امت ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی يوم القيامة حق لم يؤمن بهالما يكن اهلهما.

میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا (یعنی وہ شفاعت سے محروم رہیگا)

لطیفہ

مکر میں شفاعت اپنے قول میں سچے ہیں جس کی تائید مذکورہ بالا حدیث شریف سے ہوئی کہ وہ سرے سے شفاعت کے لائق اور مستحق ہیں ہی نہیں اس لئے کہ وہ شفاعت کے متعلق ایمان ہی نہیں رکھتے۔ شفاعت ہم غریبوں کو نصیب ہوگی جب کہ ہمیں صرف شفاعت کا ہی سہارا ہے۔

کسی کو ناز ہوگا عبادت کا ریاضت کا

ہمیں تو سہارا ہے محمد (ﷺ) کی شفاعت کا

احادیث شفاعت

احادیث شفاعت کبریٰ میں ہے کہ عرصاتِ محشر میں وہ طویل دن ہوگا کہ کالے نہ کٹے، سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک اس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کی جائیگی اور سروں سے کچھ ہی فاصلہ پر لا کر رکھی جائیگی۔ پیاس کی شدت وہ کہ خدا نہ دکھائے۔ گرمی وہ قیامت کی کہ اللہ بچائے بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہو کر اوپر چڑھے گا اتنا کہ جہار چھوڑیں تو بہنے لگیں، اس میں غوطے کھائیں گے گھبرا گھبرا کر دل حلق تک آجائیں گے، لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آ کر شفیع کی تلاش میں جا بجا پھیریں گے۔ آدم و نوح، خلیل و کلیم و مسیح علیہم السلام کے پاس حاضر ہو کر جواب صاف سنیں گے سب انبیاء علیہم السلام فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں ہم اس لائق نہیں ہم سے یہ کام نہ ہوگا نفسی نفسی تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ یہاں تک کہ سب کے سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونگے آپ ”انا لھا انا لھا“ فرمائیں گے یعنی میں ہوں شفاعت کے لئے پھر اپنے رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ کریں گے۔ ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا

یا محمد ارفع راسک و قل تسمع و سل تعطه و اشفع تشفع.

اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات سنی جائیگی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے۔

یہی مقام محمود ہوگا جہاں تمام اولین و آخرین میں حضور ﷺ کی تعریف اور خدا کی حمد و ثناء کا غل پڑ جائیگا اور مواقف و مخالف سب کھل جائیگا۔ بارگاہ الہی کی وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں اور رب العزت کے یہاں جو عظمت ہمارے نبی کے لئے ہے کسی کے لئے نہیں اسی لئے اللہ پاک اپنی حکمت کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پہلے انبیاء کے پاس جائیں اور وہاں سے محروم پھر کر ان کی خدمت میں آجائیں تاکہ سب جان لیں کہ منصب شفاعت اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا دروازہ کھول سکے۔

سکھایا آمینہ کو ہے یہ کس گستاخ نے یارب
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کر کے حیرت کا

حل لغات

گستاخ، شوخ، چالاک۔ روئے جاناں، محبوب کا چہرہ۔ حیرت، تعجب کی وجہ سے ایک ہی حالت پر رہ جانا۔

شرح

شعراء آئینہ کو حیرت بتاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ یہاں اس اعتبار سے ایک عجیب و غریب مضمون آفرینی فرما رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت آئینہ حیرت کا بہانہ کر کے کر رہا ہے حالانکہ یہ ایک گونا گستاخی ہے۔

آئینہ رسول ﷺ کا کمال

بقولِ مذکور اس کی گستاخی سہی لیکن ہے تو عشق اور عشق میں ایسی بات ہونی چاہیے اور عشق میں ایسی بات قابلِ ستائش ہوتی ہے جیسے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب کی وجہ سے حضور ﷺ کا اسم گرامی نہ مٹانا اور قاعدہ ہے کہ عشق کے ہر عمل پر بہتر انعام ملا کہ اس میں سوائے محبوبِ خدا ﷺ کی صورتِ مبارکہ کے کسی اور صورت کو نہ آنے دیا گیا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک دفعہ حضور ﷺ کی زیارت ہوئی تو انہیں یہ حدیث تصور میں آئی کہ

من راني في المنام فسيراني في اليقظة.

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیدار میں دیکھے گا۔

اس سے انہیں غم لاحق ہوا کہ نامعلوم مجھے بیداری میں زیارت ہوگی یا نہیں۔ اسی خیال میں گم ہو کر نبی میمونہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں ایسا حال سنا تا تو

اخرجت له مراته ﷺ قال رضى الله تعالى عنهما فنظرت فى المرأة فرايت صورة النبى ﷺ ولم
ارلنفسى صورة. (الحاوى للفتاوى جلد ۲ صفحہ ۲۴۹ مطبوعہ مصر)

حضور ﷺ کا آئینہ نکالا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے آئینہ میں دیکھا تو اس میں حضور ﷺ کی صورت نظر
آئی میری شکل مجھے نظر آئی۔

ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردش چشم شفاعت کا

حل لغات

حسرت، ارمان، آرزو۔ نرالا، انوکھا۔ طور، طرز۔ گردش، گھماؤ، حرکت۔

شرح

قیامت کے دن حضور ﷺ کی نگاہ شفاعت کی عجیب و غریب گردش ہوگی کبھی آپ امت کی حسرت و یاس کی طرف
نظر فرمائیں گے اور کبھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف آخر خدا کی رحمت آپ کی شفاعت کے سبب امت کی دستگیری فرما کر
نجات دے گی۔

امت پر حسرت کا حال تو مذکور ہو چکا اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید بلکہ یقین کہ اس مالک نے جو بعدہ فرمایا کہ

ولسوف يعطيك ربك فترضى (پارہ ۳۰، النبی)

عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دیگا کہ تو راضی ہو جائیگا۔

احادیث مبارکہ

(۱) ویلمی مسند الفردوس میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضور ﷺ
نے فرمایا

اذن لا ارضی وواحد من امتی من النار.

یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھے راضی کر دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہا۔

(۲) طبرانی معجم اوسط اور بزار مسند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

اشفع الامتی حتی ینادینی ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت.

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد تو راضی ہو امیں عرض کروں گا اے رب میرے

میں راضی ہوا۔

(۳) حدیث شفاعت میں ہے

ثم اشفع فيحدلي حدا فاعرج هم من النار وادخلهم الجنة حتى ما بقى في النار الا من قد حبسه

القرآن ای وجب عليه الخلود. (مشکوٰۃ)

پھر (اللہ تعالیٰ سے) شفاعت کرونگا اور لوگوں کو آگ سے نکالوں گا اور ان کو جنت میں داخل کروں گا یہاں تک کہ جہنم میں کوئی باقی نہ رہے گا سوائے ان لوگوں کے جن کو قرآن نے روکا یعنی جہنم میں ہمیشہ رہنا ان کے لئے واجب ہو گیا ہو۔

بڑھیں اس درجہ موجیں کثرتِ افضال والا کی

کنارہ مل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا

حل لغات

بڑھیں، کثیر ہوں۔ اس درجہ، اس قدر۔ موجیں، لہریں۔ افضال، فضل کی جمع، بخششیں۔ والا، بلند۔ نہر، دریا کی شاخ، عرف میں دریا۔ دریائے وحدت، وحدت کا دریا۔

شرح

حضور ﷺ پر مہربانیوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ آپ ذاتِ باری تعالیٰ کے مظہر اتم بن گئے جس طریقہ سے دریا سمندر سے مل جاتا ہے اور مل کر بے انتہا ہو جاتا ہے حضور ﷺ کی نہر رحمت بحر کرم الہی میں مل کر گویا کہنا محدود ہو گئی۔

حدیث قدسی

یہ مضمون اسی حدیث قدسی شریف کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عبد اپنے معبود کا مظہر تب بنتا ہے جب مرتبہ فنا تک پہنچتا ہے۔ وہ حدیث قدسی شریف یہ ہے

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

ان الله تعالى قال من عادلي وليا فقد اذنته بالحرب وما تقرب الي عبدي بشئ احب ا
افترضت عليه ولا يذال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى اجبتة فكنت سمعه الذي يسمع به وبصره
الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها وان سألني لا عطينه ولئن استاذني لا عيذنه
وما تردوت عن شئ انا فاعله ترددي عن نفس المؤمن يكره الموت وانا اكره مسأته ولا بد له منه
(صحیح البخاری، جلد ۲ صفحہ ۹۶۳، مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عز وجل التقرب الیہ، فصل اول صفحہ ۱۹۷)

بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں نے اس کو اعلان جنگ فرمادیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (جو) کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور پناہ دیتا ہوں جس چیز کا میں کرنے والا ہوتا ہوں اس میں توقف اور تردد نہیں کرتا جیسا کہ نفس مومن کے قبض کرنے میں تردد کرتا ہوں وہ مومن بحکم طبیعت موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اس کی غمیگنی کو ناخوش سمجھتا ہوں حالانکہ موت سے اس کو چارہ نہیں۔

فائدہ

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لمعات میں اور حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الحاوی میں فرماتے ہیں کہ

وقع فی روایہ ”بی یسمع و بیبیطش و بی یمشی“ ”زاد احمد من حدیث عائشہ“ وفواہ الذی یعقل
 بہ ولسانہ الذی ینکلم بہ۔ (حاشیہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶۳)

یعنی ایک اور روایت میں ہے میرے ساتھ سنتا اور پکڑتا اور چلتا ہے اور حضرت عائشہ کی روایت سے امام احمد نے اضافہ کیا کہ میں اس کا دل ہوتا ہوں اسی سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہوتا ہوں وہ اس سے بولتا ہے۔

انتباہ

اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ بندہ خدا ہو جاتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ بندہ مظہر تجلیات ہو جاتا ہے۔ چنانچہ امام رازی کی زبانی سنئے

شرح الحدیث

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اسی حدیث شریف کی یوں تشریح کرتے ہیں

العبد اذا واطب على الطاعات بلغ الى المقام الذى يقول الله كنت له سمعا وبصراف
 نور جلال الله سمعاه سمع القريب والبعد واذا صار ذلك النور بصره رأى القريب والبعد واذا
 صار ذلك النور يد الله قدر على التصرف فى العصب والسهل والبعد والقريب كبير جلد ۵ صفحہ

۶۸۸، ۶۸۹ تحت آیہ ”امر حسب ان اصحاب الکہف“

جب کوئی بندہ نیکیوں پر پیشگی کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ”کنت لہ سماً و بصر میں فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس (ولی) کے کان بن جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے اور جب یہی اس (ولی) کی آنکھیں ہو گیا تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور جلال اس (ولی) کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو یہ ولی مشکل اور آسان دور اور قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

نتیجہ

حدیث قدسی شریف اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریح سے بات وہی ثابت ہوئی جو امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے شعر مذکور میں فرمایا کہ محبوب خدا ﷺ جلوہ حق میں گم ہوئے

من توشدم تو من شدی

پس کس نگوید بعد ازیں دیگر م تو دیگری

لیکن منکرین چونکہ محدود العلم ہیں اس لئے اولاً تو وہ ان حقائق کو سمجھتے نہیں اگر کچھ کسی کے سمجھانے سے سمجھتے ہیں تو ایسے کنجوس اور تنگ ظرف واقع ہوئے ہیں کہ کمالاتِ مصطفویہ کو چلی سطح پر دیکھتے ہیں۔

لطیفہ

حدیث مذکور کو تمام مصنفین نے مذکورہ بالا میں لے کر انبیاء و اولیاء کے تصرفات کا ثبوت دیا ہے لیکن انہوں نے اس حدیث شریف کا یہ مطلب نکالا ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب پاتا ہے تو وہ کوئی ناجائز نہیں سنتا اور آنکھوں سے خلافِ شرع کوئی چیز نہیں دیکھتا وغیرہ اس کا رد خود ان کے مقتدا مولوی انور کشمیری نے فیض الباری جلد ۴ صفحہ ۴۲۸ میں لکھا کہ

هذا عدول عن حق الالفاظ

یہ معنی الفاظ کے حق سے تجاوز اور ٹیڑھا پن ہے۔

نم زلف نبی ساجد ہے محراب دو ابرو میں

کہ یارب تو ہی والی ہے یہ کار ان امت کا

حل لغات

نم، ٹیڑھا۔ زلفِ نبی، نبی ﷺ کی ٹہلیں۔ ساجد، سجدہ کرنے والی۔ محراب، وہ کمان نما طاق جو مسجد کی کعبہ والی نیچے والی دیوار میں امام کے لئے بنایا جاتا ہے جو خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بہت عرصہ بعد عمر بن عبدالعزیز

نے یہ بدعت ایجاد کی (تفصیل دیکھئے فقیر اویسی کی تصنیف ”بدعات المسجونین“ دو ابجد، دونوں بھنویں۔ ولی، مالک سیہ کاران امت، امت کے گناہگار لوگ۔

شرح

حضور ﷺ کی زلفیں گھنگر دیا لی تھیں اور جب حضور ﷺ سجدہ کرتے تو وہ ابروؤں پر آجاتی تھیں اور حضور ﷺ امت کے لئے سجدہ میں دعائیں مانگتے تو گویہ کہ آپ کی زلفیں آپ کی امت کے لئے دعائیں مانگتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ تو خود گناہگار ان امت کا وارث و مالک ہے لہذا تو انہیں معاف فرمادے۔

زلف عنبریں سجدہ ریز

یہ مبالغہ آرائی نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے اس لئے کہ بحکم

وان من شئى الا يسبح بحمد ربہ. (پارہ ۱۵)

کوئی شے نہیں جو حمد الہی کی تسبیح نہ پڑھتی ہو۔

یہی وجہ ہے کہ انسان کا رونگٹا رونگٹا ذکر الہی میں ہے لیکن چونکہ اضطراری ذکر ہے اس لئے اس کے لئے اجر و ثواب نہیں اور محبوبانِ خدا کے قلب و لسان کے علاوہ جسم کا ہر ذرہ ذکر الہی میں اختیاراً ہے یہی فرق عوام و خواص کا ہے۔

مددائے جوش گریہ بہادے کوہ اور صحرا

نظر آجائے جلو بے حجاب اس پاک تربت کا

حل لغات

جوش، اہال، محبت رسول کا جذبہ۔ کوہ (پہاڑ) صحرا، جنگل، ریگستان۔ تربت، قبر، مزار۔

شرح

اے محبت رسول کے جذبہ شوق کے گریہ تو میری مدد کر اور جذبہ اشتیاقِ زیارت میں اتنے آنسو بہا کہ میرے اور مدینہ منورہ کے درمیان جتنی بھی رکاوٹیں ہیں سب بہہ کر صاف ہو جائیں تاکہ نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کا مبارک جلوہ بے پردہ نظر آنے لگے۔

اس شعر میں امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے زیارت رسول ﷺ کا نسخہ بالخصوص گنبد خضراء سے دوری ہٹانے کا عملی وظیفہ بتایا ہے فقیر نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے ”تحطہ اللیب فی زیارۃ النبی الحبيب“ ان نسخوں اور وظیفوں میں درود شریف کی کثرت سب سے بڑھ کر ہے کہ ہجر و فراق میں آنسو بہا تا رہے بالخصوص آہ سحر گاہی اس

طرح سے حجابات ہٹ جاتے ہیں اور دوریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

حکایت

(۱) مولانا محمد بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کئی عرصہ تک میں درود شریف پڑھتا رہا یہاں تک کہ ایک شب کو حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ منہ آگے کرتا کہ میں اسے چوم لوں کہ تو درود شریف بکثرت پڑھتا ہے اس سے میں شرمایا اور گھبراہٹ بھی ہوئی۔ گھبراہٹ سے جاگ ہوا تو میرا گھر خوشبو سے مہک رہا تھا۔ (القول البدیع للسخاوی)

(۲) حضرت مولانا فیض الحسن سہارنپوری مرحوم درود شریف بکثرت پڑھا کرتے بالخصوص شب جمعہ تو ساری رات درود شریف پڑھتے گزرتے جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے مکان سے ایک ماہ تک خوشبو مہکتی رہی۔

(۳) حضرت محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلائل الخیرات کو کون نہیں جانتا اس میں بے شمار درود جمع کئے گئے ہیں اور اس کا ورد ہزاروں فیوض و برکات پر مشتمل ہے۔ اس کی ایک برکت یہ ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار سے تاحال خوشبو مہکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

ہوئے کخوابی ہجراں میں ساتوں پردے کخوابی

تصور خوب باندھا آنکھوں نے استار تربت کا

حل لغات

کخوابی، بیداری شب۔ ہجراں، فراق محبوب۔ ساتوں پردے، آنکھوں کے ساتوں پردے۔ قیمتی کخواب، سونے کے تار سے بنا ہوا قیمتی تار۔ استار جمع ستر بمعنی پردے۔

لغوی لطیفہ

اس شعر میں کخوابی دوبار ہے پہلا بالفتح بمعنی نیند نہ آنا دوسرا بالکسر بمعنی قیمتی کپڑا۔

شرح

حضور سرور عالم، نور مجسم ﷺ کے فراق میں آنکھوں نے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پردوں کا ایسا اچھا تصور جمایا کہ آنکھوں کے ساتوں پردوں پر نقشہ کھینچ گیا اسی لئے میری آنکھوں کے ساتوں پردے بڑے قیمتی ہو گئے کیونکہ ان پر حضور ﷺ کی قبر انور کے پردے منقش ہو گئے ہیں جس سے مجھے انتہائی خوشی ہے۔

فائدہ

اس شعر میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو موضوع بیان فرمائے ہیں۔

(۱) ہجر و فراق کی دوری کس طرح دور ہو سکتی ہے۔

(۲) جسے حضور سرورِ عالم ﷺ کی کسی بھی نسبت سے معمولی سا تعلق ہو جائے وہ شے قدر و منزلت اور عزت و عظمت پا جاتی ہے۔

مسئلہ اول

سلوک کا مسلم قاعدہ ہے کہ مطلوب کا تصور اتنا قوی اور مضبوط کرو کہ مطلوب بے حجابانہ ملاقات پر مجبور ہو جائے اس کی تفصیل کا موقع نہیں صرف دو حکایتوں سے اس کی توضیح سامنے آجائے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حکایت

حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا کہ بلی کبوتر کا شکار چاہتی لیکن وہ زمین پر اور کبوتر درخت کی چوٹی پر بلی نے وہیں سے ہی کبوتر پر نگاہ رکھی اور ایسی یکسوئی سے کہ آنکھ تک نہ جھپکائی کبوتر کو اس کے تصور نے ایسا قابو کیا کہ اوپر سے گر کر بلی کے منہ میں جا پہنچا۔

نتیجہ

مولانا رومی قدس سرہ نے سالک سے مخاطب ہو کر فرمایا ایک بلی مضبوط اور قوی تصور سے مطلوب کو حاصل کر سکتی ہے تو تم حضرات انسان ہو کر ہمت کر کے مطلوب کو کیوں نہیں حاصل کر سکتے۔

حکایت

سیدنا جہانگیر اشرف سمنانی قدس سرہ کی خدمت میں ایک سالک حاضر ہوا اور عرض کی کہ رابع مسکون چھان مارا ہے کوئی مردِ مولیٰ نہیں ملا جو مجھے اللہ تعالیٰ سے ملا دے۔ آپ نے شبِ باشی کا فرمایا رات کو لنگر سے مچھلی پکوا کر بھجوائی اور خدام سے فرمایا کہ اسے پانی نہ پلانا مانگتا رہے لیت و لعل کرے ٹال دینا۔ کھانے کے بعد فوراً دروازہ بند کر کے تالا لگا دو اس کے بعد جتنا ہی شور مچائے دروازہ بالکل نہ کھولنا چنانچہ ایسے ہی کیا گیا اس نے پانی کی طلب میں خوب شور مچایا لیکن خدام نے ایک نہ مانی صبح کو دروازہ کھلا تو فوراً پانی کی طرف دوڑا اس کے بعد حضرت قدس سرہ کو خوب کوسا۔ آپ نے فرمایا جو ہو گیا جو ہونا تھا لیکن یہ بتائیے کہ رات کیسے گزری جواباً کہا بیداری میں تو پانی کے سوا کچھ نہ سو جھتا لیکن خواب میں بھی پانی ہی پانی کا خیال غالب رہا۔ آپ نے فرمایا یہ تیرے سوال کا جواب ہے اس سے سمجھ لے کہ تو سالک خام ہے اس لئے کہ اگر تجھے اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے تو پھر مچھلی سے سبق سیکھ کہ مٹ جانے کے بعد بھی اپنے مطلوب کے بغیر اسے قرار نہ آیا یہاں تک کہ تجھے بھی بے قرار رکھا جب تک اسے مطلوب نہ ملایا پھر اپنی غلط کیفیت کو دیکھ کہ پانی کی طلب میں اتنا بے قرار رہا کہ شب بھر کمرہ

کو سر پر اٹھالیا نہ خود سو یا نہ قریب والوں کو سونے دیا اگر تجھے اللہ تعالیٰ کے ملنے کی سچی طلب ہوتی تو رات پھر پانی کی طلب میں بیقراری سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ملنے کے لئے بیقرار و مضطرب ہوتا۔

مسئلہ ثانیہ

حضور سرورِ عالم ﷺ کی نسبت کا تعلق قیمتی بنا دیتا ہے اسے خود اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی لئے کسی پنجابی شاعر نے فرمایا

قدر نبی دا اللہ جانے یا اصحابی ۔

یعنی نبی کریم ﷺ کی عظمت اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلوم ہے۔
طویل بحث کو مختصر مضمون میں ڈھالتا ہے۔

(۱) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کو آپ سے کتنا پیار ہے کہ آپ کے شہر کے خس و خاشاک کی بھی قسمیں یاد فرماتا ہے آپ نے فرمایا کیسے سمجھا عرض کی آپ کے شہر کی قسم قرآن نے یاد فرمائی تو شہر کے خس و خاشاک اور گلی کو چے اسی میں تو ہیں۔ (ابن عساکر، تجلی الیقین ملخصاً)

یقین ہے وقت جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے
ملے جوش صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

حل لغات

جلوہ، اپنے کو ظاہر کرنا، نمودار کرنا۔ لغزش، پھسل جانا اردو میں اس کی جمع لغزشیں استعمال ہوتی ہے۔

شرح

جب حضور ﷺ کا جلوہ سامنے نظر آئے تو اس وقت آپ کے جسم کی صفائی کی وجہ سے نگاہوں کے پیر کو لغزش ہو اور نبی کریم ﷺ کے پائے مبارک کا بوسہ مل جائے۔

یہاں چھڑکا کا نمک واں مرہم کا فورہاتھ آیا
دل زخمی نمک پر وردہ ہے کسی کی ملاحت کا

حل لغات

یہاں، اپنے دل کی طرف اشارہ۔ چھڑکا نمک، تھوڑا تھوڑا نمک ڈالا، مجازاً عشق و محبت کا رنج و الم۔ واں، وہاں کا مخفف ادھر مجازاً فوراً۔ مرہم کافور، کافور کا بنا ہوا زخم پر لگائے جانے والا مرہم جو فوراً ٹھنڈک اور چین و سکون دیتا ہے۔ ہاتھ

آیا، محسوس ہوا، حاصل ہوا۔ دل زخمی، زخمی خوردہ دل۔ نمک پروردہ غلام، ملاحظت نمکینی، خوبصورتی، حسن و جمال۔

شرح

آپ کے نمکین حسن نے دل کے زخموں پر نمک چھڑکا لیکن عام عادت کے خلاف آپ کا یہ نمک مرہم کافور بن گیا اس لئے کہ ہمارا دل زخمی آپ کی لاحت کا پروردہ ہے یعنی آپ کے عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔

نمکین حسن

حضور سرور عالم ﷺ کا حسن نمکین تھا جیسا کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

الحسب حسن الصوت الوجه كريم الحسب حسن الصوت. (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۶)

تمہارے نبی علیہ السلام نمکین حسن والے اعلیٰ نسبت اچھی آواز والے تھے۔

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم وہ ملیح دل آراء ہمارا نبی ﷺ

انتباہ

یہ صرف تشبیہات سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ چشم عالم حسن محبوب خدا کے دیکھنے سے عاجز اور آپ کے حسن و جمال کی حقیقت و ماہیت کے سمجھنے سے قاصر ہے چہرہ نبی پر ستر ہزار حجاب جمال ہے اور آپ کا کمال ظہور ہی حجاب ہے مگر اس کے باوجود اس حجاب سے جو حسن کی کرنیں ظاہر ہوتی تھیں وہ بھی حسن یوسف سے بدرجہا افضل و اعلیٰ تھیں۔

کوئی انہیں کرنوں کو دیکھ کر چہرہ اقدس کو چاند کہتا ہے اور کوئی سورج اور کوئی وصف رخ سے عاجز آ کر مقام حیرت

میں یہ جملے زبان پر لاتا تھا

لم اری قبلہ والابعدہ مثله. (ترمذی شریف)

ان جیسا حسن ہم نے نہ ان قبل دیکھا اور نہ ان کے بعد

عرض یہ کہ

بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جاں فزا

حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(۱) ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پر نور سید عالم ﷺ کا حسن نہ الا تھا۔ بدن

کارنگ نورانی تھا

لم یصفہ واصف قط الاشبه وجهه بالقمر لیلۃ البدر. (خصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۷۷)

جو بھی آپ کا وصف کرتا چودہویں کے چاند سے تشبیہ دیتا تھا۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہ دیکھا جب میں چہرہ اقدس کو دیکھتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ

كان الشمس تجرى في وجهه

آفتاب چہرہ مبارک میں جاری ہے۔

الہی منتظر ہوں وہ خرامِ ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کخواب بصارت کا

حل لغات

خرامِ ناز، ناز و انداز کی چال۔ بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے، انتظارِ محبوب۔ کخواب (بافتح) تھوڑی سی نیند، بیداری (دبا کسر) قیمتی کپڑا۔ بصارت، نظر، آنکھوں کا نور۔

شرح

اے میرے معبود! میں اس بات کا منتظر ہوں کہ وہ کب ہمارے غریب خانہ پر خرامِ ناز فرمائیں (کب تشریف لائیں) میری آنکھوں نے ان کے انتظار میں کخواب بصارت کا فرش بچھا رکھا ہے یہی عاشقِ زار کی علامت ہے کہ محبوب کے فراق میں رونا دھونا انتظار میں رہنا بیداری میں کئی کئی راتیں بسر کرنا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کبھی بیقراری سے مسجد نبوی شریف سے باہر نکل جاتے اور منتظر کی طرح کھڑے ہو جاتے پوچھنے پر فرماتے کہ انتظار میں ہوں کہ کہاں سے اور کب حضور ﷺ تشریف لائیں گے۔ یہ حضور ﷺ کے واقعہ وصال کے بعد ہوتا تھا اور پھر راتوں کو رونا اور گریہ و فغان کا حال تو پہلے گزر چکا ہے سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات کس سے مخفی ہیں کہ کئی کئی راتیں آنکھوں پر کاٹتے۔

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو

مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

حل لغات

آقا، مالک۔ آدم و یوسف کو سجدہ، حضرت آدم اور حضرت یوسف علیہما السلام کے لئے سجدہ جائز ہونا لیکن سد (عربی) بند کرنا۔ ذرائع، ذریعہ کی جمع، اسباب اور رسائل۔ داب، طریقہ۔

شرح

ہماری شریعت میں حضور ﷺ کو سجدہ منع ہے اور پہلی شریعت میں آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے اور یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے شریعت ان ذرائع کو بھی روکتی ہے جس سے شرک پھیلنے کا امکان ہو۔

السجدة لغير الله

امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف اسی موضوع پر ایک ضخیم تصنیف ہے ”الزبدۃ الزکیہ فی تحریم

سجود التحیہ“

مسجود الملائکہ

حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کرام نے سجدہ کیا یہ بہت بڑا اعزاز ہے لیکن حضور سرورِ عالم ﷺ کو دل کا سجدہ روا ہے جس کا کسی کو انکار نہیں۔ اس لئے امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اے شوقِ دل یہ سجدہ گران کو روا نہیں

اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

اور یہ سجدہ ہو کہ جمیع انواعِ عوالم سے ثابت ہے کہ جملہ عوالم کا ذرہ ذرہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے حضور میں قلبی سجدہ ریز ہے ظاہر ہے وہاں صرف ملکوتیوں کی پیشانیاں جھک گئیں یہاں جملہ عوالم کے قلوب سجدہ ریز ہیں۔ ظاہر ہے کہ دلوں کا اور وہ بھی جملہ عوالم کا سروں سے سجدہ سے افضال ہے۔

سوال

قلوب کا سجدہ کہاں سے ثابت ہے۔

جواب ۱

سجدہ سے نیاز مندی مراد ہے اور کون سا بد بخت دل ہوگا جو حضور سرورِ عالم ﷺ کا نیاز مند نہ ہو۔ ہاں کافروں اور بے دینوں کے قلوب کی بات نہیں۔

جواب ۲

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو سجدہ کی آرزو کی۔

چنانچہ امام ابو نعیم ثعلبہ بن مالک سے راوی کہ ایک اونٹ نے جب بارگاہِ نبوی میں سجدہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارگاہِ نبوت میں عرض کی

نحن احق ان نسجد للنبي ﷺ. (خصائص کبریٰ، جلد ۱ صفحہ ۵۲)

حضور جب جانور سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔

فائدہ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام حکم نبوی کی تعمیل میں پیشانیاں تو نہ جھکاتے تھے مگر قلوب صحابہ حضور ﷺ کے لئے جھک ہوئے تھے۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے مخالفین کی طعن و تشنیع پر کہ روضۂ اقدس کی طرف جاتے ہوئے سر جھکا کر جانا تو شرک ہے جواباً فرمایا

سر ہوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا دل تھا سا جہ نجد یا پھر تجھ کو کیا

حضرت بیدم وارثی نے ایک اور عجیب تو جیہہ ظاہر کی ہے

سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

مزید توثیق

اگر نمازوں میں عموماً اور قبل وصال حبیب خدا ﷺ کی نمازوں میں خصوصاً کا حال سب کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز میں ہوتے لیکن جو نبی حضور سرور عالم ﷺ کی تشریف آوری یا کہیں سے چہرہ رسول ﷺ کی جھلک محسوس کرتے تب پتہ چلتا کہ ان کا

سر خدا کے واسطے اور دل مصطفیٰ کے واسطے

یعنی ان کے اس طریقہ کار سے یقین ہو جاتا کہ یہ نماز تو پڑھتے ہیں خدا کی اور تعظیم بجالاتے ہیں مصطفیٰ ﷺ کی اس کی مزید تحقیق فقیر کی تصنیف ”رفع الحجاب“ کا مطالعہ کیجئے۔

مزید تائید

حضور نبی پاک ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تو وہ دیر سے حاضر ہوئے آپ نے سبب پوچھا تو عرض کی کہ میں نماز میں تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

استجبوا لله وللرسول اذا دعاكم

جواب دو اللہ اور اس کے رسول کو جب وہ تمہیں بلائیں۔

مسئلہ

اس آیت وحدیث سے فقہاء کرام نے مسئلہ ثابت کیا ہے کہ جس کو امام رازی اور شارح بخاری امام احمد قسطلانی

لکھتے ہیں

ان الملائكة امر بالسجود لادم لاجل نور محمد ﷺ. (تفسیر کبیر پارہ ۳، تحت آیت ۱)

سیدنا آدم علیہ السلام کے لئے ملائکہ کو سجدہ کا حکم اس لئے ہوا کہ ان کی پیشانی میں نور محمدی جلوہ گر تھا۔

حضرت امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

كان ﷺ المقصود من خلق آدم عليه السلام ومن ثم لم يكن سجد الملائكة الا لنور محمد ﷺ.

خلق آدم سے مقصود حضور ﷺ ہی تھے اس لئے یہ سجدہ حقیقت میں نورِ مصطفیٰ ﷺ کو تھا۔

اس لئے کسی نے کیا خوب فرمایا

مقصود ذات اوست وگر جملگی طفیل

مقصود نور اوست وگر جملگی ظلام

اصل مقصود تو آپ کی ذات ہے باقی جملہ مخلوق طفیلی ہے۔

اصل مقصود تو آپ کا نور ہے باقی سب آپ کے بغیر تاریکی ہی تاریکی۔

حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا

تواصل وجود آمد از نخست

وگر ہرچہ موجود موجود شدہ

نمازی کو حضور سرور عالم ﷺ بلائیں اس پر واجب ہے کہ وہ نماز چھوڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو آپ اس

کے ساتھ جتنا دیر باہم گفتگو ہیں جب واپس ہو تو نماز وہاں سے پڑھے جہاں چھوڑ گیا تھا اس لئے کہ جتنی دیر حضور ﷺ کی

خدمت میں رہا نماز میں رہا اگرچہ وہ سمت کعبہ بھی چھوڑ گیا تو حرج نہیں۔ اس لئے کہ اب وہ کعبہ کے کعبہ کی طرف چلا گیا

تھا۔ (شامی وغیرہ ملخصاً)

مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی تصنیف ”کعبہ کا کعبہ“ کا مطالعہ فرمائیں۔

سجدہ آدم کو یا سید ولد آدم کو علیہم السلام

سجود ملائکہ واقعی سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا اعزاز ہے لیکن وہ سجدہ بھی درحقیقت ہمارے نبی

پاک ﷺ کو سجدہ کرایا گیا اور آدم علیہ السلام تو صرف درمیان میں ایک واسطہ اور وسیلہ کی مانند تھے۔ چنانچہ امام فخر الدین

رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جب نور نبوی کو زمین و آسمان و پہاڑ امانت رکھنے کے متحمل نہ ہوئے تو انسان کامل نے

اس امانت کے بار کو اٹھایا جس کی طرف یہ آیت کریمہ مشہور ہے کہ

انا عرضنا الامنته على السموات والارض والجبال فابين ان (قرآن حکیم)

ہم نے نور نبوی کو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا وہ اس امانت کے بار کے متحمل نہ ہوئے۔

تو یہ نور مبارک سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا اس وقت رب العزت نے اس نور کی تعظیم و توقیر کے لئے قدسیوں کو سجدہ کا حکم دیا نوری سجدے کے لئے جھک گئے اور یہ سجدہ حقیقتاً نور مصطفیٰ ﷺ کو اور ظاہراً آدم علیہ السلام کو ہوا۔ جہت سجدہ آدم بنے اور سجدہ نور نبوی کو ہوا لہذا حقیقت میں مسجود ملائکہ حضور ہی ہیں۔

سجدہ کی غرض و غایت

آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ سے ان کی تشریف مقصود تھی خدا نے تمام ملائکہ سے سجدہ کرا کر آپ کے فضل و شرف کا اظہار فرمایا مگر یہ شرف مستمر نہ ہوا ایک ساعت کے لئے تھا ایک وقت معین میں ہوا۔

ان سے بڑھ کر

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو وہ اعزاز بخشا جو تمام مقبولانِ بارگاہِ ایزدی میں سے کسی کو نصیب نہ ہوا اور آپ کے فضل و شرف کو ایسے امر سے ظاہر فرمایا جو ہمیشہ رہے گا اور قیامت تک تشریف نبوی کے خطبے پڑھے جائیں گے۔ اللہ عز و جل حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں ارشاد فرماتا ہے

قلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا

اور جب ہم نے ملائکہ سے فرمایا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو انہوں نے سجدہ کیا۔

نکتہ

اس آیت میں آدم علیہ السلام کی فضیلت کا نمایاں بیان ہے کہ آپ مسجود ملائکہ ہوئے ہیں لیکن اسجد و امر کا صیغہ ہے۔ تکرار کا مقتضی نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ سے جو شرف حاصل ہوا تھا وہ مستمر نہ تھا ایک وقت اور ایک آن واحد کے لئے تھا مگر اس کے برعکس حضور سید المرسلین ﷺ کی شان میں ارشاد ہوتا ہے

ان الله وملائكته يصلون على النبي. (قرآن کریم)

اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔

فائدہ

اس آیت میں ہمارے حضور ﷺ کی شان رفیع اور منصبِ عالی کا بیان ہے کہ آپ پر اللہ، اس کے ملائکہ اور مومنین

دروود بھیجتے ہیں۔ لفظ **یصلون** دوام و استمرار چاہتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا ہر فضل مستمر ہے اور صلوٰۃ بر نبی ملائکہ کا اشغال دائمی ہے نیز رب العالمین نے صلوات کو اپنی ذاتِ قدسی سے نسبت دی ہے اور حضور ﷺ کے فضل و شرف کے اظہار میں رب العالمین نے اپنی ذات کو ساتھ ملا لیا اس لئے حضور ﷺ کی شانِ بلندی کی رفعت اور بھی برتر ہو جاتی ہے اور یہ امر ظاہر ہو جاتا ہے کہ جو فضیلت ہمارے حضور ﷺ کو صلوٰۃ سے حاصل ہو رہی ہے وہ اس فضیلت سے بہت افضل و اکرم ہے جو آدم علیہ السلام کو جو دو ملائکہ سے حاصل ہوئی تھی اور صلوٰۃ کا مرتبہ سجود سے بہت تفوق اور برتری رکھتا ہے علامہ جلال الدین سیوطی اسی مضمون کو خصائص کبریٰ میں بیان فرماتے ہیں کہ

ان ذالک وقع وانقطع وتشريفه ﷺ بالصلوة مستمراً ابداً وثانياً ان ذالک حصل من الملائكة وتشريفه حصل من الملائكة وتشريفه حصل من الله والملائكة والمؤمنين.

حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدہ ہوا وہ منقطع ہو گیا اور حضور ﷺ کی تشریف بالصلوٰۃ دائمی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ صرف ملائکہ نے کیا اور حضور ﷺ کے فضل و شرف کے اظہار میں خود خالق کائنات شریک ہے۔

کسی سے ممکن ہے ثناء حضرت رسول اللہ کی
جب کہ خود خالق کرے مدحت رسول اللہ کی

لا يمكن الثناء كما كان حقه
بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خلاصہ

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا حضور ﷺ پر فضیلت کی دلیل نہیں کیونکہ آپ میں ان سے بڑھ کر اس قسم کے فضائل و کمالات موجود ہیں بلکہ غور سے دیکھا جائے تو انہیں ایسی فضیلتیں بھی ہمارے نبی پاک ﷺ کے طفیل اور آپ کے مرہونِ منت و صد احسان ہیں۔

زبانِ خار کس کس درد سے ان کو سناتی ہے
ترپنا دشتِ طیبہ میں جگر افکارِ فرقت کا

حل لغات

زبانِ خار، کانٹے کی زبان۔ کس کس درد سے، کتنے دکھ اور رنج و الم سے۔ دشتِ طیبہ، مدینہ کا جنگل۔ جگر افکار، زخمی

دل۔ فرقت، جدائی، فراق۔

شرح

کانٹے کی نوک بمنزلہ زبان کے ہے اور وہ نبی کریم ﷺ آپ کے فراق میں طیبہ کے جنگل میں لوگوں کا جگہرا فگار ترپنا کس کس درد سے سناتی ہے یعنی عشاق جو درِ اقدس پر حاضر ہو کر آہ و فغاں کرتے ہیں وہ سب کو معلوم ہے۔ چند عاشقوں کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

بے دیدار بے کار

حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے حضور سرورِ عالم ﷺ کے وصال کی خبر ان کے بیٹے نے سنائی تو اس وقت دعا کی اے اللہ میری بینائی واپس لے لے تاکہ جن آنکھوں نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے آپ کے بعد اور کسی کو نہ دیکھ سکیں۔

درِ رسول پہ قصہ تمام ہو جائے

وہ یہودی جو تورات میں حضور سرورِ عالم ﷺ کا نام دیکھ کر مٹا دیتا لیکن جتنا مٹاتا اتنا اور لکھا جاتا اس نے سمجھا کہ حضور ﷺ سچے نبی ہیں اس کے مدینہ پاک تک پہنچنے سے پہلے حضور ﷺ کے وصال کی خبر دی تو بے چین ہو گیا عرض کی مجھے حضور ﷺ کا کرتہ دکھائیے کرتہ مبارک سو نگھا اور روضہ انور کے سامنے کلمہ اسلام پڑھ کر دعا مانگی الہی مجھے محبوب کے پاس بلا لے یہ کہا اور فوراً فوت ہو گیا اسے جنت البقیع میں دفنایا گیا۔

اس طرح کے متعدد واقعات فقیر کی کتاب ”عاشقانِ رسول ﷺ“ میں دیکھئے۔

حیوانات و جمادات کو عشقِ رسول ﷺ

نہ صرف حضرت انسان بلکہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے عشق و محبت سے حیوانات و جمادات بھی سرشار تھے۔ چنانچہ چند روایات حاضر ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انصاری کا اونٹ تھا وہ سرکش ہو گیا اونٹ کے مالک حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمارے ہاں ایک اونٹ ہے جس سے ہم آپ کو کشی کیا کرتے تھے وہ سرکش ہو گیا ہے۔ اپنی پیٹھ پر پانی نہیں اٹھاتا ہماری کھجوریں اور کھیتی سوکھ رہی ہے آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اٹھو وہ اٹھے اور آپ ان کے ساتھ ایک باغ میں داخل ہوئے۔ وہ اونٹ اس باغ کے ایک گوشہ میں تھا آپ اس کی طرف روانہ ہوئے۔ اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ اونٹ کاٹنے والے کتے کی مانند ہو گیا ہے ہمیں ڈر ہے کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ پہنچائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس سے کچھ ڈر نہیں۔ جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ کی طرف آیا یہاں تک کہ آپ کے آگے سجدے میں گر پڑا آپ نے اس کے پیشانی کے بال پکڑ لئے اور وہ ایسا مطیع ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا یہاں تک کہ آپ نے اس کو کام پر لگا دیا۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ حیوان لای عقل ہے آپ کو سجدہ کرتا ہے اور ہم عقل والے ہیں اس لئے ہم اس کی نسبت آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انسان کو سزاوار نہیں کہ دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔ اگر ایک انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ خاوند کا عورت پر بڑا حق ہے۔

سرہانے ان کے بسل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے
شہ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا

حل لغات

سرہانے، سر کی طرف، تکیہ کی جانب۔ بسل، عرف عام میں بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا ہوا جانور، مجازاً درد، عشق کی وجہ سے بے تاب و بے چین، عاشق بے قرار، محبت، دلفگار۔ بیتابی، بے چینی اور بے قراری۔ ماتم، سوگ، غم، آہ و نالہ۔ شہ کوثر، حرفِ ندا پوشیدہ ہے، اے جنت کی نہر کے مالک۔ ترحم، رحم فرمائیے۔ تشنہ، پیاسہ، آرزو مند، حسرت مند۔

شرح

آپ ﷺ کی محبت میں تڑپنے والے کے سامنے بیتابی خود ماتم کر رہی ہے اور عرض کر رہی ہے کہ اے کوثر کے بادشاہ آپ رحم فرمائیے کہ آپ کی رحمت کا پیا سا دنیا سے تشنہ کام ہی جا رہا ہے۔ اس شعر میں عشاق کا مدینہ کے والی ﷺ کے عشق اور ہجر و فراق میں تڑپنے پڑھکنے کا منظر بیان کیا گیا ہے اور فقیران عشاق میں سے کس کس کی کہانی سنائے۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال سب کو معلوم ہے کہ کفار کے شدید ترین عذاب پہنچانے کے باوجود وہ پیچھے نہ ہٹے بلکہ جوں جوں وہ سختیاں بڑھاتے تھے آپ کا عشق تیز تر ہوتا چلا گیا۔ اسی طرح آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ہر ایک عشق میں کامل بلکہ اکمل تھا مثلاً سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھئے ان کے متعلق امام حاکم حدیث نقل فرماتے ہیں۔

عن زید بن حارثہ فی قصۃ طویلۃ لہ حین جاءت عشیرتہ بطلبونہ من عند رسول اللہ ﷺ بعد ما

اسلم فقالوا لہ امض معنا یا زید فقال ما ارید برسول اللہ ﷺ وسلم بدلا ولا غیرہ احدنا فقالو

یا محمد انا معطوک بهذا الغلام دیات قسم ماشئت فانا حاملوہ الیک فقال اسالکم ان تشهدوا ان

لا اله الا الله وانی خاتم انبیائہ ورسله معکم الحدیث اخرجہ الحاکم مفصلاً و سرد قصه

مسند رکہ. (جلد ۳ صفحہ ۳۱۴)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے کا ایک طویل اور دلچسپ قصہ بیان فرما کر آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپ کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپ کے پاس دیکھ کر کہا اے زید اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بدلہ میں ساری دنیا سے کوئی چیز لینا نہیں چاہتا اور نہ آپ کے سوا کسی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انہوں نے آنحضرت ﷺ سے خطاب کر کے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلے میں بہت سے دیتیں (اموال) دینے کے لئے تیار ہیں جو آپ چاہیں فرمادیں ہم ادا کر دیں گے مگر اس لڑکے کو ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ ہے کہ شہادت دو کہ اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود قابل عبادت نہیں اور یہ کہ میں رسولوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ (جب تم یہ کہو ای دو گے) میں اس لڑکے کو تمہارے ساتھ کر دوں گا۔

مجھے ماں باپ نہیں رسول اللہ ﷺ کی غلامی چاہیے۔ یہ سن کر ان کے باپ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا۔

جنہیں مرقد میں تاحشر امتی کہہ کر پکارو گے

ہمیں بھی یاد کرلو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

حل لغات

مرقد، خوابگاہ، قبر۔ حشر، قیامت۔ صدقہ، خیرات۔

شرح

اے حبیبِ لبیب دلوں کے طیب ﷺ جن لوگوں کو قبر سے محشر تک امتی (اے میری امت) جیسے پیار بھرے لفظ سے پکاریں گے تو اے رحمت عالم اپنی رحمتوں کی خیرات عطاء فرمائیے اور ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں یاد فرمائیے۔

امتی کی یاد

حضور سرورِ عالم ﷺ نے امت کی مغفرت اور بخشش کے لئے بہت بڑی تکالیف برداشت فرمائیں امت کی خاطر عبادتِ شاقہ میں کئی کئی راتیں آنکھوں پہ کاٹیں یہاں تک کہ پاؤں مبارک میں درم ہو جاتے پھر دنیا سے رخصت ہوئے تو بھی امت کو یاد فرما رہے تھے جیسا کہ حضرت قمشہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ آخری شخص تھے جو حضور ﷺ کی قبر انور سے باہر آئے انہوں نے فرمایا کہ میں نے قبر میں دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ اپنے لبہائے مبارک ہلا رہے

تھے میں نے کانوں کو لبِ اطہر کے قریب کیا تو میں نے سنا آپ فرما رہے تھے ”رب امتی رب امتی“
(مدارج النبوة اُردو جلد ۳، صفحہ ۷۵۱)

مزار میں امت کی یاد

ہر صبح و شام اعمالِ امت حضور ﷺ کے سامنے پیش ہوتے ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے اور حضرت امام اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ

ومعنى شهادة الرسول عليهم اطلاعه على رتبة كل متدين بدینه و حقيقة التى هو عليها من
وحجابه الذى هو به محجوب عن كمال دينه فهو يعرف ذنوبهم و حقيقة ايمانهم و اعمالهم و حسنات
تهم و سيئاتهم و اخلاصهم و نفاقهم و غير ذلك بنور الحق.

(روح البیان پارہ ۲، تحت آیت و يكون الرسول عليكم شهيدا)

ان پر رسول کے گواہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور مطلع ہیں اپنے دین کے ہر متدین کے رتبے پر اور اس کے ایمان کی
حقیقت پر اور اس حجاب پر کہ جس کے سبب سے وہ کمالِ دین سے محجوب ہے پس حضور ان کے گناہوں کو اور ان کے ایمان
کی حقیقت کو اور ان کے اعمال کو ان کی نیکیوں اور برائیوں سے ان کے اخلاص و نفاق و غیرہ کو نورِ نبوت سے پہچانتے ہیں۔
اور شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں

و يكون الرسول عليكم شهيد يعنى و باشد رسول شمابر شما گواہ - زیرا کہ او مطلع است
بنور نبوت بر رتبه هر متدين بدین خود که در کدام درجه از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان
او چیست و حجاب که بندان از ترقی محجوب مانده است کدام است پس او مے شناسد گناہان
شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا۔

اور رسول اللہ ﷺ تم پر گواہ ہیں اس لئے کہ آپ ﷺ نورِ نبوت ﷺ سے ہر دین دار کے دین سے آگاہ ہیں کہ وہ میرے دین
میں کتنے مرتبہ تک پہنچا ہے اور اس کے دین کی حقیقت کیا ہے۔ آپ ﷺ تمہارے گناہوں کو جانتے پہچانتے اور تمہارے
ایمان کے درجات کو بھی اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو بھی۔

حضرت امام احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

وينبغي ان يقف عند محاذاة اربعة اذدع ويلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فى مقام
الهيبة كما كان يفعل فى حال حياته اذ لا فرق بين موته و حياته فى مشاهدته و معرفة باحوالهم

ونياتهم وعزائهم وخواطرهم ذلك عنده جلی لاخفاء به فان قلت هذا الصفات مختصة بالله تعالى
فالجواب ان من انتقل الى عالم البرزخ من المومنین يعلم احوال الاحياء غالباً وقد وقع كثير من
ذلك كما هو مسطور في مطنة ذالك من الكتب وقد روى ابن المبارك عن سعيد بن المسيب قال
ليس من يوم الاتعرض على النبي ﷺ امته غدوة وعشية فيعرف فهم بسيماهم واعمالهم فلذلك
يشهد عليهم. (مواهب لدنيہ)

چاہیے کہ زیارت کرنے والا قبر شریف سے چار ہاتھ پر سامنے کھڑا ہوے اور ادب و خشوع و تواضع کو لازم پکڑے اور مقام
ہیبت میں آنکھیں بند کرے جیسا کہ حضور کی حیات شریف کی حالت میں کیا جاتا تھا کیونکہ اپنی امت کے مشاہدے اور ان
کے احوال و نیات و عزائم و خواطر کی معرفت میں حضور کی موت و حیات یکساں ہے اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے۔ اس
میں کوئی پوشیدگی نہیں اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ (کامل) مومنوں
میں سے جو شخص عالم برزخ میں چلا جاتا ہے وہ زندوں کے حالات غالباً جانتا ہے ایسا بہت وقوع میں آیا ہے جیسا کہ اس
کے متعلق کتابوں میں مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے بروایت سعید بن مسیب نقل کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ
صبح و شام امت کے اعمال حضور ﷺ پر پیش نہ کئے جاتے ہوں لہذا آپ ان اعمال کو اور خود ان کو ان کے چہرے سے
پہچانتے ہیں اسی واسطے آپ ان پر گواہی دیں گے۔

مواہب لدنیہ کی طرح مدخل ابن حاج میں بھی زیارت سید الاولین والآخرین میں یہی مضمون مذکور ہے اور یہ بھی لکھا
ہے

فاذا زارته ﷺ فان قدرا لا يجلس فهو به اولى فان عجز فله ان يجلس بالادب و الاحترام والتعظيم
وقد لا يحتاج الزائد في طلب حوائجه ومغفرة ذنوبه ان يذكرها بلسانه بل يحضر ذلك في قلبه وهو
حاضر بين يديه ﷺ لانه عليه الصلوة والسلام اعلم منه بحوائجه ومصالحه وارحم به منه لنفسه
واشفق عليه من اقاربه وقد قال عليه الصلوة والسلام (انما مثلي ومثلكم كمثل الفراش تقعون في النار وانا احد
بحجزكم عنها) او كما قال وهذا في حقه ﷺ في كل وقت وان عني في التوسل به طلب الحوائج
بجاءه عند ربه عز وجل ومن لم يقدر له زيارته ﷺ بجسمه فلينوها كل وقت بقلبه وليحضر قلبه انه
حاضر بين يديه متشفعا الي من من به عليه .

(مدخل لابن الحاج، جزا اول، زیارت سید الاولین والآخرین ﷺ)

جس وقت زائر آنحضرت ﷺ کی زیارت کرے اگر وہ طاقت رکھتا ہو تو نہ بیٹھے اس کے لئے نہ بیٹھنا اولیٰ ہے اگر وہ کھڑا رہنے سے عاجز ہو تو اسے ادب و احترام اور تعظیم سے بیٹھنا جائز ہے زائر کے لئے اپنی حاجتیں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ ان کو اپنی زبان سے ذکر کرے بلکہ ان کو آنحضرت ﷺ کی حضور میں دل میں حاضر کر لے کیونکہ حضور ﷺ کو زائر کی حاجت و ضروریات کا علم خود زائر سے زیادہ ہے اور حضور اس پر خود اس کی نسبت زیادہ رحم والے اور اس کے اقارب سے زیادہ شفقت والے ہیں چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا میرا حال اور تمہارا حال پروانوں کے حال کی طرح ہے کہ تم آگ میں گرتے ہو اور میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں اور یہ آنحضرت ﷺ کے حق میں ہر وقت اور ہر لحظہ میں ہے یعنی حضور سے توسل کرنے میں اور آپ کے جاہ کے وسیلہ سے حاجتیں مانگنے میں اللہ عز و جل سے اور جس شخص کے لئے بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کی زیارت کا مقدور نہ ہو اسے چاہیے کہ ہر وقت اپنے دل میں زیارت کی نیت کرے اور یہ سمجھے کہ میں حضور کے سامنے حاضر ہوں اور حضور کو بارگاہِ الہی میں شفیع لارہا ہوں جس نے آپ کو بھیج کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔

اور علامہ سیوطی عالم برزخ میں آنحضرت ﷺ کے اشغال میں یوں تحریر فرماتے ہیں

النظر فی اعمال امتہ والاستغفار لہم من السيئات والدعاء بكشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار

الارض لحلول البركة فيها وحضور جنازة من مات من صالحی امتہ فان هذه الامور من جملة اشغاله

فی البرزخ كما وردت بذلك الاحادیث والاشار (ربناء الانبياء فی حياة انبياء)

اپنی امت کے اعمال کو دیکھنا اور ان کے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اور ان سے بلا دور کرنے کی دعا کرنا اور اقطار زمین میں حلول برکت کے لئے تشریف لے جانا اپنی امت صالحین میں سے کسی کے جنازے میں حاضر ہونا بے شک یہ امور حضور ﷺ کے اشغال میں ہیں جیسا کہ احادیث و آثار میں وارد ہے۔

میدان حشر میں امت کی یاد

امام طبرانی نے اوسط میں امام حاکم نے تصحیح کر کے روایت کی نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب انبیاء علیہم السلام کے بیٹھنے کے لئے سونے کے منبر ہونگے مگر میرا منبر خالی رہے گا اور تمام نبی علیہ السلام ان پر جلوہ افروز ہونگے میں اس پر نہ بیٹھوں گا اپنے رب کے سامنے خاموش کھڑا ہوں گا یہ اندیشہ کرتے ہوئے کہ کہیں میں تو جنت میں بھیج دیا جاؤں اور میری امت میرے بعد کہاں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا محبوب (ﷺ) آپ اپنی امت کے بارے میں جو چاہتے ہیں میں وہی کرونگا میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت کا حساب جلد فرمادے میں مسلسل سفارش کرتا ہی

رہوں گا حتیٰ کہ میری امت کے ان لوگوں کی فہرست مجھے دے دی جائے گی جنہیں دوزخ میں بھیجا جا چکا ہو گا اس لئے دوزخ کا داروغہ کہے گا۔

ماترکت یغضب ربک فی امتک من بقیلہ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۱)

یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنی امت میں اپنے رب کی ناراضگی کے لئے کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیا۔

حق و وفا

ایسے کریم اور وفادار نبی ﷺ کے لئے امت پر بھی حق ہے کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام سے وفاداری کا ثبوت دے نہ کہ آپ کے دشمنوں سے مل کر آپ ﷺ کے ساتھ غداری کرے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب پاک ﷺ کا سچا پکا وفادار بنائے۔ (آمین)

وہ چمکیں بجلیاں یارت تجلی ہائے جاناں سے
کہ چشم طور کا سرمہ ہو دل مشتاق رویت کا

حل لغات

وہ چمکیں بجلیاں بجلی کوندیں۔ تجلی ہائے، جمع بطرز فارسی چمک دمک۔ جاناں، محبوب۔ کہ، تا کہ۔ چشم طور، کوہ طور کی آنکھ۔ مشتاق رویت، دیکھنے کا شوق اور تڑپ رکھنے والا۔

شرح

میرے محبوب ﷺ کی بے انتہا چمک دمک والی تجلیاں اے میرے مولیٰ مدینہ منورہ کی طرف سے کوندیں تا کہ رویت کا میرا مشتاق دل کوہ طور کی آنکھوں کا ہمیشہ کے لئے سرمہ ہو جائے یعنی جس طرح آرزو مند کوہ طور تجلیاتِ الہی کی تاب نہ لاسکا اور جل کر سرمہ بن گیا۔ اسی طرح میرا آرزو مند دل اپنے محبوب ﷺ کی روشنیوں کی چمک دمک کی تاب نہیں رکھتا لیکن میرا دل مشتاق تجلیاتِ جاناں ﷺ سے شہید ہونے کا عزم رکھتا ہے تا کہ وہ کوہ طور کی آنکھوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرا یہ دل مشتاق سرمہ بن جائے یعنی میں اپنے محبوب کے جمالِ جہاں آراء پر اپنی جان قربان کر دوں۔

سچی محبت کی علامت

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سچی محبت کی علامت میں سے ایک یہ بھی لکھی ہے کہ

ومن علامت محبة ﷺ كثرة الشوق الى القائه اذ كل حبيب يحب لقاحبيه.

(شفاء شریف و زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۳۱)

اور حضور ﷺ کی محبت کی علامت میں زیارت کا شوق بکثرت ہو اس لئے کہ ہر محبت اپنے محبوب کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور اس کی عملی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے ہر عاشق کے ذکر خیر کے بیان کو جی چاہتا ہے لیکن کیا کروں خوف طوالت ہے۔

سلطان العاشقین

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیام گاہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے گئیں دیکھا کہ ہر چار سو دھواں کے نشان ہیں عرض کی ابا جان یہ باورچی خانہ تو نہیں ہے تو دھواں کہاں سے آگیا۔ فرمایا بیٹی فراق رسول ﷺ سے جو آہیں نکلتی ہیں یہ انہیں کے نشانات ہیں۔

حضرت انس کا عشق

جب آپ کو ان کی والدہ نے حضور ﷺ کی غلامی میں دے دیا تو حضور ﷺ نے قبول فرما کر حکم فرمایا کہ صبح کی نماز تا دوپہر ہمارے ہاں گزار کر باقی اوقات والدین کے پاس رہا کرو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تعمیل ارشاد پر رات کو ماں باپ کے ہاں گزارتا لیکن میں سرشام سے ہی طلوع صبح کی دعا کرتا تا کہ جلد جلد بارگاہ نبوی ﷺ پہنچ جاؤں۔ اکثر میں ایسے وقت پہنچ جاتا کہ حضور ﷺ سحری کرتے ہوتے اور مجھے اپنی رکابی میں شریک طعام کر لیتے۔ (آئینہ حرم صفحہ ۶)

مؤذن حبیب کبریا سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سرور کونین ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ طیبہ میں رہنا اور حضور کی جگہ کو خالی دیکھنا مشکل ہو گیا اس لئے ارادہ کیا کہ اپنی زندگی کے جتنے دن ہیں جہاد میں گزار دوں اس لئے جہاد میں شرکت کی نیت سے چل دیئے ایک عرصہ تک مدینہ منورہ لوٹ کر نہیں آئے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کیا ظلم ہے ہمارے پاس کبھی نہیں آتے تو آنکھ کھلنے پر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کی فرمائش کی لاڈلوں کی فرمائش ایسی نہیں تھی کہ انکار کی گنجائش ہوتی اذان کہنا شروع کیا اور مدینہ میں حضور ﷺ کے زمانہ کی اذان کانوں میں پڑ کر کہرام مچ گیا عورتیں روتی ہوئی گھر سے نکل پڑیں۔ چند روز قیام کے بعد واپس ہوئے اور ۲۰ھ کے قریب دمشق میں وصال ہوا۔ (اسد الغابہ)

وصال برائے وصال

حضرت بلال بن رباح کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی نے کہا

واحدناہ

ہائے غم

یہ سن کر حضرت بلال نے کہا

واطر باہ غدا لقی الاحبتہ محمد ا وحزبہ. (شفاء شریف)

وائے خوشی! میں کل دوستوں یعنی محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب سے ملوں گا۔

حضرت اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب ۷ھ میں قبیلہ اشعریین میں سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ مدینہ شریف کو آئے تو زیارت سے مشرف ہونے سے پہلے پکار پکار کر یوں کہنے لگے۔

غدا لقی الاحبة محمد او حزبہ .

ہم کل دوستوں یعنی محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب سے ملیں گے۔

وصال میں بھی بے قرار

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کو اس طرح ٹٹکی باندھے رہا تھا کہ پلک بھی نہیں جھپکنے دیتا تھا۔ حضور ﷺ نے سبب پوچھا تو عرض کی جب تک آپ ﷺ کو دیکھتا رہتا ہوں سکون رہتا ہے ورنہ بے تاب و بے قرار ہو جاتا ہوں۔

سیدنا عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہانی

حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسکن مدینے کے نواح میں تھا وہ اپنے قبیلے کے ذہین اور پڑھے لکھے انسان تھے۔ فنِ خطابت اور شعر و شاعری میں بھی ادراک رکھتے تھے طبیعت نہایت سادہ تھی ان کا خاص مشغلہ بکریاں چرانا تھا چند سال پہلے مکہ میں جو صدائے توحید بلند ہوئی تھی اس کی بھنک حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کانوں میں پڑی چونکہ اللہ تعالیٰ نے فطرتِ سعید سے نوازا تھا اس لئے دعوتِ توحید کا حال سن کر بہت متاثر ہوئے۔ سرورِ دو عالم ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لائے تو یہ خبر مدینے کی نواحی بستیوں میں بڑی تیزی سے پھیل گئی۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس وقت یہ خبر ملی وہ بکریاں چرا رہے تھے مدینے میں حضور ﷺ کی تشریف آوری سے ان کی دلی مراد برآئی اور وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے کے لئے بے تاب ہو گئے۔ بکریوں کے ریوڑ کو خدا کے حوالے کیا اور خود مدینہ روانہ ہو گئے مدینہ پہنچ کر سیدھے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر کلمہ توحید پڑھا اور حضور ﷺ سے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول مجھ سے بیعت لے لیجئے

حضور ﷺ نے پوچھا صرف بیعت چاہتے ہو یا بیعت ہجرت۔ عرض کیا بیعت ہجرت چنانچہ بیعت کر کے مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور ہر وقت خدمت نبوی ﷺ میں حاضر رہنے لگے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے قدموں سے ایسے وابستہ ہوئے کہ سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہے اور حضور ﷺ سے جدائی انہیں کبھی گوارا نہ ہوئی حضور ﷺ سفر پر روانہ ہوتے تو عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری کھینچنے کی خدمت انجام دیتے اور حضور کو راستے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیتے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اس خوش بختی پر بڑے نازاں تھے حافظ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ ایک بار وہ فرط شوق و ذوق میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے قدموں سے چمٹ گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے سورۃ ہود اور سورۃ یوسف پڑھائیے حضور ﷺ نے بڑے لطف و انبساط کے ساتھ انہیں سورتوں کی تعلیم دی۔ مزید واقعات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ”عاشقانِ رسول ﷺ“ میں پڑھئے۔

رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

حل لغات

رضا، شاعر کا تخلص جو ان کے پیارے نام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا ایک جز ہے۔ خستہ، زخمی، رنجیدہ۔ جوش، تیزی۔ بحر، دریا، سمندر۔ عصیاں، گناہ۔ کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا، کبھی نہ کبھی ان کی رحمت کے سایہ میں پناہ ضرور ملے گی۔

شرح

اے رنجیدہ خاطر رضا گناہوں کے سمندر کی تیزی اور اہال سے تمہیں گھبراہٹ کیوں ہوتی ہے اتنے خوف و ہراس کی کیا بات ہے۔ رحمتِ عالم ﷺ کی رحمت کے دامن میں آج نہیں تو کل قیامت میں ضرور پناہ ملے گی۔

شفاعت کی جھلک

امام قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب آیت

وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ.

نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا

وانی لا ارضی واحدا من امتی فی النار. (تفسیر القرطبی جلد ۱ صفحہ ۹۶)

فقیر نے پہلے حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب پر بہشت حرام کر دی جب تک حضور ﷺ تشریف نہ لے

جائیں۔ اب نتیجہ نکالئے کہ بہشت میں کوئی داخل نہ ہوگا جب تک آپ نہ جائیں گے اور آپ بہشت میں نہیں جائیں گے جب تک تمام امت کا آخری فرد بہشت میں نہ جائے گا اس سے بڑھ کر امت سے غم خواری و غمگساری اور کیا ہوگی اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ امت سے وفادار امتی مراد ہے نہ غدار جیسا کہ حدیث بخاری میں ہے کہ جب امتی بننے والے پیش ہوں گے حضور ﷺ بھی ازراہ شفقت آمادگی شفاعت ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا محبوب ﷺ یہ غدار امتی ہیں اس لئے آپ انہیں اپنے قریب نہ پہنکنے نہ دیں۔ آپ یہ سن کر ”سحقاً سحقاً“ دفع ہوں دفع ہوں“ فرما کر انہیں اپنے دروازہ سے دھتکاریں گے پھر انہیں دوزخ میں دھکیلا جائے گا۔ (ملخصاً) (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۴۹)

دوزخ مجرموں سے خالی ہو جائیگا

حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی شفاعت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوزخ خالی ہو جائے گی ملائکہ دروازے کھٹکائیں گے تو کہیں سے کسی انسان کا جواب نہ ملے گا۔

سوال

یہ قرآن مجید کی نص کے خلاف ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

خلدین فیہا ابدًا

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

جواب

صاحب روح البیان قدس سرہ نے مذکورہ حدیث نقل کر کے سوال مذکور خود لکھ کر جواب دیا کہ اس حدیث میں طبقہ علیا مراد ہے اس لئے کہ اس میں صرف فاسق و فاجر تھے جنہیں نکال لیا جائے گا نیچے کے طبقات و پے ہی پُر رہیں گے اور مرتدین، کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ وغیرہم جنہیں خلود دائمی کا فرمایا گیا وہ اس میں دایم رہیں گے۔

نعت شریف

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا

شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

حل لغات

لطف، مہربانی۔ شاد، خوش و خرم۔

شرح

سرورِ عالم آقائے کون و مکان ﷺ کی مہربانیاں ایک روز ”قیامت کے دن“ اتنی عام ہوں گی کہ ہر خاص و عام کا شاد کام ہوگا اور ہر نا کام و بے چارہ آپ کی مہربانیوں سے خوش و خرم ہو جائے گا اس میں قیامت میں حضور کی پہلی شفاعت ”شفاعتِ کبریٰ“ کی طرف اشارہ ہے۔ اثباتِ شفاعت کے لئے متعدد آیات پہلے عرض کی گئی ہیں مگر ان کے ”عسیٰ ان بیعشک ربک مقاما محمود (پاڑہ ۱۵)“ بھی ہے یعنی قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری مدح کریں۔

فائدہ

مقامِ محمود سے مراد شفاعتِ کبریٰ ہے جو کہ ہر مومن و کافر سب کو نصیب ہوگی اور شاد کام ہو کر حضور ﷺ کی تعریف کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الشفاعۃ) اور جب حضور کی پہلی شفاعت سے اہل محشر کی مصیبت دور ہو جائے گی تو جملہ اہل محشر کافروں کہ مومن خوش ہو کر حضور کی تعریف و توصیف کریں گے۔

دخول جنت

مذکورہ بالا شفاعتِ کبریٰ کے بعد بھی حضور ﷺ کو چین نہیں آئے گا جب تک کہ آپ ﷺ کا آخری امتی جنت میں داخل نہ ہوگا چنانچہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں شفاعت کرتا رہوں گا اور لوگ جنت میں داخل ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے ندا آئے گی

قدر رضیت یا محمد

اے حبیب ﷺ خوش ہو گئے ہو یا نہیں۔

تو میں عرض کروں گا

ای رب قدر رضیت

ہاں اے میرے پروردگار بہت خوش ہوں۔

عقیدۂ حق

انہی روایات کے مطابق ہم کہتے ہیں

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضا کے محمد ﷺ

لیکن اس پر اعتراض بھی انہیں ہے جو شانِ رسالت ﷺ کو نا حال سمجھے نہیں یہ شان تو ان کے غلاموں کی ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ شان بخشی ہے کہ جب غزوہ تبوک میں سب کچھ راہِ خدا میں لٹا دیا تو جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کیا تو راضی ہے یا نہیں۔

جاں دیدو وعدہ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

حل لغات

جان دیدو، جان نچھاور کر دو۔ وعدہ دیدار، دیدار کا وعدہ۔ نقد، ادھار کی ضد، فوراً اسی وقت لین دین۔ دام، قیمت

شرح

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر شخص جو مر جاتا ہے تو اس سے تین سوالات ہوتے ہیں۔ ”من ربک، من دینک، وما کنْتَ تقول فی حق هذا الرجل“ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور حضور کریم ﷺ کا جمال جہاں آراء دکھائی دے رہا ہو گا ان کی طرف اشارہ کر کے پوچھا جائے گا کہ ان کے بارے میں دنیا میں کیا کہتا تھا۔ اس طرح حضور ﷺ کا دیدار ہر شخص کو ہوتا ہے لیکن دیدار کے وقت منافق کافر کہے گا ”لا ادری“ کہ ہائے افسوس میں نہیں جانتا اور مومن عاشقِ رسول کہے گا ”نبی اللہ و رسولہ“ وہ اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں۔ اس وقت فرشتے کہیں گے کہ ہاں ہمیں بھی امید تھی کہ تم یہی جواب دو گے

”نم کنوم العروس التی لا یستیقظھا الا احب اھلھا“

تم آرام و چین سے اس دلہن کی طرح سو جاؤ جسے اس کے مالک کے سوا کوئی بیدار نہیں کرتا۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ جان جیسی قیمتی چیز دیدارِ محبوب ﷺ کے وعدہ پر نچھاور کر دینے میں کسی قسم کا نقصان نہیں ہوگا بلکہ فوراً سرکار کا دیدار ہے جو ہم سب کو نصیب ہوگا۔

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اس شعر میں امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کی ترجمانی فرمائی ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ للمعات میں فرماتے ہیں

درینجا بشار تیسست مر مشتاقان غمزدہ را کہ اگر زندہ در گوروند جائے دارد

یہاں غمزدہ مشتاقوں کو مرثدہ ہے کہ اگر وہ اسی میں زندہ درگور ہو کر چلے جائیں تو روا ہو سکتا ہے۔

مسئلہ

ہر قبر میں ہر مرد (مومن و کافر) کو حضور ﷺ کی زیارت ہوگی خلافاً للوہیۃ اور فقیر کی اس موضوع پر ایک تصنیف ہے ”القول الموبد فی هذا الرجل لمحمد عوف ہر قبر میں زیارت رسول ﷺ۔ یہاں شعر کی مناسبت چند مختصر دلائل عرض ہیں ہمارا استدلال بخاری شریف کی حدیث سوال نکیرین سے ہے جس کا ایک جملہ ”ما تقول فی هذا الرجل“ بخاری میں ہے یہ جملہ مشکوٰۃ کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب احادیث میں بقیہ صفحات تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کی وضاحت موجود ہے۔

مواعظ لدنیہ مع زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۸۱، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۲۵، حاشیہ نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۸۸، اشعۃ للمعات جلد ۱ صفحہ ۱۱۵، شرح الصدور صفحہ ۶۰، مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۶۶، فتاویٰ عبدالحی جلد ۲ صفحہ ۲۴، قسطلانی جلد ۳ صفحہ ۳۹۰، حاشیہ مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴، حاشیہ بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۸۴، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹۷، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۲۷، ابن ماجہ جلد ۴ ترجمہ ابوداؤد از وحید الزمان نے لکھا ہے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ آپ کی صورت مبارک دکھائی جاتی ہے جلد ۳ صفحہ ۵۱۱۔ اس طرح مولوی احمد رضا بجنوری تلمیذ مولوی انور کشمیری انور الباری شرح البخاری میں لکھا ہے بلکہ اس نے حقائق و دلائل سے بھی ثابت کیا ہے کہ ہر قبر میں ہر مردے کو حضور نبی پاک ﷺ کی زیارت ہونا کوئی بڑا مشکل مسئلہ نہیں بلکہ آپ ﷺ کے کمالات میں سے ایک ادنیٰ کمال ہے۔

شارحین احادیث کی تصریحات

حدیث ”ما تقول فی هذا الرجل“ کے تحت شارحین نے لکھا ہے

(۱) حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا

یعنی هذا الرجل کہ می گویند آنحضرت رامی خواہند

هذا الرجل سے مراد حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

اشعۃ اللمعات میں حدیث

یارباحضار ذات شریف دے درعیانے بہ این طریق کہ ور قبر مثالی دے علیہ السلام حاضر ساخته باشند
ودریں جابشارتے است عظیم مشتاقان غمزده را کہ اگر برامید این شادی بان هندو زنده در گوراونند

جائے دار دیا۔

قبر میں ظاہر ظہور آپ کی ذات شرف کو حاضر کرتے ہیں اس طرح کہ قبر میں حضور ﷺ کی وجود مثالی موجودہ کر دیتے ہیں اور
اس جگہ مشتاقان غمزہ کو بڑی خوشخبری ہے کہ وہ اگر اس شادی کی امید پر جان دے دیں اور زندہ قبروں میں چلے جائیں تو
اس کا موقع ہے۔

(۲) حاشیہ مشکوٰۃ میں یہی حدیث

قیل یکشف للمیت حتی یری النبی علیہ السلام وہی بشری عظیمہ

کہا گیا ہے کہ میت سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کو دیکھتا ہے اور یہ بڑی ہی خوشخبری
ہے۔

(۳) قسطلانی شرح بخاری کتاب الجنائز صفحہ ۳۹۰ میں ہے

فقیل یکشف للمیت حتی یری النبی علیہ السلام وہی بشری عظیمہ للمومن ان ضع

کہا گیا ہے کہ میت سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کو دیکھتا ہے اور یہ مسلمان کے لئے
بڑی خوشخبری ہے اگر ٹھیک رہے۔

سوال

ہذا الرجل معمو ذہنی کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مردہ سے پوچھتے ہیں کہ وہ جو تیرے ذہن میں موجود ہیں انہیں تو
کیا کہتا تھا؟

جواب ۱

یہ درست نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کافر میت سے یہ سوال نہ ہوتا کیونکہ وہ تو حضور ﷺ کے تصور سے خالی الذہن
ہے۔

جواب ۲

کافر اس کے جواب میں یہ نہ کہتا میں نہیں جانتا بلکہ پوچھتا کہ تم کس کے بارے میں سوال کرتے ہو؟ اس کے

”لا ادري“ کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کو آنکھوں سے دیکھ تو رہا ہے مگر پہچاننا نہیں لہذا یہ اشارہ خارجی ہے۔

فائدہ

حدیث اور شارحین کی عبارت سے معلوم ہوا کہ قبر میں میت کو حضور ﷺ کا دیدار کرا کر سوال ہوتا ہے کہ تو اس شمس الضحیٰ بدرالذی علیہ السلام کو جو تیرے سامنے جلوہ گر ہیں کیا کہتا ہے ہذا اشارہ قریب ہے۔ معلوم ہوا دکھا کے قریب کر کے پھر پوچھتے ہیں اس لئے حضرات صوفیائے کرام اور عشاق موت کی تمنا کرتے ہیں اور قبر کی پہلی رات کو دولہا کے دیدار کی رات کہتے ہیں۔ اسی مرحوم فرماتے ہیں

آج پھولے نہ سائیں گے کفن میں اسی

جس کے جویاں تھے ہے اس گل کی ملاقات کی رات

حضرت مفتی احمد یار خان کجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مرقد کی پہلی شب ہے دولہا کی دید کی شب

اس شب کے عید صدقے اس کا جواب کیسا

اسی لئے بزرگان دین کے وصال کے دن کو روزِ عرس کہتے ہیں۔ عرس کے معنی ہیں شادی کیونکہ عروس یعنی محمد رسول اللہ ﷺ دولہا کے دیدار کا دن ہے۔

(۱) حدیث شریف میں ہے جنت کو اہل ایمان کا سخت اشتیاق رہتا ہے۔

(۲) جب بندہ دعا مانگتا ہے تو جنت عرض کرتی ہے یا اللہ وہ مجھے مانگتا ہے تو اسے عطاء فرما۔ (کنز العمال ملخصاً)

(۳) سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو پہلے سے اس کی سیر فرما آئے۔

شاد ہے فردوس یعنی ایک دن

قسمت خدام ہوئی جائے گا

حل لغات

فردوس، جنت۔ قسمت، نصیب۔ خدام، خادم کی جمع، خدمت گزار۔

شرح

جنت الفردوس خوش و خرم ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ایک دن حضور کے خدمت گزاروں کے نصیب میں آئے گی

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قانون بنایا ہے کہ

ان الذی امنو و عملوا الصالحات کانت لہم جنات الفردوس نزلا خالدين فیہا لا یبغون عنہا

حوالا. (پارہ ۱۶، رکوع ۳)

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا چاہئیں گے۔

جنت جاگیر ہے محمد ﷺ کی

سیدنا ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ اس شرح میں بارہا لکھا جا چکا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت عطاء فرما رہے ہیں مالک جنت ہیں تو انہیں ”**او غیر ذلک**“ مانتے ہیں اس لئے جنت وہی دے سکتا ہے جو مالک ہو یا مالک کی طرف سے مازون و مختار ہو۔

نکتہ عجیبہ

جب دریائے رحمت جوش میں آیا تو حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے فرمایا ”**سل**“ لفظ ”**سل**“ کی عظمت درفت اور عموم و اطلاق پر غور کیجئے۔ شہنشاہ کونین ﷺ کس بے نیازی سے فرما رہے ہیں کہ ربیعہ مانگو یہ نہیں فرماتے کہ فلاں چیز مانگو بلکہ ارشاد ہوتا ہے جو جی میں آئے مانگو کیونکہ لفظ ”**سل**“ میں عموم و اطلاق ہے اور اتنا بڑا عظیم دعویٰ وہی کر سکتا ہے جس کے قبضہ قدرت میں ساری خدائی ہو۔ پھر ربیعہ کے مانگ لینے پر حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ربیعہ کچھ اور بھی مانگ لو جو اس امر پر دال ہے کہ جنت ہی کیا ہم ہر چیز عطاء فرماتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز وہی دے سکتا ہے جو ہر چیز کا مالک ہو۔

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دو

جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں

وازاطلاق سوال کہ فرمود سل وتخصیص نکرد مطلوبیہ خاص معلوم می شود کہ کارہمہ بدست ہمت

و کرامت اوست ہر چہ خواہد ہر باذن پروردگار خود بدہد۔ (اشعۃ اللمعات)

حضور ﷺ نے کسی خاص چیز کے مانگنے کو نہ فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ کارخانۃ الہیہ کی باگ ڈور حضور کے دست تقدس میں ہے آپ جسے چاہتے ہیں جو چاہتے ہیں عطاء فرماتے ہیں۔

بلکہ آپ کی شان تو یہ ہے کہ

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

انما قاسم

حضور سرورِ عالم ﷺ جملہ نعمتوں کے قاسم ہیں تو جنت کے بھی اس لئے محدثین کرام نے تقسیم کے عموم میں جنت کے دخول کی بھی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں

وکنیتہ ابو القاسم لانه يقسم الجنة بين اهلها. (مواہب، جلد ۱ صفحہ ۱۹۵)

حضور کی کنیت ابو القاسم اس لئے ہے آپ قاسمِ جنت ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

اس لئے فردوس خوش ہے کہ اس میں وہی آئیں گے جو غلامانِ مصطفیٰ ﷺ ہوں گے کیونکہ جنت تو ہے گھر غلامانِ مصطفیٰ کا اور جہنم دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے ہے۔

یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں

نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا

حل لغات

بے باکیاں، بے خوفیاں۔ رام، تابعدار

شرح

جوانی گزرنے کے بعد گناہوں کی بے باکیاں اور بے پرواہیاں یاد رہ جائیں گی اور اے نفس تو تو آخر خدا کا مطیع و تابعدار ہو ہی جائے گا لہذا گناہوں سے توبہ کر اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ کا بھی سے مطیع بن جا۔

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری است

وقت پیری گرگ زادہ میشود پرہیزگار

جوانی میں توبہ کرنا پیغمبری طریقہ ہے بڑھاپے میں تو بھیڑیا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے۔

سوال

توبہ گناہوں سے ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں تو پھر توبہ انبیاء کا شیوہ ثابت نہ ہوا۔

جواب ۱

یہاں توبہ سے رجوع الی اللہ مراد ہے یعنی جوانی میں رجوع الی اللہ شیوہ پیغمبری ہے کہ انبیاء علیہم السلام ویسے تو پیدائشی راجع الی اللہ ہوتے ہیں لیکن زمانہ تکلیف جوانی میں ہوتا ہے۔ وہ اس دور میں نہ صرف خود رجوع الی رکھتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی واصل باللہ بناتے ہیں۔

جواب ۲

اگر توبہ عرفی مراد ہو تو بھی تعلیمی توبہ مراد ہے نہ کہ حقیقی جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے بعد ”ت“

علینا“ کہا۔

جواب ۳

ہاں یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو ایسے قریب ہوتے ہیں کہ خلافِ اولیٰ امور پر بھی توبہ کرتے ہیں جیسے آدم و حواء اور موسیٰ وغیرہم علیہ السلام سے ایسے خلافِ اولیٰ امور سرزد ہوئے تو فوراً توبہ و استغفار فرمایا۔

بہر حال انبیاء علیہ السلام کو تمثیلاً ذکر فرمایا ہے کہ انسان عموماً دورانِ شبابِ جوانی کے نشہ میں سرمست ہوتا ہے۔ اسی لئے اسی دورانِ رجوع الی اللہ ہو تو سبحان اللہ نہ بڑھا پے میں عموماً انسان کے قویٰ و اعضاء کمزور پڑ جاتے ہیں اگرچہ حرص کو شباب ہوتا ہے تب بھی عصیان کے ارتکاب کی انگلیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں انسان اس دوران تھوڑی سی توجہ سے رجوع الی اللہ کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے اکثر دوستوں کو بڑھا پے میں بکثرت راجع الی اللہ دیکھا جاتا ہے۔

نبی آخر الزمان کا شباب و جوانی

ویسے تو ہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شباب و جوانی بے مثال باکمال ہے لیکن ہمارے نبی پاک ﷺ کا شباب و جوانی سب سے بڑھ کر بے مثال و لا جواب ہے۔ اجمال ملاحظہ ہو

عرب جیسی قوم میں جس کی حالت زبوں سے زبوں تر تھی حضور ﷺ کی زندگی بعثت تک ہر پہلو کے لحاظ سے بالکل بے لوث رہی۔ آپ اخلاقِ حمیدہ سے موصوف اور صدق و امانت میں مشہور تھے یہاں تک کہ قوم نے آپ کو امین و صادق کا لقب دیا ہوا تھا۔ آپ مجالسِ لہو و لعب میں کبھی شریک نہ ہوئے۔ وہ افعالِ جاہلیت جن کی آپ کی شریعت میں ممانعت وارد ہے آپ کبھی ان کے مرتکب نہ ہوئے جو جانور بتوں پر ذبح کئے جاتے آپ ان کا گوشت نہ کھاتے۔ افسانہ گوئی، شراب خوری، قمار بازی اور بت پرستی جو قوم میں رائج تھی آپ ان سب سے الگ رہے۔ سال میں ایک بار ماہِ رمضان میں کوہِ حرا

جو مکہ مشرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں طرف کو ہے اعتکاف فرمایا کرتے اور وہاں ذکر و فکر میں مشغول رہتے چند راتوں کا توشہ ساتھ لے جاتے وہ ختم ہو جاتا تو گھر تشریف لاتے اور اسی قدر توشہ لے کر حراء میں جا معکف ہوتے۔

تنظیم نوجوانان عرب

جوانی و شباب کے دوران حضور ﷺ کا ہر کارنامہ قابلِ صد آفرین و تحسین ہے لیکن حلف الفضول کی تنظیم آج بھی نوجوانوں کو دعوت پیش کرتی ہے کہ یہ ہے شیوہ پیغمبری۔

بے نشانوں کا نشان مٹا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

شرح

جو لوگ حضور ﷺ کی محبت میں اپنے آپ کو بے نام و نشان کر لیتے ہیں تو ان کا نشان کبھی نہیں مٹ سکتا بلکہ مٹتے مٹتے اتنے مشہور ہو جاتے ہیں کہ ہر شخص انہیں پہچان لیتا ہے۔

بے نشان کی شان

حضور سرور عالم ﷺ کے عشق میں بے نشانوں کا شمار کہاں اور عاشقِ رسول ﷺ بفضلہ تعالیٰ بے نشان تھا تو عالی شان بنا یہاں صرف بطور تبرک سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر عرض کر دوں کہ آپ اتنا بے نشان تھے کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ستونِ دین اور ائمہ اسلام کے امام بھی ان کے وجود کے منکر ہیں لیکن سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گمنامی میں اتنا نام پایا کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے بقول بعض ائمہ آپ کو صحابیوں میں شمار کر بیٹھے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ”ذکر اویس“ میں۔

ذکر اویس

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے باشندے تھے اور قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے آپ بڑی شان کے بزرگ تھے تابعین کے پورے گروہ میں آپ کو جو امتیاز حاصل تھا وہ کسی دوسرے کو حاصل نہ تھا۔ آپ عہد رسالت میں موجود تھے مگر محبتِ الہی میں کچھ اس طرح کھوئے ہوئے تھے کہ بارگاہ رسالت میں حاضر نہ ہو سکے حالانکہ آنحضرت ﷺ سے اس قدر محبت رکھتے تھے اور باطن میں ان کو حضور ﷺ سے اس درجہ قربت حاصل تھی کہ خود حضور ﷺ نے ان کو خیر التابین کے لقب سے یاد فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اویس قرنی کی شخصیت سے مطلع فرمادیا تھا اور ان کی علامت بھی بتادی تھی۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمادیا تھا کہ ایک شخص قبیلہ مراد سے ہے اس کا نام اویس ہے وہ خیر التابعین ہے۔ یمن سے تمہارے پاس جو قبیلہ امداد لائے گا اس میں وہ بھی ہوگا اس کے جسم پر برص کے داغ ہیں جو مٹ چکے ہیں صرف ایک درہم کے برابر داغ باقی ہے وہ اپنی ماں کی خدمت میں مصروف رہتا ہے وہ کسی بات پر خدا کی قسم کھاتا ہے تو خدا اس کی قسم کو پوری کر دیتا ہے اگر تم اس کی دعائے مغفرت لے سکو تو لینا۔

یہ نادیدہ عاشق رسول ﷺ کس درجہ پر فائز تھے۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترغیب دی جا رہی ہے کہ تم ان سے دعائے مغفرت حاصل کر سکو تو ضرور حاصل کرنا حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اصحاب شجرہ اور اصحاب عشرہ میں ہیں۔

زبان رسالت سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ فضائل و مراتب سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اس عالی مرتبہ شیفۃ رسول ﷺ کی ملاقات کا شوق بھڑک اٹھا تھا۔ آپ برابر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں رہے چنانچہ آپ کے عہد خلافت میں جب روم و شام کی سلطنتوں سے اسلامی افواج نبرد آزما تھیں۔ یمن سے فوجی آئے تو آپ تلاش کرتے کرتے ان کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا آپ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو انہوں نے کہا ہاں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے باری باری وہ تمام علامتیں دریافت کیں جو آپ نے حضور ﷺ سے سنی تھیں۔ ان سب کی تصدیق ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اس بشارت سے آگاہ کیا جو آپ نے حضور ﷺ سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق سنی تھیں۔ پھر ان سے اپنے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کی اور کوفہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا میں عوام کے زمرہ میں رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔

کوفہ جا کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بوسیدہ جھونپڑے میں بود و باش اختیار کی اور اپنے آپ کو اہل دنیا سے چھپانے کے لئے نہایت خستہ حال رہتے تھے یہاں تک کہ اکثر آپ کے جسم پر پورے کپڑے بھی نہ ہوتے۔ آپ کی یہ حالت دیکھ کر ظاہر بین عوام ان کے مرتبے کو نہ سمجھتے آپ کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کر کے پریشان کرتے لیکن جو آپ کے فضائل و مراتب سے واقف تھے وہ آپ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے دور دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اسی طرح ہر عاشق مصطفیٰ ﷺ کا حال ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کون جانتا تھا لیکن عشق نبی ﷺ میں وہ نام پیدا کیا کہ ملکوتی ملک والے بھی آپ سے نہ صرف شناسا ہیں بلکہ آپ کا نام سن کر جھوم جاتے ہیں۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عجم و عرب میں کیسی شہرت نصیب ہوئی یہاں تک کہ خود حضور ﷺ نے فرمایا ”**سلمان هذا من اهل البیت**“ ہمارا ہے یعنی ہمارے اہل بیت سے ہے۔ آج بھی تجربہ کر لیجئے کہ حقیقی عشق رسول ﷺ کی دولت جسے نصیب ہوتی ہے اس کے لئے اہل دنیا آنکھیں بچھاتے اور دلوں میں جگہ دیتے ہیں۔

جمادات تک

انسان تو پھر بھی اشرف المخلوقات ہے نبی پاک ﷺ کا عشق بے جان کھجور کے تھم کو نصیب ہوا تو وہ مقام نصیب ہوا کہ جس پر بہت بڑے اولیاء کرام رشک کرتے ہیں اور منبر رسول ﷺ کے نیچے دفن ہونا نصیب ہوا تو کل قیام میں جنت میں رسول پاک ﷺ کا منبر بن کر قدم چومتا نظر آئے گا اُس وقت معلوم ہوگا عشق مصطفیٰ ﷺ میں کس طرح کے بے شان نام پاتے ہیں۔

یا دِ گیسو ذکر حق ہے آہ کر
دل میں پیدا لام ہوئی جائے گا

حل لغات

گیسو، لمبے لمبے بال، زلفیں۔ ذکر حق، خدا کا ذکر۔ آہ، نالہ و نغاں۔

شرح

حضور سرور عالم ﷺ کے گیسوئے مبارک کو ”لام“ سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی حضور ﷺ کے گیسوؤں کی یاد کرنا گویا اللہ کو یاد کرنا ہے اور اللہ کی یاد میں آہ دل سے نکلتی ہے اور آہ اور دل کے درمیان اگر گیسو کے دونوں لام کا اضافہ کر دیا جائے تو اللہ بن جاتا ہے گویا حضور ﷺ کے گیسو کے تصور میں آہ کے دل میں یعنی بیچ میں ذکر گیسو سے لفظ اللہ پیدا ہوتا ہے گویا کہ آہ کرنا اللہ کا نام لینا ہے۔

عشق هوتو

امام احمد رضا قدس سرہ کی اس صنعت عاشقانہ کو وہی مانے گا جسے حضور ﷺ سے عشق ہوگا اور جو اس دولت سے محروم ہے وہ تو صرف تفسن پر محمول کریگا لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کا ہر تعلق دارین کی فلاح و کامیابی کا بے بہا سرمایہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عشق رسول ﷺ ضرب المثل ہے امام احمد رضا قدس سرہ کے اس جملہ کی عملی تفسیر سیدنا خالد بن ولید (سیف اللہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارنامے ہیں جنہیں اتنی بڑی فتوحات نصیب ہوئی تو گیسوئے رسول ﷺ کی برکت سے یہی تصور تو تھا جو امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیش کیا۔

تعداد گیسوئے حبیب ﷺ

حضور سرور عالم ﷺ کے گیسو قدس کی تعداد بارہ لاکھ تیرہ ہزار کئی سو تھی جب سر مبارک ترشواتے تو تمام گیسوئے مبارک ترشواتے کبھی گیسوؤں کو رنگا نہیں تھا عمر مبارک کے آخری حصہ میں بال مبارک بھی سفید ہوئے۔ یہ سر مبارک اور داڑھی مبارک کے بالوں کی مجموعی تعداد ہے کہ سر مبارک میں آپ تیل ڈالتے اور کبھی کنگھا کرتے اور جب انہیں سنوارتے تو ان کی خوشبو سے ساری فضاء معطر ہو جاتی۔

فائدہ

اس تعداد کو سامنے رکھ کر اس حدیث مبارک کو یاد کیجئے کہ آپ ﷺ نے بموقع حج صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تقسیم فرمائے۔ (بخاری) اس کے بعد انکار برائے انکار ہو تو مجبوری ہے ورنہ یقین کیجئے کہ وہ لاکھوں بال مبارک کہاں گئے اور یہ بھی ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر نجدی کہ دور تک ہر زمانہ میں گیسوئے نبی پاک ﷺ کو اہل اسلام میں وہ پذیرائی رہی کہ بڑے بڑے بادشاہ کو نصیب نہ ہو بلکہ مسلمان جان کے نذرانے پیش کرتے اپنی گھر کی جائیداد قربان کر ڈالتے۔ معمولی سی بے ادبی پر کٹ مرتے جان سے عزیز تر گیسوئے رسول ﷺ کی حفاظت کرتے جس کے پاس ایک گیسوئے مبارک نہ ہوتا وہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر دولت کا مالک سمجھا جاتا۔ گیسوئے مبارک کی زیارت کے لئے ایام مقررہ میں شادی کا سماں بندھ جاتا ہجوم کی کیفیت کو دیکھ کر پتہ چلتا کہ کسی شہنشاہ کی رعایا زیارت کے لئے جمع ہو رہی ہے لیکن نجد بیت نے یکسر گیسوئے مبارک کے وجود کا انکار کر دیا اور بے سند کی من گھڑت کہانی سے عوام کے دلوں میں وسوسے ڈال دیئے پھر انہیں تبرک سمجھنے پر شرک کا فتویٰ جڑ دیا ادھر انگریز کے ذریعے ایسے تبرکات پر مختلف حربوں سے ختم کرانے کی کوشش کی لیکن مٹ گئے خود لیکن نہ مٹا نشان ان کا۔

معمولات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد اہل حق کا طریقہ رہا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے موئے مبارک دھو کر جس بیمار کو پلاتے اس کو فوراً شفاء ہوتی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک حضور ﷺ کے تھے وہ اسے پہن کر لڑائی میں جاتے اللہ تعالیٰ ان کو موئے مبارک کی برکت سے فتح عطا فرماتا۔

فتوحات خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات اسلام میں ضرب المثل ہیں ان کی فتوحات کا اعتراف غیر مسلموں کو بھی ہے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اس کا عام چرچا تھا کہ جس جنگ میں حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک

ہونگے اس میں فتح یقینی ہے ان کی شجاعت و بہادری بسوچشم لیکن انہیں اپنی شجاعت و بہادری پر ناز نہیں تھا بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ یہ تمام فتوحات حضور سرور عالم ﷺ کے گیسوئے پاک کی مرہونِ منت ہیں۔ چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی مبارک میں رسول اللہ ﷺ کے گیسو مبارک تھے جس کے باعث آپ اپنی ٹوپی کا بطور خاص خیال رکھتے تھے اس لئے ایک جنگ کے موقع پر جب آپ کی ٹوپی مبارک گر گئی آپ کو شدید تشویش ہوئی اور ٹوپی کی تلاش میں آپ نے بہت کوشش فرمائی اس پر جب آپ کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عین جنگ کے دوران ٹوپی کی تلاش میں آپ کے اہتمام پر اعتراض کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا معاملہ صرف ٹوپی کا نہیں تھا بلکہ اس کی یہ اہمیت اس کے موئے مبارک پر مشتمل ہونے کے باعث تھی کہ میں نہ موئے مبارک کی برکت سے محروم رہوں اور نہ کسی مشرک کے ہاتھ آجانے کے باعث اس کی بے ادبی ہو۔ (کتاب الشفاء، جلد ۲ صفحہ ۴۴)

ملخصاً) مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ”گیسوئے رسول ﷺ“ میں پڑھئے۔

ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز
چھپا کھرام ہو ہی جائے گا

حل لغات

ساز، باجا۔ چھپا، خوش الحانی میں پرندوں کی نغمہ سرائی، مجازاً دنیا کی نیرنگیاں اور خوشیاں، چھک چھک کر باتیں کرنا۔
کھرام، داویلا، آفت برپا ہونا۔

شرح

عالم کی یہ عنائیاں، گلوں کی مہک، بلبلوں کی چھک، ستاروں کی دمک، ماہِ خورشید کی دمک، کوہ و کہکشاں کے حسین مناظر، وادی و آبشار کی خوشنمایاں، بحر و بر، برگ و شجر، خشک و تر کے انمول نظارے، پرند و چرند کے غل غپاڑے، زمین کے زمر دین غالیچہ پر انسانوں کی چہل پہل اور کائناتِ قدرت کے اس عجیب و غریب شاہکار کی نوبخیاں، عیش و نشاط کی رنگینیاں الغرض جن و انس، جمادات و نباتات، چرند و پرند کی آوازیں مل کر ایک انوکھے ساز کی دلنشین آواز بن کر جو ساز سنانی دیتی ہے اس ساز پر انسانوں کی خوش الحانی سے نغمہ سرائی بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہے مگر یہ ساز و خوش آواز ہمیشہ نہیں رہیں گے ایک دن ایسا بھی آئے گا جس دن کائنات کے یہ سازینے اور یہ خوش آوازیں اور جیتے جاگتے عالم کی رنگینیاں اور خوشیوں کے چھپے بدل جائیں گے اور ایک کھرام برپا ہو جائے گا وہ دن قیامت کا دن ہے جس دن ہر ایک شخص پریشانی و سخت مشکلات میں گھرا ہوا نفسی نفسی کہتا ہوگا۔ قیامت کا شور اور آفتوں کا زور ہوگا ہر شخص دہائی دیتا ہوگا لیکن کوئی سننے والا دکھائی نہ

دیتا ہوگا ہاں سرورِ دو جہاں رحمتِ کون و مکاں ﷺ سنیں گے اور صرف ان کی شفاعت فرمائیں گے جو ان کے دامنِ الفت سے دنیا میں وابستہ ہوں گے جیسا کہ خود فرمایا ہے

شفاعتی لاهل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت کے گنہگاروں کے لئے ہوگی۔

یہاں نہایت دلچسپ انداز میں دنیا کی بے ثباتی اور قیامت کی حقانیت بیان کی گئی ہے۔

اس شعر کا ایک اور مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ میری شاعری ایک دن ختم ہو جائے گی بلکہ میں خود بھی اور تمام مخلوق فنا ہوگی پھر سب کو زندہ کر کے انہیں ابدی حیات عطاء فرمائی جائے گی۔

فنا ہی فنا

کل من علیہا فان وبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام (پارہ ۲، رکوع ۱۱)

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی یہ ہے تمہارے رب کی ذاتِ عظمت اور بزرگی والا۔

کل نفس ذائقة الموت. (پارہ ۴، رکوع ۹)

ہر جان کو موت چکھنی ہے۔

مرنے کے بعد کیا ہوگا

یہ طویل داستان ہے لیکن عاشقِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے موت سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا

اموت تحفہ المؤمن

موت مومن کا تحفہ ہے۔

اور فرمایا

الموت جسریو صل الحبيب الی الحبيب

موت ایک پل ہے جو محبوب کو محبوب سے ملاتا ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ

دربشار نیست مر مشتاقان غمزده را اگر زنده در گور روند جائے وارد۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱)

یہاں مشتاقانِ غمزہ کو مرثدہ ہے کہ اگر وہ جیتے جی قبر میں چلے جائیں تو روا ہو سکتا ہے۔

اور شرح الصدور للسیوطی و تذکرۃ الموتی و القبور للقاظمی ثناء اللہ پانی پتی و مختصر تذکرہ قرطبی للشعرانی وغیرہ میں یہ قاعدہ از حدیث لکھا کہ موت کے وقت انسان جس تصور میں مرے وہی قبر میں ملے گا اس لئے ہم کہتے ہیں سنی المسلمک عاشق نبی ﷺ خوش قسمت ہے کہ اسے موت کے وقت تڑپ ہوتی ہے کہ پہلے نہ سہی قبر میں حبیب کبریاء ﷺ کی زیارت سے سرشار رہوں گا۔ حضرت مولانا بشیر کوٹلوی سنی کی ترجمانی کرتے ہیں

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
گر اٹھائیں فرشتے تو میں ان سے یوں کہوں
میں ان کے پائے ناز سے اے فرشتو کیوں اٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

حضرت مفتی احمد یار خان صاحب کجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا
روح کیوں نہ مضطرب موت کے انتظار میں
سنا ہے وہ مجھے دیکھنے آئیں گے مزار میں

نوٹ

قبر میں حضور سرور عالم ﷺ کا دیدار یقیناً ہوگا۔ فقیر کی کتاب ”القول الموید“ پڑھئے اور مختصر دلائل اس شرح میں عرض کر دیئے ہیں۔

سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

فقیر نے جو تڑپ اور جذبہ عشق کا تذکرہ کیا ہے یہ دراصل اہل سنت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے وراثت میں ملا ہے جیسا کہ فقیر نے اس شرح میں متعدد واقعات عرض کئے ہیں مثلاً سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری وغیرہ ہمارے رضی اللہ تعالیٰ عنہم عین موت کے وقت نہایت لہجہ و مسرور کے رنگ میں کہتے ہوئے جانِ آفرین کو جان سپرد فرمائی کہ ”نحن نلق محمد واصحابه“ ہم حضور اور آپ کے یاروں کو جا کر ملیں گی (ﷺ و رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

سائلو! دامنِ خنی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

حل لغات

سائلو، اے منگو! یہ لفظ دراصل عربی سائل ہے جس کی اردو بنائی گئی ہے۔ خنی، داتا۔

شرح

اے منگتو! کہیں نہ جاؤ دو جہاں کے داتا کا دامن عقیدت و محبت اور مضبوطی سے تھالو داتا کی طرف سے کچھ نہ کچھ ضرور انعام ہوگا کیونکہ سرکارِ دو جہاں انعام و اکرام کے معدن ہیں کیونکہ ویسے بھی ہر نئی کی عادت ہے کہ جو بھی ان کے دروازہ پر آجائے خالی نہیں جاتا۔ حاتم طائی کے آٹھ دروازے تھے ہر دروازے پر جو بھی جاتا جھولیاں پر کر دیتا اگرچہ ایک سوالی انہیں آٹھ دروازوں پر چلا جاتا تب بھی خالی نہ آتا اور ان ہی حاتم طائی کو اس سے اعتراض ہوتا کہ سائل کیوں ایسا غلط کر رہا ہے اور آپ ﷺ کل خیموں کے امام و پیشوا بلکہ نائبِ خدا تعالیٰ ہیں۔ آپ کی سخاوت کا یہ عالم ہے کہ غریب مسکین امت کو مشرہ بہار سنایا کہ جس کا کوئی نہ ہو اس کا وارث و متولی اور کفیل میں ہوں۔ (بخاری شریف)

احادیث مبارکہ

(۱) حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی مسلمان قرض چھوڑ کر مر جائے تو مجھے اطلاع دو میں اس کا قرض ادا کرونگا۔ اس نے ترک چھوڑا ہو تو اس کے حقدار اس کے وارث ہونگے۔

(۲) ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر یہ احد کا پہاڑ سونے کا ہو جائے تو بھی میں یہ پسند نہیں کرونگا کہ تین راتیں گزر جائیں اور اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہ جائے۔

بحرین سے خراج کا غلہ آیا دوسرے روز حضور ﷺ بعد نمازِ فجر تمام غلہ حقداروں میں تقسیم فرما کر اس شان سے استغنا سے دامن جھاڑ کر کھڑے ہوئے کہ جس طرح امیر کاروانِ حیات کا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔

(۳) ایک دفعہ چار اونٹ غلہ آیا۔ تقسیم کے باوجود کچھ بچا رہا اور رات ہو گئی تو خدا کے مقدس رسول نے گھر میں آرام نہیں فرمایا اور مسجد میں رات بسر کی کیا کرۂ ارض میں ایسی کوئی اور ہستی پیش کر سکتا ہے کہ جس نے اس وقت اپنے گھر کے چین و آرام کو پسند نہ کیا ہو جب تک کہ غرباء اور حاجت مندوں کو ان کا حق پہنچ جائے۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بحرین سے مال لایا گیا اور یہ زیادہ سے زیادہ مال تھا جو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا آپ نے فرمایا اس کو مسجد میں ڈال دو۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اس مال کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم فرمانے لگے۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! مجھے اس مال میں سے دیجئے کیونکہ جنگِ بدر کے دن میں نے فدیہ دے کر اپنے آپ کو اور عقیل بن ابی طالب کو آزاد کر لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لے لو۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں ڈال کر اٹھانے لگے تو نہ اٹھا سکے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کسی سے فرمادیں کہ اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔ آپ

نے فرمایا کہ میں کسی کو اٹھانے کا نہیں کہتا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے آپ ﷺ خود اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اسے نہیں اٹھاتا پس حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں سے کچھ گرا دیا پھر اٹھانے لگے تو تب بھی نہ اٹھا سکے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کسی سے اٹھانے کو نہیں کہتے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے آپ خود اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں آپ ﷺ نے فرمایا میں اسے نہیں اٹھاتا پس حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں سے بھی گرا دیا پھر اسے کندھے پر اٹھا لیا اور روانہ ہوئے حضور اقدس ﷺ ان کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئے اور حضور ﷺ ان کی طمع پر تعجب فرماتے تھے غرض حضور ﷺ وہاں سے اٹھے تو ایک درہم بھی باقی نہ تھا۔ (بخاری شریف)

فائدہ

مسند بن ابی شیبہ میں بروایت حمید بن ہلال بطریق ارسال مروی ہے کہ وہ مال ایک لاکھ درہم تھا اور اسے علاء بن الحضرمی نے بحرین کے خراج میں بھیجا تھا اور یہ پہلا مال تھا جو حضور ﷺ کے پاس لایا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (صفوان بن امیہ) نے اس روز بکریوں کا سوال کیا جن سے دو پہاڑوں کا درمیانی جنگل پر تھا۔ آپ ﷺ نے وہ سب اس کو دے دیں اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا اے میری قوم! تم اسلام لاؤ اللہ کی قسم محمد ﷺ ایسی سخاوت کرتے ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حنین کے دن مجھے مال عطاء فرمانے لگے حالانکہ آپ ﷺ میری نظر میں مبغوض ترین خلق تھے پس آپ ﷺ مجھے عطاء فرماتے رہے یہاں تک کہ میری نظر میں محبوب ترین خلق ہو گئے۔ (ترمذی شریف)

حضرت جبیر بن مطعم بیان کرتے ہیں کہ جب میں اور دیگر لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین سے (بعد تقسیم غنائم) واپس آرہے تھے تو بادیہ نشینان عرب حضور سے لپٹ گئے۔ وہ حنین کی غنیمت میں سے مانگنے لگے تھے نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ ﷺ کو بحالت اضطراب ایک بول کے درخت کی طرف لے گئے اس درخت میں آپ ﷺ کی چادر مبارک پھنس گئی آپ ﷺ ٹھہر گئے اور فرمایا مجھے میری چادر دے دو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختان بول جتنے چوپائے ہوتے تو البتہ میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ دروغ گو اور بز دل پاتے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ تھا جب آپ نے کوہ احد کو دیکھا تو فرمایا اگر یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے میں پسند نہ کروں گا کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس تین راتوں سے زیادہ رہ جائے بجز اس دینار کے جسے میں ادائے قرض کے لئے رکھ چھوڑ دوں۔ (بخاری شریف)

ایک روز نماز عصر کا سلام پھیرتے ہی آپ دولت خانہ میں تشریف لے گئے پھر جلدی نکل آئے۔ صحابہ کرام کو تعجب ہوا آپ ﷺ نے فرمایا مجھے خیال آگیا کہ صدقہ کا کچھ سونا گھر میں پڑا ہے مجھے پسند نہ تھا کہ رات ہو جائے اور وہ گھر میں پڑا رہے اس لئے جا کر اسے تقسیم کرنے کے لئے کہہ آیا ہوں۔ (بخاری شریف)

یا برو کر کے تڑپو بلبلو!
کلڑے کلڑے دام ہو ہی جائے گا

حل لغات

ایرو، بھنویں۔ بلبلو، ایک مشہور پرندہ ہے جسے پھولوں کا عاشق سمجھا جاتا ہے۔ اے بلبلو! مجازاً عاشق رسول ﷺ۔
دام، جال، پھندا۔

شرح

اے عاشقوں! اگر دنیاوی مصائب و آلام، رنج و ملال کے پھندوں اور جالوں میں پھنسے ہوئے اور محبوب کی ملاقات کے لئے تمہارے آزادی ناممکن ہو چکی ہو تو اس کی آسان ترکیب یہ ہے کہ محبوب ایروں کو یاد کر کے تڑپو ایروئے محبوب شمشیر براں کا کام کرے گا سارے پھندے اور تمام جال کلڑے کلڑے ہو جائیں گے اور مقصود حاصل ہو جائے گا۔

لطیفہ

بلبل ایک لطیف اور نازک مزاج پرندہ ہے جسے خوشبو محبوب ہے۔ اعلیٰ حضرت نے عاشقانِ رسول ﷺ کو بلبل فرمایا ہے جو ان کی لطافت و نظافت طبعی کی طرف اشارہ ہے اور یہ واقعی حق ہے اس لئے کہ ہم نے تجربہ کیا ہے جس میں عشقِ رسول (ﷺ) ہے وہ طبعاً نازک و لطیف الطبع ہے اور جو عشقِ رسول ﷺ کی دولت سے محروم ہے وہ خشک اور مر جھایا ہوا محسوس ہوتا ہے تجربہ شاہد ہے۔

الحمد للہ ربی عاشقِ رسول ﷺ کو دولتِ عشقِ رسول ﷺ نصیب ہے اور دولتِ عشقِ نصیب ہوتی بھی ہے تو لطیف مزاج کو اور رسول اللہ ﷺ کا عشق و محبت عین اسلام ہے۔

لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ ولدہ والناس اجمعین۔ (بخاری و مسلم)

تم سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے زیادہ محبوب نہ بنا لے اپنے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے۔

فائدہ

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

ومن علامات محبته ﷺ ان يلتزم محبه بذكره الشريف وبطرب عند سماع اسمه الميف. (زرقانی علی

المواہب جلد ۲ صفحہ ۳۲۲)

اور آپ ﷺ کی محبت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کا محبت آپ کے ذکر پاک سے روحانی لذت اور سرور و فرحت پاتا ہے اور آپ کا نام سنتے ہی خوش ہوتا ہے۔

مفلو! ان کی گلی میں جا پڑو
باغِ خلدِ اکرام ہو ہی جائے گا

حل لغات

مفلو، اے فقیر و محتاجو۔ باغِ خلد، جنت کا باغ۔ اکرام، انعام، عطاء۔

شرح

اے جنت کے محتاجو اور اے فردوس بریں کے طلب گارو! رحمت کون و مکاں تہہ دور و زمان نبی دو جہاں ﷺ کی پیاری پیاری گلیوں میں جا پڑو یعنی مدینہ منورہ میں جا پہنچو رحمت دو عالم نعمتوں کے قاسم و خازن کی طرف سے خلدِ بریں انعام میں ملے گی۔

مدینے میں موت کے فضائل

احادیث مبارکہ

(۱) قال رسول اللہ ﷺ من استطاع ان يموت بالمدينة فليمت بها فاني اشفع لمن يموت بها. (مشکوٰۃ

شریف)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مدینہ شریف میں آنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ مدینہ پاک میں مرے تو بیشک میں اس شخص کی شفاعت کروں گا جو مدینہ پاک میں مرے گا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

من مات في احد الحرمين بعثه الله من الامنين يوم القيامة.

مدینہ النبی ﷺ یا مکہ مکرمہ میں جو مرے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مصائب و آلام سے مامون و محفوظ اٹھائے گا۔

(۳) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

من استطاع ان يموت بالمدينة فليمت فمن مات بالمدينة كنت له شفيعاً وشهيداً.

(الوفاء، جلد ۲ صفحہ ۵۸۵)

جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اسی جگہ مرے جسے مدینہ منورہ میں موت نصیب ہوگی وہ میری شفاعت سے مشرف ہوگا اور میں اس کا گواہ بنوں گا۔

فائدہ

جس شہر میں شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو اس خوش بخت کو اس شہر کے سوا اور کیا چاہیے۔

حضرت یحییٰ ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور مدینہ کے اندر ایک قبر کھودی جا رہی تھی۔ ایک شخص نے قبر میں جھانکا اور کہا قبر مومن کی بہت بڑی خواب گاہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے بہت بڑی بات کہی۔ اس شخص نے کہا میرا منشاء یہ نہیں تھا بلکہ میرا مطلب یہ تھا کہ خدا کی راہ میں شہید ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں پھر فرمایا زمین کا کوئی ٹکڑا مجھے اتنا محبوب نہیں کہ وہاں میری قبر ہو جتنا کہ مدینہ میں۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے۔ (خلاصۃ الوفاء)

تمنائے عاشق

(۱) حضرت کرامت علی شہیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روانگی سے قبل اس تمنا کا اظہار کیا

تمنا ہے درختوں پر تیرے روضے کے جا بیٹھے

فقس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

چنانچہ آپ ۱۲۵۵ھ میں ادائیگی حج کے بعد حضور سرور عالم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے چلے۔ ۲ صفر کو

اس مقام پر پہنچے جہاں سے روضہ اقدس نظر آ رہا تھا ایک حسرت بھری نظر روضہ محبوب پر ڈالی اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (ماہنامہ نعت لاہور)

(۲) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمیشہ یہ آرزو رہی

اللهم ارزقني شهادة في سبيلك واجعل موتی فی بلد حبیبک

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں تمنائیں پوری ہوئیں۔

(۳) امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حرم سے باہر قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو حرم سے باہر نکلتے وقت

آہستہ چلتے فراغت کے بعد تیزی سے چل کر حرم میں داخل ہوتے پوچھنے پر فرمایا کہ نکلتا آہستہ ہوں کہ موت آئے تو حرم

مدینہ میں، جلدی اس لئے آتا ہوں کہ کہیں حرم کے باہر موت نہ آجائے۔

(۴) مدینہ پاک سے باہر کسی سفر کے لئے نہ جاتے اس خوف سے کہ موت مدینہ کے علاقہ میں آئے۔

(۵) مفتی غلام سرور لاہوری نعت گوئی میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ آپ بیک وقت ایک بے مثال ادیب، بلند پایہ شاعر، مستند مورخ و سوانح نگار اور ماہر علم نعت تھے۔ آپ کی اکثر نعتوں میں زیارتِ روضہ پاک کے متعلق اشتیاق و دید کے جذبات کی فراوانی پائی جاتی ہے آپ نے سفر حج اختیار کیا تو وصیت دعا کی کہ آپ کی آخری آرام گاہ محبوب خالق و مالک ﷺ کی زمین ہو۔ چنانچہ شہیدی کی طرح اس عاشقِ رسول ﷺ کی دعا بھی قبول ہوئی اور راستے ہی میں ۱۱۴ اگست ۱۸۹۰ء کو داعی اجل کو لبیک کہا و وفات سے دو گھنٹے قبل فرمایا کہ میری نعش کو مدینہ شریف لے کر جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ اس طرح آپ کی یہ دلی آرزو پوری ہوئی کہ حجاز جاؤں تو واپس نہ آؤں۔ آپ کے آخری دیوان وصالِ سرور میں ایک نعتیہ غزل کا عنوان ”دراظہار زیارتِ حرمین الشریفین“ ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے متعدد نعتیں لکھ رکھی تھیں جنہیں حضور سرورِ عالم ﷺ کے روضہ کے سامنے پڑھنا چاہتے تھے مگر قدرت نے اتنی مہلت ہی نہ دی۔ انہوں نے زیارتِ روضہ اطہر کے متعلق ایک قطعہ تاریخ کہا تھا اور خیال تھا کہ روضہ کے سامنے کھڑے ہو کر اسے پڑھیں گے لیکن یہی قطعہ آپ کی تاریخِ وفات بن گیا۔

ابھی سرور نے کی ہے سرورِ عالم کی پاپوسی

تعارف مفتی غلام سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ تذکرہ ”**حذیبتہ الاصفیاء**“ و دیگر درجنوں تصانیف کے مصنف تھے۔ مفتی صاحب کے دیوان ”**کلیاتِ سرورِ نعتیہ**“ میں پونے چار سو اردو نعتیں ہیں۔ ”**دیوانِ وصالِ سرور**“ کا سارا کلام بھی اس میں شامل ہے یہ مطبع اسلامیہ سٹیٹم پریس لاہور سے چھپا۔ ”**نعتِ سروری**“ مطبع منشی نولکشور کانپور سے چھپا جس میں ڈیڑھ سو سے زائد نعتیں ہیں۔ تاریخِ وفات ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۰۷ھ ہے۔ (ماہنامہ نعت لاہور)

شاعرِ مشرق علامہ اقبال کا تو بیشتر کلامِ نعت پر مشتمل ہے اس کی شاعری کا آغاز ”ہمالہ“ سے ہوا اور اس کی تان اشرف البلاد یعنی مدینہ النبی تک سنائی دی۔ ایک نظم میں دیارِ حبیب ﷺ سے یوں مخاطب ہوتے ہیں

وہ زمیں ہے تو مگر اے خواب گاہِ مصطفیٰ ﷺ

دید ہے کعبے کو تیری حج اکبر کے سوا

آہ طیبہ! دیں ہے مسلم کا تو ماویٰ ہے تو

نقطہ جاذبِ تاثر کی شعاعوں کا ہے تو

آپ کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ روضۂ اطہر کی زیارت کریں۔ علامہ کا دلِ حزیں یادِ محبوب میں بے قرار رہتا تھا آپ کی خدمتِ اقدس میں حالِ دل سنانے کی خواہش چنگیاں لیتی رہتی تھی اور اضطرابی اور ہجانی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو دریا رحیب اور روضۂ اطہر کی زیارت نصیب ہو اس لئے کہ مقصودِ سفر یہی ہے۔ جذبات کا ایک سیلاب ہے کہ اُٹھ اچلا آتا ہے کعبہ سے مفارقت کا کچھ زیادہ خیال نہیں بس ایک دھن ہے کہ غبارِ راہ بن کر حضور پر نور ﷺ کے آستانہ مبارک تک رسائی ہو دل میں ذوق و شوق ہے لیکن محبوبِ پاک ﷺ کا سامنا کرنے کا بھی حوصلہ نہیں۔ اسی شدتِ احساس میں خدا سے یوں مخاطب ہوتے ہیں۔

بہ پایاں چوں رسد این عالم پیر
شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر
مکن رسوا حضور ﷺ خواجہ مارا
حساب من را چشم او نہاں گیر

”شفاء خانہ حجاز“ میں یہ عاشقِ رسول ﷺ عمرِ خضر کے بجائے سرزمینِ حجاز میں موت کے طلبگار ہے۔

اوروں کو دیں حضور یہ پیغامِ زندگی
میں موت کو ڈھونڈتا ہوں زمینِ حجاز میں

(ماہنامہ نعت لاہور)

گریو نہی رحمت تاویلیں رہیں
مدح ہر الزام میں ہو ہی جائے گا

حل لغات

گر، اگر۔ یونہی، ایسی ہی۔ تاویلیں، بطریقہ اردو تاویل کی جمع بمعنی شرح، حیلہ، بہانا۔ مدح، تعریف۔ الزام، تہمت، گناہ۔

شرح

اگر حضور ﷺ کی رحمت کے بارے میں جو کچھ احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے اس کے اثرات نمایاں ہو جائیں تو جتنے بھی ہمارے گناہ اور الزام ہیں سب مدح اور ثواب بن جائیں گے۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فاولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات (پارہ ۱۹، رکوع ۲)

تو ایسوں کی بُرائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

احادیث مبارکہ

(۱) مروی ہے کہ حشر میں ایک شخص آئے گا اور اس کے سامنے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کی فہرست پیش کی جائے گی تو ڈرے گا کہ کہیں میرے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دیئے جائیں ورنہ میں اہل نار سے ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا جائے عرض کرے گا اے اللہ اس میں سب گناہ نہیں ہیں جو میں نے کئے ہیں۔ یہ راوی کہتا ہے کہ

فلقد رايت رسول الله ﷺ ضحك حتى بدت نواجذه (مسلم شریف باب اثبات الشفاعة)

میں نے دیکھا حضور ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

(۲) حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں مجھے یقیناً معلوم ہے کہ سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہو گا وہ کون ہے وہ ایک ایسا شخص ہو گا جو لوہوں کے بل گھسٹتا ہوا جہنم سے نکلے گا اسے اللہ تعالیٰ فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا جب وہ جنت میں داخل ہو گا تو جنت پُر ہو چکی ہو گی واپس ہو کر اللہ تعالیٰ کو عرض کریگا کہ جنت تو بھر چکی ہے اس طرح تین بار آئے گا جائے گا آخر میں عرض کرے گا اے اللہ تعالیٰ تو مالک ہو کر میرے ساتھ ہنسی مذاق کرتا ہے (اپنی شان کے لائق)

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے اس موقع پر حضور ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارک

ظاہر ہو گئیں۔ (الحديث، مسلم شریف)

فائدہ

جب کریم کرم نوازی کرتا ہے تو گداؤں کو ایسی جرأت و بیباکی ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کو بخش دینے میں ہی خوشی ہوتی ہے اس کے علاوہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی علمی وسعت بھی ملحوظ خاطر رہے کہ آپ کو ابھی سے علم ہے کہ کون دوزخ سے آخر میں نکالا جائے گا اور کون آخر میں بہشت میں داخل ہو گا۔

نوٹ

اس قسم کی متعدد اور عجیب و غریب روایات مسلم شریف باب اثبات الشفاعة میں مروی ہیں۔

بادہ خواری کا سماں بندھنے تو دو
شیخ درد آشام ہو ہی جائے گا

حل لغات

بادہ، شراب۔ خواری، پینا، نوش کرنا۔ سماں، بندھنے تو دو، رنگ جمنے تو دو، محبت خدا اور رسول کارنگ جمنے تو دو، محفل شباب پر آنے دو۔ شیخ، صوفی پیر۔ درد، تلچھٹ۔ آشام، پینے والا۔

شرح

محبت خدا اور رسول کارنگ جمنے تو دو وہ لوگ جو زاہد خشک ہیں اور عشق رسول کی شراب محبت رسول تلچھٹ کا مزہ آنے لگے گا۔

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شعر میں عشق رسول ﷺ سے محروم اور سرشار ہونے والوں کے درمیان رابطہ قائم کرنے کا طریقہ بتایا وہ یہی ہے کہ عشق رسول ﷺ کا خوب چرچا کرو اور اس میں ایسی استقامت دکھاؤ کہ محروم لوگ خود بخود تمہارے حامی ہو جائیں تجربہ شاہد ہے کہ عشق رسول ﷺ کا چرچہ جذبہ پر خلوص سے ہو تو منکر بھی اس سے سرشار ہو سکتا ہے۔

علامہ ابن الجوزی اور امام نہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختلف علاقوں کے واقعات میلا دیکھے ہیں۔ منجملہ ان میں سے ایک واقعہ ملاحظہ ہو

میلا د مبارک کی برکت

بغداد میں ایک شخص تھا جو ہر سال میلاد النبی ﷺ کی محفل کرتا تھا اور اس کے پڑوس میں ایک یہودی عورت نہایت بد اور معصہ رہتی تھی اس نے تعجب سے اپنے شوہر سے کہا کہ ہمارے پڑوسی مسلمان کو کیا ہو گیا ہے جو وہ ہمیشہ اس مہینہ (ربیع الاول) میں بہت بڑی دولت اور اپنا مال و زر فقیروں اور مسکینوں پر خرچ کرتا ہے اور قسم قسم کے کھانے تیار کر کے کھلاتا ہے۔ اس کے شوہر نے عورت کو کہا کہ غالباً یہ مسلمان گمان رکھتا ہے کہ اس کے نبی ﷺ اسی مہینہ میں پیدا ہوئے ہیں تو یہ ان کی خوشی میں یہ سب کچھ کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس کے نبی ﷺ اس سے سرور اور خوش ہوتے ہیں لیکن یہودی عورت نے اس کا انکار کر دیا جب یہودی عورت پر رات آئی اور وہ سو گئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ اچانک بہت ہی نورانی شخص تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ ان کے صحابہ کی بہت بڑی جماعت ہے۔ اس نے دیکھ کر تعجب کیا اور ان کے کسی صحابی سے پوچھا یہ کون شخص ہیں جنہیں میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ باعزت و بزرگ دیکھ رہی ہوں۔ انہوں نے فرمایا یہ محمد

رسول اللہ ﷺ ہیں تو اس نے کہا کیا یہ مجھ سے بات کریں گے اگر میں ان سے کچھ کہوں تو؟ صحابہ نے فرمایا ہاں! تو اس نے حضور کی طرف بڑھنے کا قصد کیا اور سامنے آ کر سلام عرض کر کے کہا یا رسول اللہ ﷺ! حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ کی بندی لبیک میں (موجود ہوں) اس پر یہودی عورت رونے لگی آپ ﷺ مجھے کیوں جواب دیتے ہیں اور کیوں لبیک فرماتے ہیں حالانکہ میں آپ کے دین پر نہیں ہوں اس پر حضور نے فرمایا میں نے تجھے جیسی جواب دیا ہے جبکہ میں نے جان لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت فرمانے والا ہے پھر اس عورت نے عرض کیا کہ اپنا دست مبارک دراز فرمائیے اب میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ آپ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ اپنے اس خواب سے از سرور و خوش تھی کہ اس نے سیدنا حضور ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور چونکہ اس نے خواب ہی میں عہد کر لیا تھا کہ میں نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ پر اپنا تمام مال و زر صدقہ کر دوں گا اور آپ کی محفل میلاد منعقد کروں گی پھر جب اس نے صبح کی اور اپنے عہد کو پورا کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر بھی نہایت ہشاش بشاش ہے اور اپنا تمام مال و زر قربان کرنے پر آمادہ ہے۔ اس وقت اس نے اپنے شوہر سے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہیں ایک نیک ارادے میں راغب دیکھ رہی ہوں یہ کس کے لئے ہے اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ تصدق اس ذات کے لئے ہے جس کے دست مبارک پر تم آج رات اسلام لا چکی ہو۔ اس عورت نے کہا کہ اللہ تم پر رحم کرے تمہیں کسی نے اس میری باطنی حالت پر مطلع کر دیا اس نے کہا کہ اس ذات کریم نے جس کے دستِ اقدس پر تمہارے بعد میں اسلام لایا اس عورت نے کہا کہ اللہ ہی سزاوارحمد ہے جس نے ہم دونوں کو شرک و گمراہی سے نجات دے کر دونوں کو امت محمدیہ ﷺ میں گردانا۔

غم! تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں

جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا

شرح

اے غم عشقِ نبی ﷺ تو بھول کر ان سے اس طرح وابستہ ہو گیا ہے کہ جیسے اسی سبب سے اپنے سارے مقاصد پورے ہو جائیں گے یعنی عشقِ رسول ﷺ ایک ایسی دولت ہے کہ عملاً داخل ہونے والے کی تو بڑی شان ہے اس میں بھول کر یا کسی طمع و لالچ کی وجہ سے شامل ہو گیا تو بھی بہرہ ور ہوگا کیونکہ جب آپ ﷺ کی امت کے نیک لوگوں کی محفل کی یہ شان ہے اس میں آنے والا محروم نہیں جاتا آپ ﷺ تو جملہ محبوبوں کے محبوب ہیں۔

مٹ کے گر یو نہی رہا قرضِ حیات

جان کا نیلام ہو ہی جائے گا

حل لغات

مٹ، فنا ہو جا۔ کہ، بامعنی کیونکہ۔ نیلام، بولی دے کر بیچنا۔

شرح

عشق میں مٹ کر بھی اگر نامر سکے تو پھر جان کو نیلام کرنا ہی پڑے گا یعنی آخر فرشتہ اجل جان ہی لے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اینما تکنونوا یدر ککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ۔ (پارہ ۵)

اس لئے عشق رسول ﷺ میں موت نصیب ہو تو پھر وہی موت تحفہ نعمت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

من عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ تحفة المؤمن الموت .

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

مومن کا سب سے بڑا تحفہ موت ہے۔

فائدہ

موت ایک پل ہے کہ جس سے گزر کر آدمی اپنے محبوب حقیقی تک پہنچتا ہے۔ ظاہر ہے محبوب حقیقی تک پہنچنا غمی کی بات نہیں انتہائی خوشی کی چیز ہوتی ہے۔

عاقلو! ان کی نظر سیدھی رہے

بورووں کا کام ہو ہی جائے گا

حل لغات

نظر سیدھی رہے، مہربانی رہے۔ بورووں، ہندی لفظ ہے بورا کی جمع ہے اور یہ بورا کا مخفف یعنی باولا بامعنی کم فہم۔

شرح

اے عقل مندوں تم اپنے علم و عقل پر نازاں ہو اور ہمیں کم علم اور حقیر سمجھتے ہو لیکن یاد رکھو ہم تو ان کی نظر عنایت کے منتظر ہیں۔ اگر ان کی ایک نگاہ ہو گئی..... تو ہمارا بیڑا پار ہو جائے گا.... اور تم اسی طرح اپنے غرور تکبر سے پڑے مار کھاتے رہو گے اور تمہارا تمام غرور و ناز خاک میں مل جائے گا۔

وراثت

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالاتِ زندگی دیکھ کر کفارِ تحقیر ان آپس میں کہتے کہ نبی پاک ﷺ کے تابعداروں کو دیکھو نہ تن کا کپڑا نہ پیٹ بھر کا کھانا اور یہ سطحی عقل والے ہیں اور ہم مالدار اور دانشور وغیرہ۔

کچھ آج بھی یہی کیفیت اہل سنت اور ان کے مخالفینِ بد مذہب کی ہے کہ وہ اپنے امور اور علوم و فنون اور تنظیم اور دنیا میں پھیل جانے پہ نازاں ہیں اور سنی عوام بلکہ خواص علماء و مشائخ پر طعن و تشنیع کہ یہ نکلے بے کار اور ندان کے پاس علم و عمل اور نہ نظم و نسق ہے..... ان کا اپنا متکبرانہ گھمنڈ۔ ورنہ الحمد للہ اہل سنت میں سب کچھ ہے اور وراثت بے پایاں اور دائمی کے ہر بد مذہب مٹ کر رہ گیا لیکن اہل سنت صحابہ کرام کی وراثت سنبھالے ہوئے ہیں اور تاقیامت تابندہ و درخشندہ رہیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اب تو لائی ہے شفاعتِ عفو پر
بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

شرح

اب تو ان کی شفاعت گناہگاروں کی معافی کی بشارت لے کر آگئی ہے اور جب معافی بڑھے گی تو تمام امت کے لئے عام ہو جائے گی اس سے ہم جیسوں کو بھی حصہ نصیب ہوگا۔ اس لئے کہ ہم گناہگاروں کی بخشش کی دعا کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے

وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْكَ وَاللَّيْمُونِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اے حبیبی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشاؤ۔

فائدہ

اس آیت میں خود رب رحیم و کریم ہم گناہگاروں کی شفاعت کے لئے پانے محبوب کو حکم دے رہا ہے۔

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا.

قریب ہے تیرا رب تجھے مقامِ محمود میں بھیجے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضور شفیق المذنبین ﷺ سے کسی نے دریافت کیا مقامِ محمود کیا چیز ہے فرمایا ”**ہ** الشَّفَاعَةُ“ شفاعت ہے۔ ادھر نبی پاک ﷺ بھی قیامت میں شفاعت ہی کریں گے صرف شفاعت ہی سے آپ کو کام ہوگا۔

احادیث مبارکہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے تین سوال عطا فرمائے۔ میں نے تو دوبار دنیا میں عرض کر لی

اللهم اغفر لامتی، اللهم اغفر لامتی

الہی میری امت کی مغفرت فرما، الہی میری امت کی مغفرت فرما۔

واخرت الثالثة قیوم یرغب الی فیہ الخلق حتی ابراہیم۔

اور تیسری عرض اس دن کے لئے اٹھا رکھی جس میں تمام مخلوق الہی میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ۔
امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے حضور ﷺ نے شبِ اسریٰ اپنے رب سے عرض کی تو نے انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ فضائل بخشے۔ رب عزوجل نے فرمایا

اعطیتک خیر من فلک کللی قولہ خبت شفاعک ولم اعطها النبی غیرک۔

میں نے تجھے عطاء فرمایا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تیرے لئے شفاعت چھپا رکھی ہے اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔ (رواہ ابن ابی شیبہ و ترمذی) بافادہ تحسین و تصحیح اور ابن ماجہ سے راوی۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں

وانکان یوم القیمة کنت امام النبیین و خطیبہم و صاحب شفاعتہم غیر فخر۔

اور جب قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور ان کا خطیب اور ان کا شفیع (شفاعت کرنے والا) ہوں گا یہ فخر سے نہیں فرماتا۔

اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے

دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

شرح

اے رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے دل کو مدینہ پاک کی آرزو ہے تو اس کا بھی ایک وقت مقرر ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سے دل کو آرام نصیب ہو ہی جائے گا۔

مدینے میں چین و قرار

مدینہ پاک کے ہجر و فراق کی بے چینی بے قراری پر فقیر اویسی غفرلہ نے اسی نعت پاک کی شرح میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اب مدینہ پاک میں پہنچنے پر قرار و سکون کا ملاحظہ ہو

قرآن

الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها. (سورة نساء ۹۷)

کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔

فائدہ

مفسرین کرام نے فرمایا آیت میں ”ارض اللہ“ مدینہ پاک مراد ہے ویسے تو ساری زمین اللہ تعالیٰ کی ہی تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری زمین وہ ہے جہاں میرا محبوب (ﷺ) ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ اپنی زمین کہے وہ بے قراروں کو قرار نہ آئے گا تو اور کہاں آئے گا۔ بیدم وارثی مرحوم نے فرمایا

قدم مصطفیٰ کی برکت سے آسمان بن گئی زمین حجاز

مٹنے والے تھے مٹ گئے تم پر یہی انجام ہے یہی آغاز

والذین تبوءوا الدار والايمان. (پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۹)

اور جنہوں نے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا رکھا ہے۔

فائدہ

مفسرین نے فرمایا کہ آیت میں ایمان سے مدینہ پاک مراد ہے اور فقیر اس کی شرح میں تفصیل سے لکھ چکا ہے۔ مدینہ پاک کا نام منومنہ ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مدینہ سرِ پابرکت والفت اور امن و سکون ہی ہے۔ (خلاصۃ الوفاء)

احادیث مبارکہ

خلاصۃ الوفاء میں حدیث نقل کی ہے کہ اللہ نے مدینہ پاک کا نام دارالامان رکھا اس وجہ سے امان کہنا لائق ہے کہ وہ مرجع امان و سرچشمہ ایمان ہے یہیں سے ایمان ظاہر ہوا اور یہیں پر لوٹے گا جیسا کہ ”ان الایمان لیا رز النبی“ حدیث ہے۔

عشاق کا مدینہ

جہاں محبوب کائنات، سرورِ عالم ﷺ تشریف فرما ہیں عشاقِ رسول ﷺ کے لئے یہ شہر دنیا میں واحد دارالامان اور دارالقرار ہے کیونکہ مدینۃ الرسول ﷺ ہے۔ حضور ﷺ کے نام لیواؤں کو اس شہر دل پذیر سے بڑھ کر کسی جگہ سے دلچسپی ہو ہی نہیں سکتی۔ جو شخص سرکار کے اس شہر سے جتنا عقیدت مند نہ لگاؤ رکھتا ہے وہ سرکار ﷺ سے اس کی ارادت پر دلالت کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر سے لاکھوں عقیدت مند ہر سال مدینہ منورہ میں زیارۃ روضہ مبارک رسول اللہ ﷺ کے لئے

جاتے ہیں اور اپنے دلوں کو منور کرتے ہیں۔

نعت در چار لغات

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

حل لغات

لم یات، نہ آیا۔ نظیرک، تیرا مثل۔ فی نظر، کسی نگاہ میں۔ مثل تو، تیرا مثل، تیرے جیسا۔ نہ شد، نہ ہوا، ظاہر جانا، اے محبوب۔ جگ، دنیا، کائنات۔ راج، سلطنت و اختیار۔ کو، کا۔ تاج، شاہی ٹوپی۔ تورے، تیرے، آپ کے۔ سر، ماتھا۔ سر سو ہے، موزوں، خوبصورت، سچے۔ تجھ کو، آپ کو۔ شہ، دوسرا، دونوں جہاں کا بادشاہ۔ جانا، معلوم کیا، جان لیا، تسلیم کیا۔

شرح

اے نازنین کو نین ﷺ آپ جیسا زمانہ میں کبھی دیکھا نہ گیا کیونکہ اے نبی مختار محبوب کردگار آپ کا مثل کوئی پیدا ہی نہ ہوا۔ کائنات کی حکومت کا تاج آپ ہی کے سر بھلا معلوم ہو رہا ہے اور آپ ہی دراصل شاہی تاج کے قابل ہیں اسی لئے میں نے آپ کو دو جہاں کا بادشاہ تسلیم کر لیا ہے۔

فائدہ

یہ نعت شریف چار زبانوں عربی، فارسی، اردو اور ہندی میں ہے۔ زبان پر ایسی قدرت باعطاء خدا اعلیٰ حضرت کو ہی حاصل ہے کسی شاعر کو ایسا کلام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کا آغاز مسئلہ امتناع النظیر۔

امتناع النظیر

اسی مسئلے میں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے جس کی ترجمانی سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اشعار میں فرمائی ہے

واحسن منك لم ترقط عيني ، واجمل منك لم تلد النساء ، خلقت مبرء من كل عيب ،

کانک قد خلقت کما تشاء .

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا اور آپ سے زیادہ جمیل عورتوں نے کوئی بچہ نہ جنا۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ نے جس طرح چاہا آپ اسی طرح (سراپا کمال) پیدا کئے گئے ہیں۔

البحر علی والموج طغى من بکس و طوفان ہوشربا

منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

حل لغات

البحر، سمندر، دریا۔ علی، بلند ہو گیا، ماضی علو یعنی چڑھ گیا۔ الموج، لہر، امنگ۔ طغى، سرکش ہو گئی۔ من، میں۔ بے کس، بے سہارا، بے یار و مددگار۔ رو، اور۔ طوفان، ہوا یا پانی کا بہاؤ جو سب کچھ اڑایا بہا کر لے جاتا ہے۔ ہوشربا، حواس باختہ کر دینے والی چیز، عقل و تمیز چھین لینے والی چیز۔ منجدھار، دریا کا بیچ بھنور۔ بگڑی ہے ہوا، ہوا خراب ہو گئی ہے، زمانہ نا موافق ہو گیا ہے۔ موری، میری۔ نیا، ناؤ، کشتی۔ لگا جانا، دوسرے کنارے، خیریت سے پہنچنا۔

شرح

کج روی اور لادینی کا سمندر چڑھا ہوا ہے اور ان کی بھری ہوئی موجیں سرکش ہیں اور میں بے یار و مددگار ہوش اُڑا دینے والے طوفان میں گھر گیا ہوا اور اپنی کشتی حیات بھی دریا میں آ پھنسی ہے اور زمانے کی ہوا خراب ہو چکی ہے۔ خدا را میری کشتی حیات کو ساحل پر باخیریت پہنچا دیجئے یعنی اس زمانہ کفر و الحاد کے سمندر سے نکال کر اسلام و اطاعت و عبادت کے ساحل پر اتار دیجئے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہ حبیب خدا ﷺ میں اپنی عاجزی دوسری جگہ فرماتے ہیں

ایک طرف اعدائے دیں ایک طرف حاسدین

بند ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

کا ذکر ہے اسی کی برکت سے امام احمد رضا سے پہلے کی طرح کے بیشمار استغاثہ اور آپ کے اعداء و حاسدین بھی کچھ

معمولی لوگ نہ تھے بعض تو ان میں وہ بھی تھے جن کا انگریز آقا سر پرست تھا جیسا کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح عمری پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ شعر میں استغاثہ کرنے والوں کی نیا پار لگی۔

درود تنجینا

دلائل خیرات شریف کی شرح و حواشی میں متفقہ فیصلہ ہے کہ درود مذکور بھی ایک فریادی کی فریاد پر خود حضور سرور عالم ﷺ نے سیکھایا کہ جس کے پڑھنے سے کشتی یعنی جہاز کنارے لگا۔ حضرت علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مدنی شیخ الدلائل خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاشیہ دلائل مطبوعہ کانپور صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں کہ روضۃ الحجاب و تفسیر روح البیان میں ہے کہ ایک بزرگ جہاز میں سوار ہوئے۔ جاتے جاتے جہاز غرق ہونے لگا دفعۃً اس بزرگ پر غنودگی آئی اور حضور ﷺ نے زیارت سے مشرف فرما کر حکم فرمایا کہ ایک ہزار بار درود تنجینا پڑھیں۔ بزرگ بیدار ہو کر لوگوں کو درود پڑھنے کا فرمایا ابھی سو تک نوبت پہنچی تو جہاز غرق ہونے سے بچ گیا۔

نوٹ

اب بھی اس درود شریف کی وہی تاثیر ہے جو مذکور ہوئی۔ اس قسم کے استغاثوں کے واقعات اسی شرح میں فقیر نے متعدد درج کئے ہیں اور اسی طرح نصیب ہوئی جیسے امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کامیابی ہوئی۔

یا شمس نظرت الی لیلی چون بطیہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھل جھلک میں رچی مری شب ندون ہونا جانا

حل لغات

شمس، سورج، آفتاب عالم تاب۔ نظرت، تو نے دیکھا۔ الی لیلی، میری راتوں کو۔ چوں، جب۔ بطیہ، مدینہ شریف میں۔ رسی، تو پہنچے۔ عرضے، ایک گزارش۔ بکنی، کر دے تو۔ توری، تیری۔ جوت، نور، روشنی۔ جھل جھلک، جگمگ، روشنی کی چمک دمک۔ جگ، دنیا۔ رچی، رونق بخشنا۔ شب، رات، مجازاً محبوب و ہجر فراق دوست۔ ندون ہونا جانا، دن ہونا، نہ جانا مجازاً وصال یار۔

شرح

اے سورج تو نے میرا شب و روز دیکھا ہے میرا دن بھی فراق محبوب میں رات ہی ہے جب گنبد خضراء پر اپنی سنہری کرنیں ڈالنا تو گنبد خضراء کے مکین سے میری یہ ایک عرض کر دینا اے نور مجسم ﷺ آپ ﷺ کے نور مقدس کی چمک دمک

نے کائنات کو منور اور بارونق بنا رکھا ہے لیکن میری رات ابھی تک تاریک ہے یعنی فراق کی وجہ سے شب تاریک ابھی تک وصال سے منور نہ ہو سکی۔

وہی فراق کی راتیں وہی فراق کے دن
ہمارے واسطے دنیا میں انقلاب نہیں

تو اے کریم نبی ﷺ میری شب کو بھی رونق بخشیں یعنی وصال کے نور سے منور فرمائیے اور ہجر کی تاریکی دور کیجئے۔

تمنائے وصال

وہ کون سا عاشقِ مصطفیٰ ﷺ ہے جسے تمنائے وصال نہ ہو۔ عارف جامی قدس سرہ نے جو درد بھرے اشعار کہے وہ دنیا میں مشہور ہیں

نسیما جانب بطحا گذر کن
ز احوال محمد ﷺ را خبر کن

اے نسیم مدینہ پاک کی طرف چلی جا اور میرے محمد ﷺ کو میرے حالات سے آگاہ کر۔

شاعر مشرق کا جسم مدینے سے دور ہاگردل اسی آستانِ ناز کا طواف کرتا رہا۔ ہجر کی تڑپ، محبت کے وفور اور دید کے شوق نے ان سے ایسے ایسے شعر کہلوائے ہیں کہ ذوقِ سلیم ہی نہیں۔ ذوقِ دید بھی مدتوں مسحور لذت رہ سکتے ہیں وہ خیال ہی خیال میں منزلِ دوست کی طرف ہوائے دوست میں اڑے جارہے ہیں، باگِ ڈور عقل در ماندہ کے ہاتھ میں نہیں عشق بے باک کے پاس ہے، پیروی کی شام سر پر ہے اور وہ یوں رواں دواں

بایں پیروی رہ یثرب گز فتم

نواخوان از سرور عاشقانہ

چوان مرغی کہ در صحرا

سرشام کشاید پر بہ فکر آشیانہ

اونٹ کا سفر، تمازتِ آفتاب، سفرِ نمونہ، ستر اور وہ خود ضعیف العمر ایسے میں اپنی اونٹنی سے یوں سرگوشیاں کرتے ہیں

سحر باناقہ گفتم نرم تر رو کہ راکب خستہ و بیمار و پیراست

قدم آہستہ زد چنداں کہ گوئی پائش ریگ ایں صحرا حراست

مادی اور مشینی دور کی اس منافقانہ تک و دو میں کہاں یہ روح کی لرزش، کہاں یہ سفر کی موجیں، کہاں یہ وقت کا

غبار..... اور کہاں وہ قریہ بہار.....

قال زباں کا ہو نہ سکا حال دل میں خالی مرا حرام نہیں لات و منات سے
مولا کرم کہ دلوں اپنے ہیں بے ثبات مولا نوازیے انہیں روح ثبات سے

لک بدر فی العجب الاجمل خط ہالہ مہ زلف ابراجل
تورے چندن چندر پروکنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

حل لغات

لک، تیرے لئے۔ بدر، چودھویں رات کا چاند۔ فی، میں۔ العجب الاجمل، خوبصورت چہرہ، یعنی آپ ﷺ کا خوبصورت چہرہ۔ خط، بتوسط عربی داڑھی۔ ہالہ، بتوسط عربی چاند کے گرد کا حلقہ۔ مہ، ماہ کا مخفف چاند۔ زلف، رات کا پہلا حصہ، مجازاً لمبے لمبے بالوں کو بھی زلف کہتے ہیں۔ ابر، بادل۔ اجل، تقدیر۔ تورے، تیرے۔ چندن، صندل کی خوشبودار لکڑی، مجازاً چہرہ معطر۔ چندر، چاند۔ کنڈل، دائرہ، چاند کا حلقہ۔ بھرن، زوردار بارش۔

شرح

خوبصورتی میں آپ ﷺ کا حسین و جمیل چہرہ معطر گویا چودھویں رات کا چاند ہے اور آپ کی معنیر زلفیں کائنات کی تقدیروں کے برسنے والے بادل ہیں اور آپ کی پیشانی مقدس اس چاند کی طرح ہے جس کے گرد خوبصورت ساریش مبارک کا دائرہ بنا ہوا ہے تو اے رحمت عالم، نور مجسم ﷺ اپنی رحمتوں کی بارش پیہم سے ہمیں بھی نوازیئے۔

فائدہ

لوگوں کا خیال ہے کہ جب چاند ہالہ پڑتا ہے تو خوب بارش ہوتی ہے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ آپ کے چمکدار چہرے کے ارد گرد ریش مبارک اور زلف معنیر سے ہالہ کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے لہذا اپنی رحمتوں کی بارش کیجئے۔

عطائے رسول ﷺ آخرت میں

احادیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اطمع اكون اعظم الانبياء اجرا يوم القيامة.

مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن مجھے تمام انبیاء سے زیادہ ثواب ملے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اما ترضون ان يكون ابراهيم وعيسى فيكم يوم القيامة ثم قال انهما في امتي يوم القيامة اما ابراهيم

فيقول انت دعوتى ونريتى فاجعلنى من امتك (الشفاء شريف، جلد ۱، صفحہ ۲۱)

کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ حضرت ابراہیم اور عیسیٰ علیہما السلام قیامت کے دن تم میں سے ہوں پھر فرمایا وہ دونوں قیامت کے دن میرے امتی ہونگے حضرت ابراہیم علیہ السلام تو کہیں گے اے محمد ﷺ تو میری دعا ہے اور میری اولاد ہے مجھے اپنی امتی بنالے۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کا دن ہوگا تو

يرغب الى الخلق كلهم حتى ابراهيم. (مسلم شریف صفحہ ۲۷۳)

تمام مخلوق میری طرف رجوع کرے گی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا تو جب رب کریم فیصلے فرمادے گا تو مومن کہیں گے اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان بے شک فیصلہ تو فرمادیا۔ اب دربار خداوندی میں ہماری سفارش کون کریگا۔ بعض ان میں سے کہیں گے کہ آدم علیہ السلام کی طرف چلو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے بقدرت سے فرمایا اور اس سے ہم کلام بھی ہوا پس حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے ہمارے درمیان ہمارے رب نے فیصلہ فرمادیا اور فیصلہ سے فارغ ہو گئے اب آپ ہماری سفارش فرمائیں۔ وہ فرمائیں گے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر مومن حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے۔ حضرت ابراہیم ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے اور وہ ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو کہیں گے جب تمام لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں تمہیں نبی امی عربی ﷺ کے پاس بھیجتا ہوں۔ چنانچہ سب مومن میرے پاس آئیں گے تو اللہ تعالیٰ مجھے اجازت دیگا کہ میں دربار خداوندی میں کھڑا ہو جاؤں۔ میری مجلس خوشبو سے بے حد معطر ہو جائے گی یہاں تک میں رب کریم کے دربار میں آؤں گا۔ پھر میں سفارش کروں گا۔

يجعل لى نور من شعر راسى الى ظفر قدمى.

اور مجھے سر کے بالوں سے لے کر قدموں کے ناخنوں تک نور بنا دیا جائے گا۔

پھر کفار کہیں گے مومنوں نے تو اپنا سفارشی پالیا اب ہماری سفارش کون کریگا سوائے ابلیس کے اور کوئی نہیں وہی ہے وہ اس کے پاس آ کر کہیں گے مومنوں نے اپنا سفارشی پالیا اب تو ہماری سفارش کو تو نے ہی ہمیں گمراہ کیا ہے۔ ابلیس کھڑا ہوگا اس کی مجلس نہایت بدبودار ہوگی پھر ابلیس اونچا کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا اور شیطان کہے گا کہ فیصلہ ہو چکا

ان الله وعدكم وعد الحق وعدتكم فاخلفتكم . (تفسیر مظہری صفحہ ۱۲۶۲، جواہر البحار صفحہ ۳۱۸)

بیشک اللہ تعالیٰ نے سچا وعدہ کیا اور اس کو پورا کر دیا اور میں نے وعدہ کیا تو خلاف کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن جو حضور ﷺ کی نورانیت اور بشریت کو دونوں کو مانتے تھے ان کو قیامت کے دن بھی حضور ﷺ کی نورانیت کے جلوے نظر آئیں گے ان کو حضور کی مجلس نصیب ہوگی وہ ایسی خوشبو محسوس کریں گے کہ آج تک انہوں نے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھی ہوگی۔

**انا فی عطش و سخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابرکرم
برسن ہار رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا**

حل لغات

انا، میں۔ عطش، پیاس، تشنگی۔ سخاک، آپ کی سخاوت و بخشش۔ اتم، ہر طرح کامل۔ اے گیسوئے پاک، اے پاک
.....! ابرکرم، اے بخششوں کے بادلوں۔ برسن ہارے، برسنے والے۔ رم جھم رم جھم، ہلکی ہلکی بارش۔ دو بوند، قطرے۔
ادھر، میری طرف۔ گرا جانا، ڈالتے جانا۔

شرح

سرکار کے گیسوئے مبارک کو سیاہ برسنے والے بادل تصور کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گیسوؤں کی
دہائی دے کر فرماتے ہیں میں پیاسا ہوں اور اے دو عالم کے نبی ﷺ آپ کی بخشش کامل و اکمال ہے اے مقدس گیسوؤں!
اور اے کرم کے بادلوں! کائنات کی سرزمین پر تمہاری مسلسل مفید بارش ہو رہی ہے۔ خدا راحمتوں کے دو چار قطرے ہماری
طرف بھی برسات دیجئے ہمارے لئے وہی کافی ہونگے۔ چنانچہ اس مضمون کو ایک نعت میں یوں اور فرمایا ہے

**تیرے صدقہ مجھے ایک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا
بحر ساحل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجہ میرا چھٹنا تیرا**

حوضِ کوثر

حشر کے میدان کی پیاس صرف اور صرف حوضِ کوثر کے میٹھے پانی سے ہی بجھ سکے گی اور حوضِ کوثر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک ﷺ کو عطا فرمادیا وہ جسے چاہیں عطا فرمائیں۔

قرآن مجید

انا اعطیناک الکوثر

ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔

احادیث

(۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں جنت کی سیر کر رہا تھا (معراج کی رات) کہ میرا گزرا ایک نہر سے ہوا جس کے دونوں طرف خالی موتیوں کے دو گنبد تھے میں نے پوچھا جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا

هذا الکوثر الذی اعطاک ربک فاذا طنہ مسک ازفر۔

یہ وہ کوثر ہے جو آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کو عطا کیا ہے میں نے دیکھا کہ اس کی مٹی نہایت تیز خوشبودار تھی۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الحوض)

(۲) حضور ﷺ نے فرمایا

انه نہر فی الجنة وعدنیہ ربی فیہ خیر کثیرا حلّی من العسل و ابيض من اللبن و ابر لمن الثلج والین من الذبد حافظاہ من الذبر جدہ و اونیہ من فضة لا یظما من شرب منه۔

وہ ایک نہر ہے جنت میں جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا اس میں بہت بھلائی ہے۔ وہ شہد سے زیادہ شیریں دودھ سے زیادہ سفید برف سے زیادہ ٹھنڈی مکھن سے زیادہ نرم اس کے کنارے زبرجد کے برتن اس کے چاندی کے جو اس کا پانی پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ ۵۰۲)

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی حوض سے ایک دو بوند کی تمنا فرمائی یا اللہ ہمارے ان اماموں کے طفیل ہمیں بھی اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے ابر کرم سے اپنی شان کے لائق نواز دے..... آمین۔

یا قافلتی زیدی اجلک رجم بر حسرت تشنہ لبک

مورا جیر الرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

حل لغات

یا قافلتی، اے میرے قافلے والوں۔ زید، امر حاضر از زیادہ بامعنی بڑھا دے۔ اجل، اپنی مدت قیام۔ رحمے، کچھ رحم و کرم ہو۔ برحسرت تشنہ لبک، ننھے سے آرزو مند لب کی حسرت پر، لبک پر کاف تصغیر کا ہے۔ مورا اجیرا، جی، طبیعت۔ لر جے، تڑپ رہا ہے۔ درک درک، لرز لرز کر۔ طیبہ، مدینہ منورہ کا ایک نام مبارک۔

شرح

اے قافلے والوں! جب تم مدینہ آگئے ہو تو یہاں کے قیام میں اضافہ کر دو اس لئے کہ روضہ اقدس کے دیدار کی پیاس ابھی ویسی ہی باقی ہے میرا جگر مسلسل کانپ رہا ہے لہذا ابھی سفر کی خبر نہ سنانا۔ زائرین مدینہ پاک کو معلوم ہے کہ یہاں حاضری کے بعد کہیں جانے کا جی نہیں چاہتا اور یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے ہاں منافق کا معاملہ اس کے برعکس ہے پہلے تو وہ جاتا نہیں اگر کسی وجہ سے پہنچ بھی جائے تو اسے بے سکونی اور بے قراری چھا جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا

لا یجاورونک فیہا الا قلیلا ملعونین (پارہ ۲۲، سورہ احزاب)

پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ ٹھہریں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے۔ یہی کیفیت آج بھی بعض اسلام کے دعویداروں کی ہے کہ خود تو مدینہ پاک کے فیوض و برکات سے محروم ہیں البتہ دوسروں کو بھی محروم کرنے کے درپے رہتے ہیں۔

فائدہ

اس شعر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ اپنی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ قافلہ وہاں سے رخصت ہو چکا ہے ہم رہ گئے ہیں لیکن اب یہاں دل کی کیفیت عجیب ہے۔ روضہ اقدس کی سرزمین سبز گنبد کا سہانا سماں وہ رات کی بھرن یا د آرہی ہے بلکہ ستار ہی ہے تو عرض کرتے ہیں ہائے افسوس! مدینہ شریف میں جو زمانہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں گزرا بس وہ چند گھڑیاں ہی تو تھیں جو گزر گئیں اب ہند میں آپہنچے ہیں وہ نظارہ یاد آتا ہے وہ گزری ہوئی باتیں جو روضہ رسول میں تھیں اب تو ایک قرطاس (نامہ اعمال) کی شکل میرے سامنے عیاں ہے۔ آہ! آہ! وہ مدینہ شریف کا سفر باندھنا وہ کیسا عجیب منظر تھا۔ بارگاہ خداوندی میں اب یہی دعا ہے

یہی عرض ہے خالق ارض و سماء
وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ تیرا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ

کہ ہے غلہ کو جس کی صفا کی قسم

حکایت

روض الریاحین میں لکھا ہے کہ ایک زائر مدینہ ہر سال مدینہ پاک کی حاضری دیتا ایک سال نہ جاسکا تو بے قراری سے ٹڈھال ہو گیا۔ ایک رات خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ نے فرمایا تم اس سال نہیں آسکے کیوں؟

فائدہ

حقیقی بے قراری عاشق کو ستاتی ہے تو محبوب بھی اس سے خالی نہیں ہوتا اسی لئے عاشق کو ستاتی ہے تو محبوب بھی اس سے خالی نہیں ہوتا اسی لئے عاشق زار کو نوید باد کہ وہ اپنے اس مشغلہ کو بڑھائیں پھر دیکھئے کہ محبوب کریم ﷺ کیسے الطاف کریمانہ سے نوازتے ہیں۔

واہا لسویعات ذہبت آن عہد حضور بارگہت

جب یاد آوت موہے کرنا پرت درد اوہ مدینہ کا جانا

حل لغات

واہا خوب لسویعات، سعادت کی تصغیر ساعتیں۔ ذہبت، چلی گئیں۔ عہد، زمانہ۔ حضور، حاضر ہونا۔ بارگہت، تیرا دربار۔ یاد آوت، یاد آتا ہے۔ موہے، مجھے۔ کر، چین اور کل۔ نہ پرت، نہ پڑے۔ درد، اے درد۔

شرح

کیا خوب تھیں وہ چند گھڑیاں جو گذر گئیں جبکہ ہم حضور ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر تھے جب وہ وقت یاد آتا ہے تو میرے دل کو چین نہیں آتا مدینہ کا جانا یاد آنا کتنا دردناک ہے۔

یہ کیفیت بھی صرف عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کو نصیب ہے کہ پہلے تو مدینہ پاک کی جدائی موت کے کڑوے گھونٹ سے کم نہیں ہوتی لیکن نا چارگی سے وطن پہنچنے کے بعد ادا سی چھا جاتی ہے جی چاہتا ہے کہ پرل جائیں تو آنکھیں جھپکنے سے پہلے وار مدینہ پاک ہو جائیں۔ چند عشاق کی عاشقانہ نظمیں پڑھتے ہیں

حضرت مذاق جبل پوری مرحوم آپ نے عمر بھر صرف نعت ہی میں طبع آزمائی فرمائی۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک دو دن کی جدائی ہو تو یوں عمر بھر
تم مدینے میں رہو میں ہند میں کیونکر بنے

خدا سے تمہیں کو مانگتا ہوں دونوں عالم میں
تمنا تم عرض تم آرزو تم مدعا تم ہو
حضرت مولانا کفایت علی کافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

چل مدینہ طیبہ کو چھوڑ کر شہر و وطن
اس مراد آباد سے کافی کہاں کا ارتباط
دکھادے بلدہ طیب دکھادے روضۂ اقدس
دکھادے گنبد خضریٰ کہ تسکین دل و جاں ہو
دکھادے وہ بھی دن یارب کہ حاضر ہو سکے کافی
جناب مصطفیٰ کے آستانہ پر غزل خواں ہو

کافی یہ تمنائے دلی ہے کہ دم مرگ
گر آہ جو کھینچوں تو کہوں ہائے مدینہ

القب شج والہم شجون دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی پت میں کا سے کہوں میرا کون ہے تیرے سوا جانا

حل لغات

القلب، دل۔ شج، زخمی۔ والہم، اور غم۔ شجون، گتھیاں۔ زار، عاجز، ضعیف۔ چناں، ایسا۔ جان زیر، دبی ہوئی۔
چنوں، ایسا۔ پت، پتی کا مخفف بمعنی محبوب و شوہر۔ پت، دکھاؤ۔ کا سے، کسی سے جانا۔ پچانا ہوا، محبوب۔

شرح

میرا دل ڈانوا ڈول ہو رہا ہے اور میں مختلف غم و آلام کی گتھیوں سے دوچار ہوں اور میرا دل بہت خستہ و کمزور ہو چکا

ہے اور میری جان بے انتہا زیر بار ہے۔ اے محبوب میں اپنی مصیبت کس سے کہوں آخر میرا آپ کے سوا اور کون ہے۔

امام بوصیری اور امام احمد رضا خان رحمہما اللہ تعالیٰ

اسی شعر کے مصرعہ ثانی میں امام احمد رضا نے امام بوصیری رحمہما اللہ علیہ کا سا اظہار فرمایا۔ قصیدہ بردہ شریف میں ہے

یا کرم الخلق مالى من الودبه

سواک عند حلول الحوادث العمم

اے تمام مخلوق سے بزرگ ترمیرا کوئی ایسا آقا نہیں سوائے تیرے جس سے پناہ چاہوں حادثہ عام کے نازل ہونے پر۔

قصائد عربیہ مشتملہ بر استغاثہ

نہ صرف امام احمد رضا بریلوی و امام امام محمد بوصیری رحمہما اللہ علیہ بارگاہ حبیب ﷺ کے فریادی ہیں اللہ تعالیٰ کا ہر محبوب بندہ یونہی استغاثہ کرتا ہے۔ عربی، فارسی، اردو بلکہ ہر زبان میں اربوں کھربوں بلکہ بے شمار قصائد ہر دور میں لکھے گئے۔

قصیدہ ۱۵

امام عمر بن الوردی یوں عرض کرتے ہیں

یارب بالہادی البشر محمد وبديۃ العالی علی الادیان ثبت علی الاسلام قلبی و اهدنی للحق

وانصرنی علی الشیطان . (الغلات الوفیہ)

اے میرے پروردگار ہادی بشر محمد ﷺ کے طفیل اور حضور کے دین کی برکت سے جو سب دینوں پر غالب ہے میرے دل کو اسلام پر ثابت رکھا اور حق کی طرف میری رہنمائی کر اور مجھے شیطان پر غلبہ دے۔

قصیدہ ۲۵

مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ ہمزئیہ میں اس طرح استغاثہ فرماتے ہیں

رسول اللہ یا خیر البرایا نوالک ابتغی یوم القضاء اذا ما حل خطب مدلہم فانت الحصن من کل البلاء

الیک توجہی وبک استنادی رفیک مطامعی وبک ارتجائی.

اے اللہ کے رسول اے تمام خلق سے بہتر قیامت کے دن میں آپ کی عطا و بخشش چاہتا ہوں جب کوئی سخت مصیبت پیش آوے تو حضور ہی ہر بلا کے بچاؤ کے لئے قلعہ ہیں حضور ہی کی طرف میری توجہ ہے اور حضور ہی میرا سہارا ہیں اور حضور ہی سے بھلائی کی طمع اور حضور ہی سے امید ہے۔

قصیدہ ۳

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ تعالیٰ علیہ کے قصیدہ اطیب الغم کی تضمین میں یوں فرماتے ہیں

مدار وجود الكون فى كل لحظة ومفتاح باب الجود فى كل عسرة ومتمسك المحلوف فى كل شدة ومعصم المكروب فى كل غمرة ومنتج الغفران من كل تائب اليك قد العين حين ضراعة.

آپ ہر لحظہ وجودِ عالم کے دار و مدار ہیں اور ہر مشکل میں سخاوت کی دروازے کی کنجی ہیں اور ہر شدت میں پریشان بے قرار کی پناہ ہیں اور ہر مصیبت میں آفت رسیدہ کا سہارا ہیں اور ہر ایک توبہ کرنے والے کے لئے بخشش کا وسیلہ ہیں خشوع و خضوع کے وقت آپ ہی کی طرف آنکھ اٹھتی ہے۔

الروح فداک فزد حرقا یک شعلہ دگر برزن عشقا
موراتن من دهن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا دینا

حل لغات

الروح، روح، جان۔ فداک، آپ پر نچھاور ہو، قربان ہو۔ فزد، زیادہ کر۔ حرقا، آگ، سورشِ عشق۔ یک شعلہ گرد، آگ کی ایک مزید لپٹ۔ برزن عشقا، اے عشق۔ مورا، میرا۔ تن من دهن، بدن، طبیعت، مال و دولت۔ پھونک دیا گیا، آگ بھڑکا دی۔ پیارے، اے محبوب۔ جلا جانا، بھسم کر دینا، رکھ کر دینا۔

شرح

میری روح آپ پر نچھاور ہو جائے میری سوزشِ محبت اور تیز کر دیجئے اور اے عشقِ نبی ﷺ آتشِ عشق کی ایک مزید لپٹ پہنچا دے۔ میرے جسم و طبیعت اور مالِ متاع میں عشقِ رسول کی آگ بھڑک اٹھی ہے اے محبوب صرف میری یہ اک ناقص جان رہ گئی ہے اسے بھی بھسم کر دینا تاکہ زندگی کی جاوید نصیب ہو جائے۔ عربی مقولہ مشہور ہے

العشق نار يحرق ماسوئۃ الله

لیکن اس کی لذت وہ جانے جسے یہ دولت نصیب ہے۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا

ہرکرا جامہ ز عشقے چاک شد
اوز حرص وعیب کلی پاک شد
شادباش اے عشق خوش سودائے ما

اے طیبِ جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموسِ ما
اے تو افلاطون و جالینوسِ ما

جس کا جامہ عشق سے چاک ہوا وہ حرص و عیب سے مکمل طور پر پاک ہو گیا۔ خوش باش اے عشق ہماری خوش سودا۔ تو ہماری تمام بیماریوں کا طیب ہے۔ اے کہ تو ہماری نخوت و ناموس کا علاج ہے ہمارا افلاطون اور جالینوس تو ہی ہے۔

قاعدہ

عاشقِ زار جب عشق کی درد بھری داستان اپنے محبوب کو سنانا ہے اور محبوب اس کی طرف التفات نہیں فرماتا تو پھر اس کے صبر کا جام لبریز ہو جاتا ہے پھر وہ وہی کہہ ڈالتا ہے جو امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے فرمایا اے اللہ کے رسول میں ہی نہیں میرے والدین بھی آپ پر قربان ہوں۔ میرے سوز و عشق کو اور زیادہ کر دیجئے عشق کا چھوٹا سا تو کوچہ ہے اس سے گزرنا محال ہے آتشِ عشق کے شعلے برس رہے ہیں۔

عشق و مستی جذب و شوق کے شعلے برس رہے ہیں ایک شعلہ عشق و مستی جذب و مستی ادھر بھی گرا دیجئے۔ آپ کے عشق نے میرا بدن جلا دیا ہے دل سوختہ ہو کر مانند کباب ہو گیا ہے دولت آپ کے عشق پر قربان کر دی ہے یا رسول اللہ! ایک جان ہی تو باقی ہے یہ بھی تو آپ ہی کی امانت ہے۔ کسی پنجابی شاعر نے اس کی یوں ترجمانی کی ہے

ساقی اک جام دے مینوں پی کے رہے نہ میری ہستی وی کوئی بو باقی
میں رہاں نہ میرے اندر رہے ہو کوئی آرزو باقی ایسا مٹاں رے
نشان وہ نہ بس رہ جاویں تو ہی تو باقی

اے ساقی مجھے ایک پیالہ عطا کرو ایسا کہ میں جب پی لوں تو پھر میری ہستی یوں مٹ جائے کہ اس کی بوتل باقی نہ ہو پھر میں رہوں نہ ہی میرے اندر کوئی آرزو رہے۔ خلاصہ یہ کہ میں بالکل مٹ جاؤ پھر صرف تو ہی تو باقی رہے۔

نکتہ

دوسرے عشاق سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا طریقہ نرالا ہے عشاق کا بے صبری سے ہوش قائم نہیں رہتا یا پھر موت کی آرزو کرتے ہیں لیکن امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محبوب سے یوں عرض کرتے ہیں کہ میں رہوں یا رہوں تو رہے زندہ ہدام۔

بس خامہ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا

ارشادِ احباءِ ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

حل لغات

بس، بامعنی فقط۔ خامہ، قلم۔ خام، کچھ پختہ کی ضد، خامہ خام، کچا قلم یعنی لکھنے میں ناتجربہ کار، نا پختہ کار۔ نوائے، آواز۔ اشعارِ رضا اعلیٰ حضرت اپنا تخلص رضا کرتے تھے جو ان کے پورے نام احمد رضا کا جزو ہے۔ نہ یہ طرزِ مری، بیک وقت عربی، فارسی، اردو، ہندی، ان چاروں زبانوں سے یہ مرکب گوئی کا نیا طریقہ اس سے پہلے کبھی اختیار نہ کیا اور نہ میرا اس قسم کا کوئی رجحان ہی ہے۔ ارشاد، ہدایت کرنا، فرمائش۔ احباء، حبیب کی جمع، دوست احباب،۔ ناطق، گویا، بولنے والا، ناچار، مجبوراً۔ اس راہ، یہ راستہ یہ طریقہ یعنی چار زبانوں میں نعت کہنا۔ پڑا جانا، چل پڑنا۔

شرح

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انکساری کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے اشعارِ محض ناتجربہ کاری کے ہیں یعنی اس قسم کے اشعار کہنے کی کبھی مشق نہیں کی تھی اور اس سے پہلے یہ نیا طریقہ کبھی اختیار نہ کیا اور نہ میرا کبھی ایسا رجحان ہی ہوا تھا مگر کیا کروں دوست احباب کی گویا فرمائش تھیں یعنی احباب کے پیہم اصرار تھے کہ میں چار لفظی نعت شریف کہوں آخر مجبور ہوا اور اس طریقہ پر نعتِ سرورِ عالم ﷺ کہنا پڑا۔

فائدہ

احباء سے اشارہ ہے حضرت مولانا مجاہد بکھریوی بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف جو بڑے فاضل تھے اور اعلیٰ حضرت کے خلیفہ تھے اور اسی طرح ناطق سے حضرت ناطق شاعر کی طرف اشارہ ہے جو آپ کے بڑے معتقد تھے انہوں نے اس قسم کی نعت لکھنے کی غرض کی۔ (دھاتق)

نعت شریف

نمبر ۱۲

نہ آسمان کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
حضور خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا

حل لغات

سرکشیدہ، سر بلند، مغرور، سر اٹھائے رکھنا۔ حضور، سامنے، دربار۔ خاکِ مدینہ، مدینہ طیبہ کی مٹی۔ خمیدہ، ٹیڑھا ہونا، جھکا ہونا۔

شرح

آسمان بلند ہو کر پھر اس لئے جھک گیا ہے کہ اس کے سامنے مدینہ طیبہ واقع ہے اور سرکارِ مدینہ کے دربار میں تکبر و غور جائز نہیں اس لئے اس نے اپنے آپ کو وہاں جھکا لیا۔ اس تقریر پر مطلب یہ ہوا کہ فلک کا خمدار ہونا عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہے امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ سے پہلے کئی عشاقِ فلک کی اس کاروائی کو عشقِ حبیبِ خدا ﷺ سے تعبیر کر گئے ہیں۔ حضرت عارف جامی قدس سرہ نے فرمایا

زمین درحب او ساکن فلک درعشق او سودا

یہ کوئی مبالغہ نہیں خود حضور ﷺ نے فرمایا

ما من شی الا و يعرفنی انی رسول اللہ لامردۃ الجن والانس۔ (شفاء شریف)

کوئی شے ایسی نہیں جسے پہچان نہ ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں سوائے سرکش انسانوں و جنوں کے۔

قرآن وحدیث کی تصریحات موجود ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ خدا تعالیٰ کی جملہ مخلوق کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیر۔ (پارہ ۱۸، رکوع ۱)

برکت والی وہ ذات جس نے قرآن نازل فرمایا اپنے بندہ خاص پر تاکہ جملہ عالمین کے نذیر ہوں۔

اور حدیث میں ہے

ارسلت الی الخلق كافة. (مسلم)

میں تمام مخلوق کا رسول ہوں۔

بلکہ آپ تو رحمۃ اللعالمین بھی ہیں کہ جملہ عالم کے ذرہ ذرہ کو آپ کی رحمت کی احتیاج ہے اور آسمان اسی احتیاج کی وجہ سے خمیدہ ہے۔ یاد رہے کہ اہل سنت کے عقیدہ پر جملہ جمادات و نباتات وغیرہ میں بھی ان کے لائق جان ہے جس کی وجہ سے انہیں شعور وغیرہ سب کچھ خلافاً للمعتزلہ و فلاسفہ کی طرح انہیں بے جان ولا شعور کہتے ہیں۔ اسی لئے مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسٹن حنانہ کا معجزہ بیان کر کے فلسفی پر طنز کرتے ہیں

آنکہ اور ابنوداز اسراد داد

کیے کند تصدیق اوناہ جماد

جسے اسرار الہی سے کچھ نصیب نہیں وہ جماد کے گریہ کی کب تصدیق کر سکتا ہے۔

اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا

کنار خار مدینہ دمیدہ ہونا تھا

حل لغات

گلوں، بقاعدہ اردو جمع استعمال کیا گیا ہے، بمعنی پھولوں۔ خزاں، پت جھڑ کا موسم۔ نارسیدہ، نہ ملنا، منہ نہ دیکھنا۔ کنار، گود، کھوکھ۔ خار، کانٹا۔ دمیدہ، اُگنا۔

شرح

اگر پھولوں کو ہمیشہ تروتازہ رہنا تھا اور خزاں کا منہ دیکھنا گوارا نہ تھا تو مدینہ طیبہ کے کانٹوں کی کوکھ میں اُگنا تھا اس لئے کہ اس سرزمین پر خشک اور بے جان چیزیں بھی ہری بھری اور جاندار ہو جاتی ہیں۔ اس مقدس سرزمین کے کانٹوں کا مقابلہ کسی اور جگہ کے پھول نہیں کر سکتے۔

پھول تو پھول کانٹوں میں بھی حسن ہے

اور یہ حقیقت ہے کہ مدینہ پاک کے کانٹوں میں جو روحانی سرور و فرحت ہے وہ دوسرے علاقوں کے پھولوں میں

کہاں لیکن یہ دولت صرف اور صرف عشاق کو نصیب ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ سے پوچھئے آپ فرماتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں

دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

ایک اور مقام پر فرمایا

ان کے حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں سر پر رہیں دل میں گھر کریں

حکایت

حضرت علامہ منظور احمد شاہ صاحب (ساہیوال) لکھتے ہیں کہ حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میرے پاؤں میں ایک کانٹا چبھ گیا جس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی میں نکالنے لگا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرزمین حجاز کے کانٹوں سے محبت یاد آگئی تو میں وہیں رک گیا اور پاؤں سے کانٹا نکالا کئی دن بعد خود بخود نکل گیا۔ اس واقعہ کے بعد آپ کو غسل خانہ کے دروازہ سے پھانس چبھ گئی اور مجھے نکالنے کو کہا میں نے اسے نکال کر عرض کی حضرت کانٹا پاؤں میں رہنے دیا تھا اور پھانس کو نکالنے کا فرمایا۔ سن کر فرمایا ارے شاہ صاحب وہ کانٹا کوئے حبیب ﷺ کا تھا یہ پھانس انڈونیشیا سے آئی ہوئی لکڑی کی ہے۔ (مدینۃ الرسول صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

حضور ان کے خلاف ادب تھی بیتابی
مری امید تجھے آرمیدہ ہونا تھا

حل لغات

خلاف ادب، ادب کے خلاف۔ بیتابی، بے چینی۔ اُمید، آرزو، تمنا۔ آرمیدہ، چین و سکون سے۔

شرح

سرکار کے دربار گہر بار میں جب عاشق محترم دل میں بے پناہ امنگ اور آرزو لئے حاضر ہوئے تو اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکے اور حضور کے عشق و محبت کی بے تابیوں میں دیوانہ ہو گئے۔ باوجودیکہ شعر ”باخدا دیوانہ باسی وبامحمد ﷺ ہوشیار“ کے مفہوم سے اچھی طرح واقف تھے لیکن مجبور تھے حضور کے شوق لقاء میں محو ہو گئے حالانکہ اسی بارگاہ بے کس پناہ میں باہوش و حواس رہنا چاہیے تھا کیونکہ اسی دربار کے خلاف آداب کچھ سرزد نہ ہو جائے جس کے ادب و احترام کا حکم رب کریم نے دیا ہے مگر کیفیت طاری ہو گئی اور جب وہ کیفیت اتری تو آداب حضور یاد آئے اور اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ اے میری آرزوؤں اور میری امنگوں! حضور کے سامنے سکون سے رہنا تھا ان کے سامنے مچلنا تڑپنا اور اس طرح بے قراری و بے صبری آداب محبت کے خلاف ہے نہیں ہونا تھا لیکن ”بجوز العشاق مالا یجوز لغيرهم“ عشاق کے لئے جائز ہے جو دوسروں کے لئے ناجائز ہے۔

اس لئے ان سے عشق کی مستی سے ایسے رموز سرزد ہو جاتے ہیں جو ان کے بس سے باہر ہوتے ہیں۔

حکایت

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بی بی نے حجرہ اقدس کے باہر حاضر ہو کر مجھ سے مزار اقدس کی زیارت کی تمنا ظاہر کی میں نے دروازہ کھولا اس نے مزار پاک کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔ بالآخر اسی حالت میں جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ (تاریخ الخمیس)

حکایت

سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد مزار اقدس پر حاضر ہوئے تو آپ کی حالت غیر ہو گئی فوراً آپ کو باہر لے جایا گیا ورنہ وہیں پر تڑپ تڑپ کر فوت ہو جاتے۔ اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں۔

آداب حاضری گنبد خضراء

اس شعر میں امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے مزار اقدس کی حاضری کا ادب سکھایا ہے۔ مفسرین کرام و محدثین عظام و آئمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین متحد و متفق ہیں کہ حضور کا ادب و احترام جس طرح حیاتِ ظاہری میں فرض تھا اسی طرح بعد وصال بھی فرض ہے۔ حضور ﷺ کے روضہ پاک پر حاضری میں تصور ضروری ہے کہ میں حضور ﷺ کے سامنے ہوں اور حضور ﷺ میرے سامنے ہیں مجھے دیکھ رہے ہیں خلاف ادب ہرگز ہرگز کوئی حرکت سرزد نہ ہو کیونکہ ”ہو حی سمیع بصیر فی قبرہ“ کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں سب کچھ سن رہے ہیں دیکھ رہے ہیں۔

سیدنا سلیمان بن تحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی زیارت کے بعد

پوچھا

ہو لا الذین یاتونک فیسلمون علیک اتفقہ سلامہم قال نعم وارد علیہم خلاصۃ الوفاء و وفا الوفاء

یہ لوگ آپ کی خدمت میں بعد وصال حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں بلکہ میں ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اس قسم کے ہزاروں واقعات شاہد ہیں کہ جنہیں حضور سرورِ عالم ﷺ نے سلام کے جواب سے نوازا اور بیداری میں

کھلم کھلا نوازا۔

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء.

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔
اور فرمایا

فنبی اللہ حی یزرق.

اللہ کے نبی زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

امام مالک کا خلیفہ وقت کو انتباہ

جب خلیفہ منصور عباسی نے وسیلہ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق وہم ظاہر کیا کہ

یا ابا عبد اللہ استقبل القبلة ودعوا رسول اللہ ﷺ.

اے ابو عبد اللہ (امام مالک) قبلہ رخ ہو کر دعا مانگوں یا رسول اللہ کی جانب منہ کر کے دعا مانگوں۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جھڑک کر فرمایا

ولم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسيلة آدم علی نبینا وعلیه السلام الی اللہ تعالیٰ الی یوم

القیمۃ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعک اللہ قال تعالیٰ ولوانہم اذ ظلموا انفسہم.

(وفاء الوفاء و خلاصۃ الوفاء وغیرہ)

تو ان سے منہ کب موڑ سکتا ہے جبکہ آپ ﷺ تیرا اور تیرے بابا آدم نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں تاقیامت بلکہ آپ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور آپ ﷺ سے شفاعت طلب کر آپ ﷺ تیری شفاعت فرمائیں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **”ولوانہم اذ ظلموا الخ“**

نظارہ خاکِ مدینہ کا اور تیری آنکھ

نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا

حل لغات

نظارہ، کسی چیز کو دیکھنا۔ خاکِ مدینہ، مدینہ پاک کی سرزمین۔ نہ اس قدر، اتنا۔ قمر، چوتھی رات سے آخر ماہ تک کا

چاند۔ شوخ دید، گھور نے والا، بے باکی سے دیکھنے والا۔

شرح

اے چاند تیری گنہگار اور شوخ آنکھوں کے لئے یہ بات انتہائی نامناسب تھی ان کے دربار میں تجھے نیچی نگاہ کئے

ہوئے آنا چاہیے تھا۔

یہ ایک عاشقانہ انداز ہے کیونکہ ہماری طرح چاند بھی حضور ﷺ کا امتی ہے جیسے حدیث شریف میں ہے
ارسلت الی الخلق كافة. (مشکوٰۃ شریف)

میں تمام مخلوق کا رسول ہوں۔

اس معنی پر ہر امتی اور عاشق کو اپنے نبی کریم ﷺ کا ادب لازم ہے اسی لئے امام اہل سنت نے اپنی غیورانہ عادت کے مطابق اسے سمجھایا کہ تو عجیب عاشق ہے کہ محبوب کریم ﷺ کے حضور شوخ دیدہ ہو کر آ جاتا ہے تجھ پر لازم ہے تھا کہ تو نیچی نگاہ سے مدینہ پاک سے گزرتا جیسا کہ عشاق کا دستور ہے۔

مسئلہ ادب و تعظیم مصطفیٰ ﷺ

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن کو رسول اللہ ﷺ سے نسبت ہے ان کی تعظیم و تکریم کرنا حرمین شریفین میں آپ کے مشاہد و مساکن کی تعظیم کرنا آپ کے منازل اور وہ چیزیں جن کو آپ کے دست مبارک یا کسی اور عضو نے چھوا، آپ کے نام سے پکاری جاتی ہوں ان سب کا اکرام کرنا حضور ﷺ ہی کی تعظیم و تکریم میں داخل ہے چونکہ امام احمد رضا قدس سرہ نے یہاں مدینہ کے ادب کا درس دیا ہے اسی لئے یہاں صرف ادب مدینہ کی چند روایات حاضر ہیں۔

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید این جا

امام احمد رضا قدس سرہ کی تلقین ادب کی عملی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے۔ ادب کا ملاحظہ ہو

(۱) ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر مسجد نبوی کے گرد کسی مکان میں میخ کے ٹھونکنے کی آواز سنتی تو کہلا بھیجتیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت نہ دو۔

(۲) امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے دونوں کو مناصع (مدینہ منورہ سے باہر ایک جگہ کا نام ہے) کرنے میں تیار کرائے کہ مبادا تیاری میں لکڑی کی آواز سے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچے۔ (دفاع الوفاء جز اول صفحہ ۹۷)

(۳) امام مالک فرماتے ہیں کہ میں ایوب سختیانی، محمد بن منکدر تیمی، امام جعفر صادق، عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، عامر بن عبد اللہ بن زبیر، صفوان بن سلیم اور امام محمد بن مسلم زہری سے ملا کرتا تھا میں نے ان کا یہ حال دیکھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر آتا تو ان کا رنگ زرد ہو جاتا وہ شوق زیارت میں رویا کرتے بلکہ بعض تو بے خود ہو جایا کرتے۔ (شفاء شریف)

(۴) امام شافعی کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کے دروازے پر کئی ایسے خراسانی گھوڑے اور مصری خچر دیکھے کہ جن سے

بہتر میں نے نہیں دیکھے۔ میں نے امام مالک سے کہا کہ یہ کیسے اچھے ہیں انہوں نے کہا یہ سب میری طرف سے آپ کے لئے ہدیہ ہیں۔ میں نے کہا کہ اپنی سواری کے لئے ان میں سے کچھ رکھ لیں انہوں نے کہا مجھ خدا سے شرم آتی ہے کہ اس سر زمین کو جس میں رسول اللہ ﷺ ہیں اپنے گھوڑے کے سموں سے پامال کروں۔ (وفاء الوفاء، جز ثانی صفحہ ۴۵۰)

کنارہ خاکِ مدینہ میں راحتیں ملتیں
دلِ حزیں تجھے اشک چکیدہ ہونا تھا

حل لغات

کنارہ، گود، کوکھ، آغوش۔ دلِ حزیں، غمگین دل۔ اشک چکیدہ، ٹپکا ہوا آنسو۔

شرح

اے دلِ حزیں اگر تو بجائے دل کے ایک ٹپکا ہوا آنسو کا قطرہ ہوتا جو خاکِ مدینہ میں جذب ہو جاتا تو پھر تجھے بڑا آرام ملتا۔

یہی عشاق کا طرہ امتیاز ہے کہ اپنی ہستی نسبت نبوی میں فنا چاہتے ہیں۔ حضرت عارف جامی قدس سرہ نے فرمایا

بندہ عشقِ شدی ترکِ نسبت کن جامی
کہ دریں راہ فلاں بن فلاں چیزے نیست

اے جامی عشق کا غلا بن گیا ہے تو پھر نسب کے دعویٰ ترک کر دے اس لئے کہ اس راہ میں فلاں بن فلاں کوئی شے نہیں۔

حکایت

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے نسبت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا مہر علی بن شمس الدین بن شاہ سلیمان تونسوی بن نور محمد مہاروی (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم) سائل نے عرض کیا آپ تو سید ہیں تو یہ نسب کیسا۔ جواب دیا کہ جب سے خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیعت نصیب ہوئی ہے تب سے حسبِ نسبت کا تصور ختم ہو گیا ہے۔

خاکِ طیبہ کی عظمت

احادیث مبارکہ

(۱) نبی پاک ﷺ نے فرمایا

والذی نفسی بیدہ ان تربتها لمومنة. (وفاء الوفاء)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک مدینہ کی مٹی مومنہ ہے۔

فائدہ

اسی لئے مدینہ پاک کا نام مبارک مومنہ بھی ہے اس کی وجہ علامہ سید سمودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلاصۃ الوفاء میں لکھتے ہیں کہ مدینہ پاک نے اللہ کی توحید کی تصدیق کی اور یہی حقیقت ہے اس کے بعد اسے عقلی و نقلی دلائل سے ثابت فرمایا اور جذب القلوب میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ ہمارا یقین ہے کہ یہ کلمہ مبنی بر حقیقت ہے اس لئے کہ اس شہر کا ایمان لانا ایسا ہے جیسے سنگریزوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک میں تسبیح پڑھی اور جبل احد کی محبت بھی احادیث سے ثابت ہے اور وہ بھی مبنی بر حقیقت ہے۔

(۲) الوفاء میں علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث روایت فرمائی ہے

غبار المدينة شفاء من الجذام

مدینہ پاک کی غبار شفاء جذام ہے۔

(۳) جامع الاصول و رزین وابن الاثیر وغیرہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لارہے تھے استقبال کے لئے وہ اہل ایمان مدینہ سے آگے حاضر ہوئے جو جنگ میں حاضر نہ ہو سکے ان کی وجہ غبار اُڑی تو ایک صحابی نے گرد کی وجہ سے منہ ڈھانپا آپ نے اس کے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر فرمایا

والذی نفسی بیدہ ان غبارها شفاء من کل داء. (خلاصۃ الوفاء)

قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بیشک مدینہ کی غبار ہر مرض کی شفاء ہے۔

(۴) حضور ﷺ وادی بطنان کی ایک جگہ کی مٹی کو خاکِ شفاء فرمایا جو تاحال جملہ امراض کی شفاء بنی ہوئی ہے لیکن افسوس کہ نجدیوں نے ایسا ویران بنا کر رکھ دیا ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ جو ہڑ ہے۔ فقیر نے دیکھا تھا کہ اس کے قریب کارخانہ بنا دیا گیا اور اس وادی میں کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا۔ ممکن ہے اب سرے سے مٹا دیا گیا ہو اس سے شفاء پانے والوں کے متعلق اور مزید تفصیل فقیر نے تصنیف ”محبوب مدینہ“ میں لکھ دی ہے۔

اقوال علماء و مشائخ

حضرت علامہ اشبیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو علمائے باطن اور صاحب وجد بزرگ تھے فرماتے ہیں کہ مدینہ پاک کی مٹی میں ایسی خوشبو ہے جو کسی مشک و عنبر میں نہیں۔ (خلاصۃ الوفاء لسمودی جلد ۱ صفحہ ۶۰)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے اس لئے کہ اس شہر کی مٹی کو انفاسِ حبیبِ خدا ﷺ کی خوشبو حاصل ہے پھر اس کے مقابلہ میں مشک و عنبر کی کیا حقیقت ہے۔

ہندو پاک کے شعراء

ہمارے دور کے شعراء کرام نے مدینہ پاک کی خاکِ اقدس پر بہت خوب لکھا صرف دو شاعروں کے نام پر اکتفا کرتا ہوں۔

ذروں کو بناتی ہے گھر خاکِ مدینہ
اکسیر کا رکھتی ہے اثر خاکِ مدینہ
اندھوں کے لئے کل بصر خاکِ مدینہ
بینائی ہر اہل نظر خاکِ مدینہ
ہے دافع ہر فتنہ و شرک خاکِ مدینہ
اور عافیت و خیر کا گھر خاکِ مدینہ
ہر عزم میں اللہ کی برہان ہے مومن
مومن کی ہے معراج نظر خاکِ مدینہ
کیوں سینہ قلزم میں نہ پیدا ہو تلاطم
ہے معدنِ صدل و گھر خاکِ مدینہ
ہے تیری فضیلت سے جُملِ بزمِ فلک بھی
اے جلوہ گہ خیر بشر خاکِ مدینہ
و اللہ سنور جائے عزیز اپنی بھی مٹی
ہو جائیں جو ہم خاکِ بسر خاکِ مدینہ

(عزیز حاصل پوری مرحوم)

منور رشکِ کوہ طور ہے مٹی مدینہ کی
چراغِ خانہ منصور ہے مٹی مدینہ کی
دوائے ہر دل رنجور ہے مٹی مدینہ کی

نہ جانے کس قدر پر نور ہے مٹی مدینے کی
 ضیاء بخش نگاہ حور ہے مٹی مدینے کی
 پس مردن یہی ہو پر مری پوشاک کی چادر
 ملے گر خاک راہ سیدلولاک کی چادر
 اڑا لا جا کے طیبہ کے غبارِ پاک کی چادر
 مری مٹی پہ لاکر ڈال دے اس خاک کی چادر
 صبا تیرے لئے کیا دور ہے مٹی مدینے کی
 بہر صورت کوئی ہو ایک سے بھی ایک برتر ہے
 نجف اور کربلا کی خاک دنیا کے سروں پر ہے
 زمیں بغداد کی بھی افضل و اعلیٰ ہے اطہر ہے
 مری مٹی جو اس مٹی میں مل جائے تو بہتر ہے
 کہ اس مٹی سے تھوڑی دور ہے مٹی مدینے کی
 منور خاص ہوں اک میں بھی سرکارِ رسالت میں
 سر محشر بلایا جاؤں گا دربارِ رحمت میں
 یقیناً میرے حق میں فیصلہ ہوگا قیامت میں
 اگر پوچھا گیا طیبہ کو جائے گا کہ جنت میں
 تو کہہ دوں گا مجھے منظور ہے مٹی مدینے کی

(منور بدایوانی مرحوم، ماہنامہ نعت لاہور)

پناہ دامن دشت حرم میں چین آتا
 نہ صبر دل کو غزال رمیدہ ہونا تھا

حل لغات

پناہ، سایہ، چھاؤں۔ دشت، جنگل۔ حرم، مدینہ منورہ مراد ہے۔ صبر دل، دل کا صبر و قرار۔ غزال، ہرن۔ رمیدہ،

بھاگنے والا۔

شرح

امام احمد رضا قدس سرہ اپنے دل کے صبر و قرار کو خطاب فرماتے ہیں کہ اے میرے دل کے صبر و قرار تجھے ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے ہوئے آنا فانا وطن کی یاد میں میرے دل سے نہیں جانا چاہیے تھا اس لئے کہ مدینہ منورہ کے جنگل کے دامن کے سایہ ہی میں چین و سکون میسر آتا اور کہیں نہیں یا یہ مقصد ہے کہ مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے میرے دل کا صبر و قرار خواہ مخواہ چلا گیا حالانکہ نہیں جانا چاہیے تھا کیونکہ آخر جب مدینہ منورہ کے جنگلات کے سایہ میں پہنچتا تو چین و سکون راحت و آرام خود بخود آ جاتا۔

انسانی فطرت ہے کہ وطن کی یاد آتی ہے لیکن مدینہ پاک میں رہ کر وطن کو خیر باد کہنا پڑتا ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا

عرب شریف دی سوہنی ریتے لاوے دل نوں پر م پریتے

وسریئے چاچڑ صدقے کیتے اصلوں محض نہ بھاندے ہن

یعنی عرب شریف (مدینہ) والوں کی حسین اور محبوب عادت ہے ایسی کہ دل پر ان کے عشق کا غلبہ ہی غلبہ ہے اب تو مجھے چاچڑاں (پیارا وطن) ہی بھول گیا بلکہ اب میری نگاہ میں وہ ناپسندیدہ سا محسوس ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خیال میں ممکن ہے مدینہ پاک میں بریلی شریف کا تصور آ گیا ہو تو آپ نے فوراً دل کو ملامت کی کہ مدینہ پاک میں ہی تو سکون و قرار نصیب ہوتا ہے مدینہ پاک کے سوا کہاں سکون اور کہاں قرار۔

نوٹ

یہ بھی امام اہل سنت نے خود کو مخاطب ہو کر اہل اسلام کو عشق کا سبق دیا ہے کہ سکون و قرار سوائے مدینہ پاک کے اور کہیں نہیں۔ خود حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

ان الایمان لیارزالی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی حجرھا

بے شک ایمان مدینہ میں ایسے قرار پکڑتا ہے جیسے سانپ اپنے بل میں۔

بلکہ اسلام کی قرار گاہ مدینہ ہی ہے۔ کما قال علیہ السلام

ان الاسلام لیا رزالی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی حجرھا

بے شک اسلام مدینہ میں قرار پکڑتا ہے جیسے سانپ اپنے بل میں۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں خوش قسمت ہے وہ جسے مدینہ پاک سے پیار اور عقیدت ہے اور جو اس سے عقیدت نہیں رکھتا سمجھ لو کہ وہ ایمان و اسلام سے کورا ہے، محروم ہے، بد قسمت ہے۔

یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں
عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا

حل لغات

کھلتا، ظاہر ہوتا۔ عبث، بے کار۔ اوروں کے آگے، دوسروں کے سامنے۔ تپیدہ، پریشان و مضطرب۔

شرح

قیامت یہ کس طرح ظاہر ہوتا کہ نبی کریم ﷺ کے سوا کوئی دوسرا شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔ میدانِ حشر میں لوگوں کا تمام انبیاء کرام کے پاس جا کر شفاعت طلب کرنا اور ہر ایک نبی کا معذرت کر کے دوسرے نبی کی طرف رہنمائی کرنا اس طرح لوگوں کا بھاگ بھاگ کر پریشانی کے عالم میں ہر ایک نبی و رسول کے پاس جانا اور ان کے جوابات کہ آج کے دن ہم کچھ نہ کر سکیں گے سن کر سخت پریشانی و حیرانی میں مبتلا ہونگے آخر میں جب حضور ﷺ کے پاس آئیں گے اور اپنا مدعا بیان کریں گے تو حضور ﷺ فرمائیں گے

انا لھا انا لھا

میں ان کے لئے حاضر ہوں۔

یعنی میں ہی شفاعت کروں گا لہذا حضور ﷺ کی شفاعت سے کافر و مومن و منافق سبھی کی تکلیف دور ہو جائیں گی یہ حضور کی شفاعت کبریٰ ہوگی اس کے بعد حساب و کتاب کے وقت اپنی امت کے گناہگار لوگوں کی خاص طور پر شفاعت فرمائیں گے اور یہ شفاعت صغریٰ ہوگی۔ اس وقت کافر و منافق اور حضور ﷺ کے گستاخ و بے ادب لوگوں کی کوئی شفاعت نہ ہوگی بلکہ ایسے لوگ جہنم رسید کر دیئے جائیں گے تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے سوا کوئی شفیع نہیں اس میں شفاعت کبریٰ کا ذکر ہے اور وہ حدیث طویل ہے۔

تحقیق الشفاعة

الشفاعة هی طلب العفو وشفاعة نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابتۃ بالاخبار والاحادیث الصحیحہ

یعنی شفاعت طلب عفو کو کہتے ہیں اور حضور کی شفاعت اخبار و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

قال المحقق الدوانی انه علیہ السلام یشفع لجميع الانس والجن الاشفاعة للكفار لتعجيل فعل

القضاء فتخفف عنهم احوال يوم القيامة وللمؤمنين للعفو و رفع الدرجات فشفاعة عامة لقوله تعالى
وما ارسلناك الا رحمة للعالمين.

محقق دوانی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تمام انس و جن کی شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کفاروں کی نہ ہوگی کہ ان پر اس وقت سے پہلے حکم سزا نافذ ہو گا تاہم احوال قیامت میں تخفیف تو ان پر بھی حضور کی شفاعت سے ہو اور مؤمنین کے لئے تو عفو معاصی اور ترقی مدارج حضور ﷺ کی شفاعت سے ہوں اس بناء پر آیت کریمہ ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“ سے حضور کی شفاعت شفاعت عامہ سے ثابت ہے۔

صاحب مواہب نے شفاعت کو پانچ اقسام پر منقسم فرمایا اور اس طرح تصریح کی

شفاعت اول

الا راحة من هول الموقف وهي اعظمها واعمها.

میدانِ حشر کی سختی اور مصائب میں تخفیف اور یزیدِ بردست شانِ رحمت ہے جو عام بلاد میں ظاہر ہوگی۔

دوسری شفاعت

جنت میں اپنے بہت سے غلاموں کو بلا حساب داخل فرمائیں گے۔

تیسری شفاعت

ان کے حق میں ہوگی جو مستحق عذابِ نار قرار پائے ہوں۔

چوتھی شفاعت

ان سیاہ کاروں کا جہنم سے نکالنا ہے جو دوزخ میں پکار رہے ہوں گے۔

پانچویں شفاعت

جنتیوں کے درجات کی ترقی کرانا ہے۔

اس پر حافظ جلال الدین السيوطي رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چھٹی قسم اور فرمائی وہ تخفیف عذاب کی صورت میں ہے جو ان کے لئے ہوگی جو مستحقِ خلود فی النار ہو چکے ہوں۔

صاحب مواہب نے ساتویں قسم شفاعت اور لکھی کہ سب سے اول حضور اہل مدینہ کو جنت میں داخل فرمائیں گے (جہاں شفاعت کے اقسام زائد بیان کئے گئے ہیں وہ انہیں سے بعض کی تفصیل ہے)

لطیفہ

اہل سنت عشاق کی ہر وقت تمنا رہتی ہے مدینہ مدینہ۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے شفاعت اہل مدینہ کو نصیب ہوگی اور جنہیں مدینہ پاک سے پیار نہیں وہ اپنی فطرت سے مجبور ہیں کہ وہ سرے سے شفاعت کے بھی منکر ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ منکر شفاعت کی شفاعت نہیں کی جائے گی۔

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہ کامل کو
سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

حل لغات

ہلال، پہلی رات سے تیسری رات تک کا چاند۔ ماہ کامل، پورا چاند۔ سلام ابروئے شہ، شاہ کوئین ﷺ کے بھنؤوں کے سلام۔ خمیدہ، ٹیڑھا ہونا، جھک جانا۔

شرح

اس شعر میں حسن تعلیل ہے اس طرح کہ ماہ کامل گھٹتے گھٹتے ہلال بن جاتا ہے ماہ کامل یعنی پورے چاند کو جو کہ گول ہوتا ہے۔ ادب و احترام کامل کے ساتھ جھک کر سلام پیش کرنا ممکن نہ تھا لہذا وہ ماہ کامل ہلال بن کر جھک گیا تا کہ شہنشاہ کوئین ﷺ کے ابروئے خمدار کو ہر ماہ سلام و نیاز پیش کر سکے۔

اس سے قبل ایک شعر میں چاند کی شوخی کا ذکر فرمایا اس سے گویا چاند پر ایک قسم کی بے ادبی کا شبہ پیدا ہوتا تھا اس شعر میں چاند کے انتہائی ادب اور تعظیم کا ذکر فرمادیا کہ چاند جیسا با ادب اور کون ہو سکتا ہے کہ اس نے خود کو دو ٹکڑے کر کے روزانہ بارگاہ حبیب ﷺ کو جھک کر سلام عرض کرتا ہے۔

فائدہ

کسی کے سامنے یا کسی کی تعظیم کے لئے سر جھکانا عین ادب ہے چنانچہ سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حضور سرور کوئین ﷺ کا اسم گرامی سنتے تو سر جھکا دیتے۔ (نور الایمان فی تعظیم آثار حبیب الرحمن، مولانا عبدالحلیم لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

لا مملئ جہنم قرآنیہ، متعدد مقام پر قرآن مجید میں ہے اس کی جانب اشارہ ہے یعنی البتہ ضرور بالضرور

نہ منکروں کا عبث بدعتیہ ہونا تھا

حل لغات

لا مملئ جہنم قرآنیہ، متعدد مقام پر قرآن مجید میں ہے اس کی جانب اشارہ ہے یعنی البتہ ضرور بالضرور

جہنم کو میں بھردوں گا۔ ازلی، ہمیشگی۔ عبث، بے کار۔

شرح

مکرین اور گستاخ لوگ نبی کریم ﷺ کے فضائل و کمالات کا انکار کر کے بلاوجہ بدعتیدہ نہیں ہو گئے ہیں بلکہ اس کی خاص وجہ تو یہ ہے کہ قدرت نے

لا ملئن جہنم من الجنة والناس اجمعین۔

میں ضرور بالضرور جہنم کو بھردوں گا ان جنوں اور آدمیوں سب سے۔

کا ازلی حکم بیان فرمادیا ہے جو انہیں مکرین و گستاخانِ رسول کے حق میں ہے۔ اسی لئے کسی شاعر نے کہا ہے

خلد تو گھر ہے غلامِ مصطفیٰ کے واسطے (ﷺ)

اور جہنم ہے دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے (ﷺ)

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قانون اور قاعدہ کلیہ بتایا کہ دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ کو ضرور بالضرور دوزخ میں بھیجنا ہے ان کے لئے اگرچہ خود حضور ﷺ بھی کہیں گے تب بھی نہ مانوں گا۔

قرآن مجید

استغفر لهم اولانستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم. (پارہ ۱۰، آیت ۸۰، رکوع ۱۶)
ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز نہیں بخشنے گا۔

سواء عليهم استغفرت لهم ام لم تستغفر لهم لن يغفر الله لهم. (پارہ ۲۸، سورۃ منافقون، رکوع ۱)
ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشنے گا۔

لطیفہ

یہ آیت مخالفین حضور سرورِ عالم ﷺ کے اختیار و تصرف کی نفی میں پیش کرتے ہیں ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ”ضمیر“ کا مرجع منافقین و دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ ہیں اور ان کا بخشا جانا ممتنع ہے اور ممتنعات میں اختیار و تصرف کا ہمارا عقیدہ نہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ امتناعیہ اس لئے بنایا تا کہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو تو بخش دے گا لیکن دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ کی بخشش ممتنع ہے یہی معنی ہے اس شعر کا

محمد ﷺ بہ بخشد کنہ کار حق را

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ خَطَاةٌ كَارِهُةٌ

یہ شعر عارف جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اسی کا ترجمہ کسی سرائیکی شاعر نے کیا

خدا جینکوں پکڑے چھڑا دے

محمد ﷺ دے پکڑے چھڑا کوئی نہیں سگدا

خدا تعالیٰ جسے پکڑے اسے حضور ﷺ چھڑا لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ ”سئل تعطآپہ“ مانگیں گے آپ کا سوال رد نہ ہوگا ہاں جسے رسول اللہ ﷺ رد فرمائیں گے اس کی نجات ہرگز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اس کی بخشش ممتنع فرمادی ہے۔ اس شعر پر مخالفین کو اعتراض ہے اس کے جوابات آئیں گے (انشاء اللہ تعالیٰ) یہاں وہ احادیث عرض کروں جن میں ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی درگاہ سے راندہ فرمایا اس کی نجات ممتنع ہوگئی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی قرار پایا۔

قرآن مجید

لَا تَعْتَدُوا أَقْدَ كُفْرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ. (پارہ ۱۰، رکوع ۱۳، آیت ۶۶)

بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

شان نزول

غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کے تین نفروں میں سے دو رسول اللہ ﷺ کی نسبت تمسخر کرتے تھے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب آجائیں گے کتنا بعید خیال ہے اور ایک نفرہ بولتا تو نہ تھا مگر ان باتوں کو سن کر ہنستا تھا حضور سرور عالم ﷺ نے ان کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے انہوں نے کہا ہم راستہ کاٹنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کا یہ عذر و حیل قبول نہ کیا گیا۔

مسئلہ

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں۔ (خزائن العرفان)

فائدہ

جو شخص ان گستاخوں کی طرح نہیں تھا بلکہ گویا اس نے ایک قسم کا ادب کیا تو اللہ تعالیٰ نے دولت ایمان سے نوازا چنانچہ مروی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ تائب ہوا اور اخلاص کے ساتھ ایمان لایا اور اس نے دعا کی کہ یا رب مجھے

اپنی راہ میں مقتول کر کے ایسی موت دے کہ کوئی یہ کہنے والا نہ ہو کہ میں نے غسل دیا میں نے کفن دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کا پتہ ہی نہ چلا ان کا یحییٰ بن حمیرا شجعی تھا۔ (خزائن العرفان)

ثابت ہوا کہ باادب بالنصیب بے ادب بے نصیب ہوتا ہے۔

ثعلبہ پر پھٹکار

ثعلبہ بن حاطب نے سید عالم ﷺ سے مالدار ہونے کی درخواست کی آپ نے منع فرمایا دوبارہ پھر ثعلبہ نے حاضر ہو کر یہی درخواست کی اور کہا اس کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مجھے مال دیگا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے اسے بکریوں میں برکت فرمائی اور اتنی بڑھیں کہ مدینہ میں ان کی گنجائش نہ ہوئی تو ثعلبہ ان کو لے کر جنگل چلا گیا اور جمعوہ جماعت کی حاضری سے بھی محروم ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اس کا حال دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اس کا مال کثیر ہو گیا ہے اور اب جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہ رہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ثعلبہ پر افسوس۔

پھر جب حضور ﷺ نے زکوٰۃ کے تحصیل کرنے والے بھیجے لوگوں نے انہیں اپنے اپنے صدقات دیئے جب ثعلبہ سے جا کر انہوں نے صدقہ مانگا تو اس نے کہا یہ تو ٹیکس ہو گیا جاؤ میں سوچ لوں۔ جب یہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں واپس آئے تو حضور ﷺ نے ان کے کچھ عرض کرنے سے قبل دو مرتبہ فرمایا ثعلبہ پر افسوس تو یہ آیت نازل ہوئی پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قبول فرمانے کی ممانعت فرمادی۔ وہ اپنے سر پر خاک ڈال کر واپس ہوا پھر اس صدقہ کو خلافت صدیقی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی اسے قبول نہ فرمایا پھر خلافت فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی قبول نہ فرمایا اور خلافت عثمانی میں یہ شخص ہلاک ہو گیا۔

فائدہ

روح البیان و روح المعانی میں اسی کے تحت ہے کہ یہ ثعلبہ بہت بڑا عابد و زاہد اور ہر وقت مسجد نبوی میں عبادت کے لئے پڑا رہتا تھا اسی لئے اس کا نام بھی حمامۃ المسجد پڑ گیا (مسجد کا بکتر) لیکن رسول اکرم ﷺ کی درگاہ سے راندہ دھتکارا گیا تو نہ دنیا کار ہا اور نہ آخرت کا۔

کعبہ کے دامن میں بھی پناہ نہ ملی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف

فرماتھے کسی نے حضور ﷺ سے عرض کی حضور (آپ کی شان میں تو ہین کرنے والا) ابن خنظل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے آپ نے فرمایا ”اقتلوه“ اسے قتل کر دو۔ (رواہ البخاری)

فائدہ

یہ عبداللہ بن خنظل مرتد تھا ارتداد کے بعد اس نے کچھ ناحق قتل کئے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں شعر کہہ کر حضور کی شان میں تو ہین و تنقیص کیا کرتا تھا۔ اس نے دو گانے والی لونڈیاں اس لئے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور ﷺ کی ہجو میں اشعار گایا کریں جب حضور ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اس کی گردن ماری گئی۔ (فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۳۷۷ و عینی جلد ۸ صفحہ ۳۳۷ و قسطلانی جلد ۲ صفحہ ۳۹۲)

فائدہ

اسے سمجھے تو کوئی دل دردمند سمجھے ورنہ کاغذی کاروائی کے ہم تمام ممالک سے نمبر اول پر ہیں اس لئے مزید کہنے کی ضرورت نہیں کہ قتل کون کر رہا ہے وہ رحیم و کریم رسول اللہ ﷺ جو کسی بھی امتی کے معمولی سے معمولی دکھ کے روادار نہیں اور کعبہ کے اندر جس کے لئے حکم ہے

ومن دخله کان آمنا

جو اس کے اندر آ گیا وہ امن پا گیا۔

اور مجرم بچنے کے لئے کعبہ معظمہ کے غلاف کو چمٹا ہوا ہے لیکن اسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا۔ غور کا مقام ہے کہ کعبہ میں بالخصوص مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اس کا قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر و بد حال ہے۔

فائدہ

نام اس کا عبداللہ موحدانہ ہے لیکن اس کا کارنامہ ملحدانہ تھا اسی لئے جو اس موحد کو ملحد نہ سمجھے گا وہ عشق رسول ﷺ سے محروم ہے۔

نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی
کہ صبح گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

حل لغات

نسیم، صبح کی ہلکی پھلکی ہوا، بادِ صبا۔ شمیم، خوشبو۔ صبح گل، یہ اضافت مقلوبی ہے اور اصل گل صبح ہے، صبح کا پھول۔
گریبان، جیب گریبان۔ دریدہ، پھٹا ہوا۔ گریبان دریدہ، مجازاً کھلا ہوا۔

شرح

صبح کی ہلکی ہلکی ہوائیں سرکارِ طیبہ کی خوشبو لے کر تمام اکنافِ عالم میں پھیلا دیتی ہیں اسی وجہ سے صبح کے وقت پھول کھلتے اور مہک اُٹھتے ہیں مقصد یہ کہ کائنات کی ہر چیز میں حضور ہی کی چمک دمک اور جھلک مہک پائی جاتی ہے۔

بادِ صبا میں فیضِ مصطفیٰ ﷺ

بادِ صبا میں افادیت کا ہر آدمی معترف لیکن یہ بہت کم لوگ جانتے ہونگے کہ ماننے کے لئے تو بس وہی لوگ ہیں جن کے دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ یہ کہ بادِ صبا کو بھی نبی پاک ﷺ کے ادب و تعظیم بجالانے پر یہ کمال ملا۔ چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ غزوہٗ احزاب کے موقع پر بادِ صبا نے دبور (غربی ہوا) سے کہا چلئے مل کر رسول اللہ ﷺ کے لشکر کی مدد کریں دبور نے جواب دیا کہ آزاد ہوائیں رات کو نہیں چلتیں (روح البیان، سورہٗ احزاب، رکوع ۲) گویا اس نے تکبر کیا جس سے رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کا شاہد ہوا۔ اسی لئے صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دبور پر ناراض ہو گیا کہ اسے تادمِ زیست عقیقہ (فائدہ پہنچانے سے محروم) بنا دیا۔

حدیث شریف

نبی پاک ﷺ نے فرمایا

نصرف بالصبا و اهلك عاد بالدبور. (روح البیان)

میں صبا سے مدد دیا گیا اور قومِ عاد دبور سے تباہ و برباد ہوئی۔

چمکتا رنگ جنوں عشقِ شہ میں ہر گل سے
رگ بہار کو نشترِ رسیدہ ہونا تھا

حل لغات

رنگ جنون، دیوانگی کا رنگ اس سے دیوانگی کی کیفیت مراد ہے۔ شہ، شاہ کا مخفف، بادشاہ۔ نشتر، ایک آلہ جس سے فصد کھولنے والا رگوں میں چھا کر فصد کھولتا ہے۔ رسیدہ، پہنچتا۔

شرح

موسم بہار (فصلِ ربیع) کی رگ جاں میں جہاں بہارِ مصطفیٰ ﷺ کی محبت کا نشتر چبھ جاتا تو بہار کچھ اور ہی رنگ میں اثر انداز

ہوتی یعنی شہنشاہ کو نبی ﷺ کے عشق و محبت میں ہر پھول سے دیوانگی و جنون کا رنگ ٹپکتا ہوتا اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ وہ تو حید کسی کام کی نہیں جس میں شدید عیب ﷺ کے عشق و محبت کا رنگ نہ ہو۔

قرآن مجید

ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين. (پارہ ۱، رکوع ۲)

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہیں اور وہ ایمان والے نہیں۔

اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنافقين

الكاذبون. (پارہ ۲۹)

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

منافقین

حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں منافقین کی اچھی خاصی تعداد تھی وہ اہل اسلام سے بڑھ کر امور سرانجام دیتے یہاں تک کہ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی سلول تو حضور ﷺ کی ہر بات کی سب سے پہلے بلند آواز سے تصدیق کرتا لیکن ان کی جملہ عبادات ان کے منہ پر ماری گئیں نہ صرف عبادت غیر مقبول بلکہ انہیں دوزخ میں سب سے نچلے طبقے میں دھکیلنے کی نوید سنائی گئی۔ کما قال اللہ تعالیٰ

ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار. (پارہ ۱)

پیشک منافقین دوزخ کے نچلے طبقے میں ہونگے۔

خوارج

خوارج کا یہ حال تھا کہ عبادات سے ان کے گھٹنوں اور پاؤں پر گھٹے پڑ گئے اور عبادت کے اتنے بڑے عاشق کہ صحابہ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عبادت کو اپنے بالمقابل کم محسوس کرتے لیکن حضور سرور عالم ﷺ نے ان کے متعلق کئی سال پہلے علامات اور نشانیاں بتا کر فرمایا

الخوارج كلاب النار

خوارج جہنم کے کتے ہیں۔

معیار حقانیت

حضور نبی پاک ﷺ نے امت کے مختلف (ہتر) فرقوں میں بٹ جانے کی غیبی خبر سنائی تھی اور آج وہ منظر سب کے سامنے ہے اور ان فرقوں کی حقانیت کا معیار عشق رسول ﷺ ہے الحمد للہ یہ دولت صرف اور صرف اہل سنت کو نصیب ہے آزما کر دیکھ لیں۔

بجائے عرش پہ خاک مزار پاک کو ناز
کہ تجھ ساعش نشین آفریدہ ہونا تھا

حل لغات

خاک مزار پاک، نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی مٹی۔ کہ، برائے تعلیل، کیونکہ۔ آفریدہ، پیدا ہونے والا۔

شرح

نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی مٹی مبارکہ کو عرش الہی پر ترجیح ہونے کی وجہ سے بجاطور پر ناز تھا کیونکہ اے محبوب دو عالم ﷺ آپ جیسا عرش الہی پر بیٹھنے والا پیدا ہونا تھا کیونکہ مزار مبارک کی وہ خاک جو حضور ﷺ کے بدن مقدس سے مس (لگی ہوئی) ہے وہ خاک پاک بالا تفاق عرش الہی اور لوح و قلم ہر چیز سے افضل و اعلیٰ ہے یہ مسئلہ اجماعی ہے چنانچہ حضرت علامہ یوسف نبھانی نے فرمایا

ان البقعة التي دفن فيها افضل من جميع البقاع بالا جماع ومن الكعبة والعرش. (جواہر انوار)

وہ جگہ جہاں آپ مدفون ہیں وہ تمام جگہوں سے بالا جماع افضل ہے کعبہ ہو یا عرش وغیرہ۔
علامہ سمہودی و فاء الوفاء میں اور خلاصۃ الوفاء میں لکھتے ہیں کہ

قد انعقد الاجماع على تفضل ما ضم الاعضاء الشريفة حتى على الكعبة المنيفة

اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ جس جگہ کو آپ کا جسم اطہر مس فرما رہا ہے وہ کعبہ سے افضل ہے۔

شارح بخاری امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں

اجمعوا على ان الموضع الذي ضم اعضاء الشريفة ﷺ افضل بقاع الارض حتى موضع الكعبة
جملہ علماء کا اجماع ہو گیا ہے کہ جس جگہ آپ ﷺ کا جسم مس فرما رہا ہے وہ تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ سے بھی۔

اور اس اجماع کو تمام اہل اسلام نے قبول کیا ہے یہاں تک کہ فرقہ دیوبندیہ کے اکابرین (گنگوہی، تھانوی، انڈھوی،

سہارنپوری) اپنی تصانیف مذکورہ بالا عبارات لکھ کر اپنی طرف سے تصدیق کی۔ اسی لئے ہم اہل سنت نہایت فخر و ناز سے کہہ

رہے ہیں کہ اگر کعبہ مکرمہ ہمارا قبلہ ہے تو اس کا قبلہ گنبد خضریٰ کا کیوں ہے۔

گزرتے جاں سے ایک شور یا حبیب کے ساتھ
فغاں کو نالہ حلق بریدہ ہونا تھا

حل لغات

گزرتے جاں سے، مر جاتے۔ یا حبیب، یا حبیب اللہ۔ فغاں، نالہ و فریاد جو کہ نالہ کے مفہوم سے بلند تر ہے۔ نالہ، بلند آواز جو سوز و دل سے ہو۔ حلق بریدہ، کٹا ہوا حلق جس سے درد کی وجہ سے بڑی بلند آواز نکلتی ہے۔

شرح

ہم اپنی جان بلند آواز سے یا حبیب اللہ کہہ کر دیتے ہماری فغاں کو کٹی ہوئی گردن کا آخری نالہ ہونا چاہیے تھا۔

خوش بخت امتی

ویسے تو الحمد للہ ہر وفادار امتی خوش قسمت ہے لیکن جس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے بالخصوص مرتے وقت درود و سلام پڑھنے والا خوش قسمت ہے اس لئے کہ انسان کی سعادت اور شقاوت کا مدار خاتمہ پر ہے اگر خاتمہ نیک تو مرنے کے بعد قبر میں عیش ہی عیش اگر (معاذ اللہ) خاتمہ خراب تو مرنے کے بعد قبر میں حالات خراب۔ فقیر ایک جامع حدیث عرض کرتا ہے جسے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور میں بیان فرمایا ہے۔

(۱) طبرانی نے کبیر میں، حکیم ترمذی نے نوادر میں اور اصہبانی نے ترغیب میں عبد الرحمن بن سمرہ سے روایت کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے کو عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے لیکن اس کی ماں باپ کا اطاعت کرنا سامنے آگیا اور وہ بچ گیا اور ایک شخص پر عذاب چھا گیا لیکن اس کے وضو نے اسے بچالیا اور ایک شخص کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا لیکن اسے نماز نے بچالیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے تھا اور ایک حوض پر پانی پینے جاتا تھا کہ اتنے میں اس کے روزے آگئے اور اس کو سیراب کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ انبیاء حلقے بنائے تھے وہ ان کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن دھتکار دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اس کا غسل جنابت آیا اور اس کو میرے پاس بٹھا دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا تو اس کا حج و عمرہ آگیا اور اس کو روشن کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اس کو منہ نہیں لگاتا تو صلہ رحمی آکر مومنین سے کہتی ہے کہ تم اس سے کلام کرو۔ ایک شخص کے جسم اور چہرے کی طرف آگ بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے آپ کو ہاتھ سے خود بچا رہا ہے تو اس کا صدقہ آگیا اور اس نے اس کو محفوظ کر لیا۔ ایک شخص کو زبانیہ نے چاروں طرف

سے گھیر لیا لیکن اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آیا اور اسے بچا لیا اور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے لیکن اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین پردہ ہی پردہ ہے مگر اس کا حسنِ اخلاق آیا اور اسے محفوظ کر گیا اور قربِ خداوندی حاصل ہو گیا۔ ایک شخص کو اس کا صحیفہ بائیں طرف سے دیا گیا تو اس کا خدا سے ڈرنا آ گیا اور اس کا صحیفہ سیدھے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ ایک شخص کا وزن ہلکا رہا مگر اس کا عمل سخاوت کرنا آ گیا اور نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔ ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا لیکن اللہ سے ڈرنا آ گیا اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص جہنم میں گر گیا لیکن اس کے وہ آنسو آ گئے جو اس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈر کر بہائے اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص جنت کے دروازے تک پہنچ گیا لیکن جنت کا دروازہ بند ہو گیا تو توحید کی شہادت آئی اور دروازہ کھل گیا اور وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ کچھ لوگوں کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کے درمیان چغلی کرنے والے ہیں۔ کچھ لوگوں کو ان کی زبانوں سے لٹکا دیا گیا تھا میں نے جبریل سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ لوگوں پر بلا وجہ الزام گناہ لگانے والے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ نیک اعمال خاتمہ ایمان کا سبب بنے تو بیڑا پار ہوا۔

مرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر

کوئی تو شہد شفاعت چشیدہ ہونا تھا

حل لغات

کریم، بخشش و کرم کرنے والا۔ گنہ، گناہ کا مخفف۔ شفاعت چشیدہ، شفاعت حاصل کرنے والا۔

شرح

اے مرے کریم! گناہ یقیناً ہر قاتل اور مہلک ہے جو تباہ و برباد کر دیتا ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ تباہی و بربادی کے غار میں جا گرے ہیں ایسی حالت میں کوئی نہ کوئی آخر ہمارا نجات دہندہ اور ہمیں سہارا دینے والا ضروری تھا۔ ہم نے تو صرف آپ کی ذاتِ مقدس کو شفاعت کا شہد عطا کرنے والا پایا ہے جس سے قیامت میں گناہ کی سخت تلخی دور ہو کر مٹھاس پیدا ہو جائے گی۔

شفاعت کی اقسام

امام اہل سنت شفاعت کا بار بار ذکر فرماتے ہیں فقیر یہاں اس کی اقسام عرض کرتا ہے اس لئے کہ شفاعت کے جس قدر انواع ہیں وہ سب حضور سرورِ عالم ﷺ کے لئے ثابت ہیں اگرچہ ان میں بعض شفاعتوں میں دوسرے بھی مشارک ہیں (انبیاء و اولیاء وغیرہم) لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تمام شفاعتیں بھی حضور ﷺ کی طرف راجع ہیں۔

(۱) شفاعت کبریٰ جو تمام مخلوق کو عام ہے۔ مومن، کافر، اپنے پرائے، آپ تعجیل حساب و کتاب کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

(۲) ایک جماعت کے حق میں بغیر حساب بہشت میں داخل ہونے کے لئے شفاعت ہوگی چنانچہ حضور ﷺ کی شفاعت سے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں جائیں گے ان ستر ہزار کے ساتھ اور بھی بہت سے بے حساب جنت میں چلے جائیں گے بعض کے نزدیک یہ نوع بھی حضور ﷺ سے مخصوص ہے۔

(۳) وہ اقوام جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

(۴) جو لوگ دوزخ کے مستحق و مستوجب ہیں وہ حضور ﷺ کی شفاعت سے بہشت میں چلے جائیں گے۔

(۵) ایک جماعت کے ارفع درجات کے لئے حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

(۶) گنہگار لوگ جو دوزخ میں ہونگے وہ شفاعت سے نکل آئیں گے یہ شفاعت تمام انبیاء و ملائکہ و شہداء میں مشترک ہے۔

(۷) استفتاح جنت کے لئے شفاعت ہوگی یعنی جنت کا دروازہ کھلوانا آپ کے بغیر کسی کو حق نہ ہوگا۔

(۸) جو لوگ عذاب دائمی کے مستحق ہونگے ان (میں سے بعض) کے عذاب میں تخفیف کے لئے ہوگی۔

(۹) خاص اہل مدینہ کے لئے ہوگی۔

(۱۰) حضور ﷺ کے روضہ شریف کے زائرین کے لئے ہوگی۔ (افہام المعانی جلد ۴، صفحہ ۴۰۴)

جو سنگ در پہ جبیں سائیوں میں تھا مٹنا

تو میری جان شرار جہیدہ ہونا تھا

حل لغات

سنگ در، در کا پتھر، چوکھٹ۔ جبیں، پیشانی۔ سائیوں، دراصل یہ لفظ سائی فارسی ہے جب اردو زبان والوں نے استعمال کرنا شروع کیا تو اپنے طور و اذون کے ساتھ بھائیوں، دادیوں وغیرہ کی طرح جمع میں استعمال کرنے لگے یہ لفظ سائیدن فارسی مصدر سے نکلا ہے جس کے معنی پینے والے، رگڑنے والے کے ہیں۔ شرار، چنگاری۔ جہیدہ، اڑنے والی۔

شرح

امام احمد رضا اپنے آپ سے فرماتے ہیں کہ سنگ در حضور ﷺ پر اپنی پیشانی رگڑ رگڑ کر ہی مر مٹنا تھا تو اے میری جان (مذاہبات خود) تیری ساتھ اڑنے والی چنگاریاں کیوں نہ بن گیا یعنی حضور ﷺ کے عشق میں جل اٹھنے کے بعد سراپا شعلہ و چنگاری بن جانا چاہیے تھا تا کہ عشق رسول اللہ ﷺ کی آتش و لگیں میں بھڑک کر جلد راکھ بن جاتا تو یہ بڑی خوشی نصیبی ہوتی۔

جانباز عشاق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱) غزوہ احد کے موقع پر بعض اصحاب نے جانبازی کی خوب داد دی چنانچہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اس کثرت سے رسول اللہ ﷺ پر سے تیر روکے کہ ہاتھ بے کار ہو گیا۔

(۲) حضرت ابو دجانہ حضور ﷺ کے آگے ڈھال بنے کھڑے تھے ان کی پشت پر تیر لگ رہے تھے مگر اپنے آقا رسول اللہ ﷺ پر جھکے ہوئے تھے۔

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاص بھی حضور انور ﷺ کی مدافعت میں تیر چلا رہے تھے حضور ان کو اپنے ترکش میں سے تیر دیتے تھے اور فرماتے تھے تم پر میرے ماں باپ قربان پھینکتے جاؤ۔

(۴) حضرت ابو طلحہ انصاری بڑے تیر انداز تھے انہوں نے اس قدر تیر برسائے کہ دو تین کمائیں ٹوٹ ٹوٹ کر ان کے ہاتھ میں رہ گئیں وہ حضور انور ﷺ پر چمڑے کی ڈھال کی اوٹ بنائے کھڑے تھے حضور کبھی گردن اٹھا کر دشمنوں کی طرف دیکھتے تو عرض کرتے ”آپ پر میرے ماں باپ قربان! گردن اٹھا کر نہ دیکھئے ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر لگ جائے یہ میرا سینہ آپ کے سینے کے لئے ڈھال ہے۔“

(۵) حضرت شمس بن عثمان قرشی مخزومی تلوار کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کر رہے تھے دائیں بائیں جس طرف سے وار ہوتا تھا وہ ڈھال کی طرح آپ کو بچا رہے تھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے ابھی رقی حیات باقی تھی کہ ان کو اٹھا کر مدینے میں حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے گئے وہاں ایک دن رات زندہ رہ کر وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن ڈھال کے سوا مجھے کوئی ایسی شے نہ سوجھی کہ جس سے شمس کو تشبیہ دوں۔

(۶) حضرت مصعب بن عمیر علمبردار لشکر اسلام نے بھی اپنے آقائے نامدار ﷺ پر جان فدا کر دی جب ابن قمعہ لعین حضور ﷺ کے قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوا تو حضرت مصعب نے مدافعت کی مگر شہید ہو گئے۔

(۷) حضرت محمد شرجیل عبد ری روایت کرتے ہیں کہ حضرت مصعب کا داہنا ہاتھ کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور وہ کہہ رہے تھے ”وما محمد الا رسول (الایہ)“ پھر بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو جھک کر جھنڈے کو دونوں بازوؤں کے ساتھ سینہ سے لگا لیا اور آیہ مذکورہ زبان پر تھی۔ راوی کا قول ہے کہ یہ آیت بعد میں نازل ہوئی مگر اس دن اللہ تعالیٰ نے بجواب ”قول قائل قد قتل محللہ کی زبان پر جاری کر دی تھی حضرت مصعب کے بعد اسلامی جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ کو دیا گیا۔

(۸) سہل بن حنیف بھی تیروں کے ساتھ مدافعت کر رہے تھے اور حضور ﷺ فرما رہے تھے سہل کو تیر دو۔

(۹) حضرت قتادہ بن نعمان انصاری حضور اقدس ﷺ کے چہرے مبارک کو بچانے کے لئے اپنا چہرہ سامنے کئے ہوئے تھے آخر کار ایک تیران کی آنکھ میں ایسا لگا کہ ڈیلا خسارے پر آگرا حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کی جگہ پر رکھ دیا اور یوں دعا فرمائی ”خدا یا تو قتادہ کو بچا جیسا کہ اس نے تیرے نبی کو بچایا ہے“ پس وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی تیز اور خوبصورت ہو گئی۔

تیری قباء کے نہ کیوں نیچے دامن ہوں
کہ خاکساروں سے یاں کب کشیدہ ہونا تھا

حل لغات

قباء، ایک مشہور لباس عرب والے پہنتے ہیں جو گلے سے لے کر تقریباً ٹخنے تک لمبا ہوتا ہے۔ خاکساروں، یہ لفظ بھی فارسی زبان والوں سے لے کر اردو والوں نے اپنے طرز پر دواؤ اور نون کے ساتھ جمع بنالیا ہے، مٹی جیسا عاجز و غریب۔ کشیدہ، کھینچا ہوا۔

شرح

امام احمد رضا قدس سرہ سرور عالم ﷺ سے جو گفتگو ہیں عرض کرتے ہیں کہ اے پیارے محبوب ﷺ آپ اپنی قباء کے مبارک دامن کو ہمیشہ نیچا اس لئے رکھتے ہیں کہ ہم جیسے گنہگار و بے کار عاجز اور بے نوا اور بے سہارا لوگوں کو آپ کے دامن مبارک میں پناہ لینے کا موقع میسر آ سکے۔

اس شعر میں نبی کریم ﷺ کی امت پر رحمت و شفقت کی وسعت کا بیان ہے اگرچہ آپ گل کائنات کے لئے رحمت ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (پارہ ۷، انبیاء، رکوع ۷)

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت۔

لیکن امت کے لئے بہت زیادہ شفیق و رحیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین لرؤف رحیم۔

(سورہ توبہ، اخیر رکوع)

البتہ تحقیق تمہارے میں کا ایک پیغمبر تمہارے پاس آیا ہے۔ تمہاری تکلیف اس پر شاق گزرتی ہے اس کو تمہاری ہدایت و اصلاح کی حرص ہے وہ ایمان والوں پر شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی اوصاف حمیدہ میں ذکر کر دیا کہ امت کی تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے ان کو شب و روز یہی خواہش دامن گیر ہے کہ امت راہ راست پر آجائے۔ کتب احادیث کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ آپ نے امت کی ہدایت و بہبودی کے لئے کیا کیا۔ مصیبتیں جھیلیں، سخت سے سخت مصیبت میں بھی آپ نے بددعا نہ فرمائی بلکہ ہدایت کی دعا کی۔ ایمان والوں پر آپ کی شفقت و رحمت ظاہر ہے اسی واسطے آپ نے کسی مقام پر امت کو فراموش نہیں فرمایا۔ بغرض تو صبح چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں

احادیث

(۱) جس روز آمدھی یا آسمان پر بادل ہوتا رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک میں غم و فکر کے آثار نمایاں ہوتے اور آپ کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے جب بارش ہو جاتی تو آپ خوش ہوتے اور حالت غم جاتی رہتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا (قوم عادی طرح) یہ عذاب ہو جو میری امت پر مسلط کیا گیا ہو۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو عاص کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ عز و جل کا قول حضرت ابراہیم کی نسبت ”رب

انھن اضلن کثیر امن الناس الآیۃ اور حضرت عیسیٰ کا قول ”ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم“ تلاوت فرمایا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں اٹھا کر یوں دعا کی ”اللھم امتی امتی“ (خدا یا میری امت میری امت) اور رو پڑے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ (حالانکہ تیرا پروردگار خوب جانتا ہے) ان سے رونے کا سبب دریافت کرو حضرت جبرائیل نے حاضر خدمت ہو کر رونے کا سبب پوچھا آپ ﷺ نے بتا دیا (حالانکہ خدا کو خوب معلوم ہے) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے جبرائیل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم آپ ﷺ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور غمگین نہ کریں گے۔ (مسلم شریف)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا حال اور میری امت کا حال اس شخص کی مثل ہے جس نے آگ روشن کی پس پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو آگ سے ہٹاتا تھا سو میں کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے چھوٹے ہو (اور آگ میں گرنا چاہتے ہو)

(۴) قیامت کے دن لوگ بغرض شفاعت یکے بعد دیگرے انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس جائیں گے مگر وہ سب عذر پیش کریں گے آخر کار حضور شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونگے آپ حمد و ثناء کے بعد سجدے میں گر پڑیں گے باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ سر سجدے سے اٹھائیے جو کچھ مانگئے دیا جائے گا شفاعت کیجئے آپ کی

شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس وقت آپ یوں عرض کریں گے ”**رب امتی امتی میرے پروردگار! میری امت میری امت۔ (صحیحین)**

(۵) عالم برزخ میں ہر روز آپ پر آپ کی امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اچھے عملوں کو دیکھ کر آپ خدا کا شکر اور بُرے عملوں کو دیکھ کر مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

آخرت میں دامن رحمت کی وسعت

دنیا میں تو دامن رحمت کی وسعت کا علم اہل مشاہدہ کو ہوتا ہے۔ ہم جیسوں کو کیا خبر لیکن میں سب کے سامنے ہو گا کہ دامن مصطفیٰ ﷺ کتنا وسیع ہے کہ سب کے سب آپ کے محبوب لو الحمد کے پناہ گزیں ہوں گے۔ اس بارے میں امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تقریر پر درج کرنے کو جی چاہتا ہے

اے اپنی جان پر ظالمو! اے بھولے نادان مجرمو! کچھ خبر بھی ہے؟ ارے وہ اللہ قہار ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، جس نے تمہیں آنکھ، کان، دل، ہاتھ، پاؤں..... لاکھ نعمتیں دیں جس کی طرف تمہیں پھر کر جانا ہے اور ایک اکیلے تنہا بے یار و بے وکیل، اس کے دربار میں کھڑے ہو کر رو بکاری ہونا ہے..... اس کی عظمت، اس کی محبت ایسی ہلکی ٹھہری کہ فلاں فلاں کو اس پر ترجیح دے لی؟ ارے اس کی عظمت، اس کے احسان، اس کے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ ہی کے احسانات اگر یاد کرو تو وہ واللہ العظیم باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ وغیرہ وغیرہ تمام جہان کے احسانات جمع ہو کر ان کے احسانوں کے کروڑوں حصے کو نہ پہنچ سکیں ارے وہ وہ ہیں کہ پیدا ہوتے ہی اپنے رب کی وحدانیت، اپنی رسالت کی شہادت ادا فرما کر سب میں پہلی جو یاد آئی وہ تمہاری تھی دیکھو وہ آمنہ خاتون کی آنکھوں کا نور، نہیں نہیں وہ اللہ رب العرش کے عرش کا تارہ ”**اللہ نور السموات والارض**“ شکم پاک مادر سے جدا ہوتے ہی سجدے میں گرا ہے اور نرم و نازک حزیں آواز سے کہہ رہا ہے ”**رب امتی امتی**“ اے میرے رب! میری امت میری امت۔

کیا کبھی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے اپنے بیٹے، شاگرد، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟..... ایسا درکھا؟ حاشا للہ۔

ارے وہ وہ ہیں کہ اس پیارے حبیب، رؤف رحیم ﷺ کو جب قبر انور میں اتارا ہے لب ہائے مبارک جنبش میں ہیں فضل یا قہم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کان لگا کر سنا ہے آہستہ آہستہ عرض کر رہے ہیں ”**رب امتی امتی**“ میرے رب میری امت میری امت۔

سبحان اللہ! پیدا ہوئے تو تمہاری یاد سے دنیا سے تشریف لے گئے تو تمہاری یاد! کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا،

حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا؟ استغفر اللہ! ارے وہ وہ ہیں کہ تم چادر تان کر شام سے خراٹے لیتے صبح کی خبر لاتے ہو، تمہیں درد ہو، بے چینی ہو، کروٹیں بدل رہے ہو، ماں باپ، بھائی بہن، بیٹا، بی بی، اقرباء، دوست، آشناء دو چار راتیں کچھ جاگے ہوئے آخر تھک تھک کر جا پڑے اور جو نہ اٹھے وہ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہے ہیں نیند کے جھونکے آرہے ہیں اور وہ پیارا بے گناہ بے خطا ہے کہ تمہارے لئے راتوں کو جاگتا سوتے اور وہ زار زار روتے روتے صبح کردی ہے کہ ”رب امّتی امّتی“ اے میرے رب میری امت میری امت۔

کیا کبھی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے اپنے بیٹے، شاگرد، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟..... ایسا درد رکھا؟ حاشا للہ۔

ارے ہاں ہاں درد، بیماری، مرض یا مصیبت میں ماں باپ کی محبت کا کیا جانچنا کہ ان میں تمہاری خطا نہ ماں باپ پر خفا، یوں آزمائے کہ ماں باپ بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازیں اور تم نعمت کے بدلے سرکشی کرو، نافرمانی ٹھانو، سو سو کہیں اور ایک نہ مانو ماں سے بُرے باپ سے بُرے، رات دن برے، ہر وقت برے، دیکھو تو ماں باپ کہاں تک تمہیں کلیجے سے لگاتے ہیں؟

وہ پیارا، وہ مجسم رحمت، وہ نعمتوں والا، وہ ہمہ تن راحت ہے کہ تمہاری لاکھ لاکھ نافرمانیاں دیکھے، کروڑ کروڑ گنہ گاریاں پائے اس پر بھی تمہاری محبت سے باز نہ آئے، دل تنگ نہ ہو، ترک نہ فرمائے، سنو وہ کیا فرما رہا ہے دیکھو تو وہ فرماتا ہے ”ہلم الی ہلم الی“ اے میری طرف آؤ مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟ دیکھو وہ فرماتا ہے ”تم پروانے کی طرح آگ پر گر پڑے ہو اور میں تمہارا بند کمر پکڑے روک رہا ہوں“ کیا کبھی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے اپنے بیٹے، شاگرد، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟..... ایسا درد رکھا؟ استغفر اللہ۔

ارے دنیا کی ساعت تیر ہے، آنکھ بند کئے سویرا ہے۔ قیامت بہت جلد آنے والی ہے جانتا ہے قیامت کیا ہے؟ جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی، ماں باپ، جوڑو، بیٹوں سب سے ہر ایک اس دن اپنے ہی حال میں غلطاں و پیچاں ہوگا کہ دوسرے کا خیال بھی نہ لاسکے گا اس دن جانیں کہ فلاں فلاں تیرے کام آسکیں۔ حاشا للہ! واللہ العظیم اس دن وہی پیارا حبیب ﷺ کام آئے گا اور اس کے سوا باقی انبیاء و مرسلین کو تو مجالِ عرض ہوگی نہیں سب نفسی نفسی فرمائیں گے پھر اور کسی کی کیا حقیقت ہے؟

ہاں وہ پیارا، بے کسوں کا سہارا، وہ بے یاروں کا یار، وہ شفاعت کی آنکھ کا تارا، وہ محبوبِ محشر آراء، وہ رؤف رحیم ﷺ فرمائے گا کہ میں ہوں شفاعت کے لئے میں ہوں شفاعت کے لئے۔

لہذا انصاف ان کے احسانوں میں جہاں کسی کے احسانوں کو کچھ نسبت ہو سکتی ہے۔ پھر کیسا سخت کفران ہے کہ ان کی شان میں بدگوئی کرے تمہارے دل میں اس کی وقعت اس کی محبت اس کا لحاظ اس کا پاس نام کو بھی باقی رہے۔

بہیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی؟

(الامن والعلی)

رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہ حبیب
تو پیارے قید خودی سے رہیدہ ہونا تھا

حل لغات

پیارے، محبوب سے خطاب کا لفظ۔ قید خودی، نفسیات کی قید۔ رہیدہ، رہیدن آزاد ہونا یا کرنا مصدر سے بنا ہے، آزاد، چھٹکارا، رہائی۔

شرح

امام اہل سنت اپنے آپ سے مخاطب ہیں کہ اے رضا اپنے دل کو جب اس شیریں مقال، صاحب جمال، حبیب کریم ﷺ کی جلوہ گاہ بنانا تھا تو اے پیارے سب سے پہلے نفسانیت و خواہشات کی قید سے تمہیں آزاد ہو کر محبوب کی خوشنودی کا پابند ہونا تھا کیونکہ اس کے بغیر جلوہ گاہ حبیب کبریا ﷺ ہونا ناممکن ہے۔

علامت عشق صادق

اس شعر میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سچے عشق کی علامت بتائی ہے۔ سچا عاشق وہ ہے جو اپنے محبوب کا جان و دل سے تابعدار و فرمانبردار ہو۔

قرآن مجید

(۱) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔

(سورۃ آل عمران، رکوع ۴)

کہہ دیجئے اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر و ذکر اللہ

کثیرا ۵۔ (سورۃ احزاب، رکوع ۳)

بیشک تمہارے واسطے رسول اللہ میں اچھی پیروی تھی اس شخص کے لئے جو ثواب خدا اور روزِ آخر کی توقع رکھتا تھا اور جس نے اللہ کو بہت یاد کیا۔

(۳) **النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهتهم.** (سورۃ احزاب، رکوع ۱)

نبی مومنوں کے لئے ان کی جانوں سے زیادہ سزاوار ہیں اور ازواجِ پیغمبران کی مائیں ہیں۔

فائدہ

اس آیت سے ظاہر ہے کہ دین و دنیا کے ہر امر میں حضور ﷺ مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں اگر حضور کسی امر کی طرف بلائیں اور ان کے نفوس کسی دوسرے امر کی طرف بلائیں تو حضور کی فرمانبرداری لازم ہے کیونکہ حضور جس امر کی طرف لاتے ہیں اس میں ان کی نجات ہے اور ان کے نفوس جس امر کی طرف لاتے ہیں اس میں ان کی تباہی ہے اس لئے واجب ہے کہ حضور ﷺ مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ محبوب ہوں وہ اپنی جانیں حضور ﷺ پر فدا کر دیں اور جس چیز کی طرف آپ بلائیں اس کا اتباع کریں۔

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں ”جو شخص یہ نہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ ہی میری جان کے مالک ہیں اور یہ نہ سمجھا کہ تمام حالات میں رسول اللہ ﷺ کی ولایت (حکم و تصرف) نافذ ہے اس نے کسی حال میں آپ کی سنت کی حلاوت نہیں چکھی کیونکہ آپ اولى بالمؤمنین ہیں۔“

صادق العشق حضرات

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بڑھ کر حضور ﷺ کا سچا عاشق اور کون ہو سکتا ہے ان کے عشق کی سچائی کی اتباع حبیب خدا ﷺ پر مبنی تھی۔

(۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے پیشتر اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کے کفن میں کتنے کپڑے تھے حضور کی وفات شریف کس دن ہوئی اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی آرزو تھی کہ کفن و یومِ وفات میں بھی حضور ﷺ کی موافقت نصیب ہو۔ (بخاری شریف)

فائدہ حیات میں تو حضور انور ﷺ کا اتباع تھا ہی وہ ممات میں بھی آپ ہی کا اتباع چاہتے تھے۔ اللہ اللہ یہ شوقِ اتباع! کیوں نہ ہو صدیق اکبر تھے۔

(۲) حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ جس امر پر رسول اللہ ﷺ عمل کیا کرتے تھے میں اسے کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اگر میں آپ کے حال سے کسی امر کے چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں سنت سے منحرف ہو جاؤں گا۔ (نسیم الریاض)

(۳) زید کے باپ اسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دیا (اس کی طرف نگاہ کر کے) فرمایا اگر میں رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری شریف)

فائدہ

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو یہ کلمہ اظہارِ عشق میں فرمایا لیکن مخالفین سے اس کا مطلب کہاں سے کہاں لے گئے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ”التحریر العسجد“ میں ہے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالے؟ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھا لے اور (ﷺ) اس سے فائدہ اٹھا۔ اس نے جواب دیا نہیں اللہ کی قسم! میں اسے کبھی نہ لوں گا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پھینک دیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ

یہ تھے سچے عاشق رسول اور آج کا عاشق رسول دیکھ لیں کہ ہر کام شیطان والا دعویٰ یکے مسلمان والا۔
(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزرا ایک جماعت پر ہوا جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے آپ کو بلایا آپ نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ نبی ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے اور جو کی روٹی (بن چھانے آٹے کی روٹی) کھاتے دیکھا اور فرمایا میرے لئے آٹا نہ چھانا کرو اور فرمایا رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔ (مشکوٰۃ شریف)

امام احمد رضا قدس سرہ اور عشق رسول اللہ ﷺ

شعر میں جو کچھ فرمایا اس کا عملی نمونہ خود کو بنا کر دکھایا کہ زندگی بھر سر موسنت حبیب خدا ﷺ پر خود کو ڈھالا۔ چند نمونے از علامہ نظام الدین رضوی ملاحظہ ہوں۔

میں اس ذاتِ گرامی کی زندگی کے لیل و نہار اور عملی نمونے آپ کی نگاہوں سے سامنے لانا چاہتا ہوں جس کو میری محروم نگاہوں نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا لیکن اس کی مکتوبات کے جھلکتے آئینوں میں اس کے جمالِ جہاں آراء کا نظارہ ضرور کیا ہے اور وہ عکس ہائے رنگارنگ دیکھے ہیں کہ جن میں ان کی جلوت بھی ہے اور خلوت بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، سفر بھی ہے اور حضر بھی، غم و الم کے جاں گداز بھی مظاہرہ بھی ہیں اور فرح و سرور کے دنواز مناظر بھی، شباب کے اسوہ بھی ہیں اور پیروی کے نمونے بھی۔

یہ سب اس ذات والا صفات کے پر تو جمال ہیں بلکہ آئینہ خدو خال ہیں اور ان سے آگے بڑھ کر ان کی گہرائی میں اتر کر دیکھئے تو اتباع سنت کی نور منیر شعاعیں اور ایمان کو تازگی دینے والی محبوب ادائیں ہیں۔ ایک ایک عکس اپنی جگہ حب الہی کا آبدار ہے اور عشق رسالت کو نور گہر بارودہ خود غمہ سرا ہیں۔

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روزِ فزوں کرے خدا

جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

لیکن ان حقائق و معارف کا صحیح وجدان اہل بصیرت ہی حاصل کر سکتے ہیں نہ کہ مجھ جیسا کوتاہ نظر ظاہر ہیں۔

حدودِ عشق کی منزل خدا جانے کہاں تک ہے

وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

ہم نے ان عکوس کی روشنی میں آپ کی زندگی کے شب و روز کا مشاہدہ کیا ہے اس کے لحاظ سے ان کا ہر ہر لمحہ اور ایک ایک آن اتباع رسول کا زندہ شاہکار ہے۔ اب بطور نمونہ خاص کر آپ کے ذوقِ عبادت کے تعلق سے چند مثالیں پیش کرتا ہوں جن سے یہ واضح ہوگا کہ مجددِ اعظم امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی زندگی کو شریعت کے سانچے میں کس طرح ڈھال رکھا تھا۔

نماز کی پابندی

نبی پاک ﷺ نے اپنی طرف سے اپنی امت کو نماز کی محافظت و پابندی کا درس دیا اور دوسری طرف اس پر عمل کر کے دنیا کو بھی دکھا بھی دیا۔ آپ ﷺ ہر نماز صحابہ کرام کے ساتھ اس کے وقت ہی میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی رسول مکرّم ﷺ کے سچے پیروکار تھے اس لئے اپنے رسول اللہ ﷺ کو جو کہتے سنا وہی کہنے لگے اور جو کرتے دیکھا اس پر عمل پیرا ہو گئے۔ آپ کی ذات سے ”صلوا کما رایتُمونی اصلی“ کا عکس زیبا جھلکتا ہے اور سفر و حضر ہر جگہ آپ نماز کے اوقات میں اسوۂ رسول اللہ ﷺ کے مطابق سجدہ ریز نظر آتے ہیں جیسا کہ واقعات ذیل شاہد ہیں۔

(۱) ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت نے عید الا سلام حضرت مولانا عبد السلام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت پر جبل پور کا سفر بیماری کی حالت میں کیا آغاز سفر کا ذکر حضرت برہان ملت علیہ الرحمۃ یوں کرتے ہیں۔

صبح چار بجے اعلیٰ حضرت اور خادم برہان گاڑی پر (پہلی ریلوے) اسٹیشن کے لئے روانہ ہوئے۔ میں نے

عرض کیا حضرت عین نماز کے وقت گاڑی روانہ ہوگی نماز فجر کہاں ادا کی جائے گی؟ اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا انشاء اللہ پلیٹ فارم پر۔

اسٹیشن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ گاڑی چالیس منٹ لیٹ ہے۔ پلیٹ فارم پر جاء نماز، چادریں، رومال بچھائے گئے اور بعونہ تعالیٰ کثیر تعداد نے اعلیٰ حضرت کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ اطمینان کے ساتھ نماز سے فارغ ہوئے۔

(۲) حضرت مولانا عبدالسلام صاحب اپنے رفقاء کے ہمراہ اعلیٰ حضرت کے استقبال کے لئے کٹنی تک چلے آئے تھے۔ آگے کا واقعہ حضرت برہان ملت یوں لکھتے ہیں

ٹرین چار بجے کٹنی پہنچی..... اعلیٰ حضرت کے لئے وضو کا انتظام کیا گیا فرمایا نماز فجر کہاں ہوگی؟ عرض کیا سلیمنا باد میں لیکن صرف تین منٹ گاڑی ٹھہرتی ہے۔ حضور وضو فرمائیں خادم حاضر ہوتا ہے۔ میں انجن کی طرف بڑھا دیکھا ڈرائیور مسلمان ہیں اور وہ بھی اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کر کے جا رہے ہیں مجھ سے مصافحہ کیا میں نے کہا سلیمنا آباد میں نماز فجر ادا کرنا ہے پوچھا کتنا وقت لگے گا؟ میں نے کہا ۱۲ یا ۱۵ اپندرہ منٹ کہا لیٹ کر دوں گا۔ گاڑی بھی مل گیا اس نے بھی اطمینان دلایا۔ گاڑی بڑے وقت پر سلیمنا آباد پہنچی پلیٹ فارم پر جاء نماز، چادریں، رومال بچھا کر تقریباً ۳۰۰ کی جماعت ہوئی۔ پوری ٹرین کے مسافر دیکھ رہے تھے اعلیٰ حضرت اطمینان کے ساتھ وظیفہ سے فارغ ہو کر گاڑی میں تشریف لائے۔ (اکرم امام احمد رضا صفحہ ۸۸، ۸۹)

(۳) جبل پور قیام کے دوران اعلیٰ حضرت کے معمولات سے حضرت برہان ملت نے ایک یہ بھی شمار کیا ہے کہ نماز کے لئے پانچوں وقت مسجد بیدل تشریف لاتے۔

ان دنوں عید الاسلام اس مسجد میں نماز ادا فرمانے جاتے یہ قدیم کوتوالی کی طرف ہے۔ ان کا فاصلہ آپ کے دولت خانہ سے پانچ سو قدم سے زیادہ ہے ایک نیچیف و ناتواں کے لئے اتنا فاصلہ بھی بہت ہے بلکہ یہ فاصلہ استطاعت سے کہیں زیادہ ہے۔

(۴) جبل پور سے واپس ہو کر ۲۲ رجب ۱۳۷۷ھ کو اعلیٰ حضرت نے بریلی سے حضرت عید الاسلام کو یہ اطلاع بھیجا شب دوشنبہ ۸ بجے مع الخیر اسٹیشن بریلی پر آیا۔ راہ میں بڑی نعمت بفضلہ عزوجل یہ پانی کہ نماز مغرب کا اندیشہ تھا۔ شاہ جہانپور ۶:۳۳ پر آمد تھی کہ ہنوز مغرب نہ ہوتا اور صرف ۸ منٹ قیام مگر گاڑی بفضلہ ۱۵ منٹ لیٹ ہو کر شاہ جہانپور پہنچی اور دس منٹ ٹھہری کہ با اطمینان تمام نماز اچھے وقت ادا ہوئی وللہ الحمد..... موٹر بلحاظ ہمراہیاں (جو استقبال کے لئے اسٹیشن پر کثیر

تعداد میں آئے تھے) بہت آہستہ خرامی کے ساتھ با دیر مکان پر پہنچا۔ فقیر نے ابتداً مسجد نمازِ عشاء ہوئی۔ (اکرم امام احمد رضا صفحہ ۹۹)

(۵) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۵۲ برس کی عمر میں دوسری بار سفر حج کیا۔ مناسکِ حج کی ادائیگی کے بعد آپ ایسے علیل ہوئے کہ دو ماہ سے زیادہ صاحبِ فراش رہے جب کچھ رو بہ صحت ہوئے تو ۲۴ صفر ۱۳۲۲ھ کو زیارتِ روضہٴ انور کے لئے مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر جدہ سے بذریعہ کشتی رابغ پہنچے اور وہاں سے مدینہ النبیہ ﷺ کے لئے اونٹ کی سواری کی۔ اب آگے کا واقعہ خود اعلیٰ حضرت کی زبانی سنئے۔

راہ میں جب پیر شیخ پر پہنچے ہیں منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر تھوڑا جمالوں (اونٹ والوں) نے منزل پر ہی روکنا چاہا اور جب تک وقت نماز نہ رہتا میں اور میرے رفقاء اتر پڑے کر مچ کا ڈول پاس تھا لیکن (سی) نہیں اور کنواں بھی گہرا عمامے باندھ کر پانی بھرا وضو کیا۔ بحمد اللہ تعالیٰ نماز ہو گئی اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طولِ مرض سے ضعف شدید ہے اتنے میل پیادہ (پیدل) کیونکر چلنا ہو گا منہ پھر کر دیکھا ہے تو ایک جمال (اونٹ والا) محض اجنبی اپنا اونٹ لئے میرے انتظار میں کھڑا ہے حمد الہی بجالایا اس پر سوار ہوا۔ لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسے لائے؟ کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید کر دی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا۔ کچھ دور آگے چلے تھے کہ (دیکھا کہ) میرا اپنا جمال اونٹ لئے کھڑا ہے۔ اس سے پوچھا کہا کہ جب قافلے کے جمال نہ ٹھہرے میں نے (دل میں) کہا شیخ کو تکلیف ہوگی قافلے میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا۔

یہ سب میرے سرکار کی وصیتیں تھیں ”صلی اللہ علیہ وبارک وسلم وعلیٰ عترتہ قدرار ورحمہم اجمعین“ یہ فقیر اور کہاں سردار رابع شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی مزاج جمال اور ان کی یہ خارق العادات روشیں۔ (المملوٰظ جلد ۲ صفحہ ۳۲، ۳۳)

سبحان اللہ! یہ ہے ذوقِ نماز اور شوقِ عبادت کے نماز کے فوت ہونے کے اندیشہ سے دل بے قرار اور بے چین ہو گیا۔ وقت سے نماز ادا ہو گئی تو دل کو قرار مل گیا اور جان میں جان آگئی مہینوں کی طویل علالت اور ضعف شدید کے باوجود ہر طرح کی کلفت و مشقت سے بے پرواہ ہو کر قافلہ کا ساتھ چھوڑ دیا مگر احب العبادات نماز کو چھوڑنا گوارا نہ فرمایا یہ عاشقِ رسول اسے نعمتِ عظمیٰ سمجھتا ہے اور خدائے پاک کی اس نوازش پر وہ اس کا شکر بھی ادا کرتا ہے..... یقیناً جو چیز خدائے ذوالجلال کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو بہت ہی زیادہ پیاری ہو وہ ایک مومن کامل کے لئے نعمتِ عظمیٰ ضرور ہوگی۔

اور قربان جائیں اتباعِ سنت کے اس جذبہٴ کامل پر کہ آپ سو ماہ کے بعد باہر سے اپنے وطن عزیز میں پہنچے تھے لیکن بچوں سے ملنے سے پہلے کشاں کشاں خانہٴ خدا میں حاضر ہو رہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بچوں سے ملنے میں جماعتِ فوت

ہو جائے یہ ہے نماز کی محافظت اور یہ ہے شوقِ سجدہ۔

بیماری کی حالت میں نماز

نماز بڑی سے بڑی بیماری اور انتہائی کمزوری کی حالت میں معاف نہیں۔ ہوش و حواس اگر باقی ہیں تو ہر حال میں اس کی ادائیگی بعض خاص صورتوں کے سوا فرض قرار دی گئی ہے البتہ اس کی ادائیگی کے طریقوں میں نرمی اور آسانی کا یہ لحاظ کیا گیا ہے کہ کھڑا ہونا مشکل ہو تو عصا کے سہارے نماز پڑھو، بیٹھنے کی سکت نہ ہو تو کسی چیز سے ٹیک لگا لو اس کی بھی قدرت نہ ہو تو لیٹے لیٹے ہی اس اشارے سے اس کا سجدہ بندگی بجالاؤ۔ ارشادِ رسالت ﷺ ہے

صل قائما فان لم تستطع فقعاعدا فان لم يستطع فعلى جنب قومي ايماء.

(الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ، باب صلاۃ المریض بحوالہ بخاری و سنن اربعہ)

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر اتنی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر اشارے سے ادا کرو۔ خود سرورِ کائنات ﷺ کا عمل یہی رہا ہے کہ اپنی بیماری اور ضعف و کمزوری کی حالت میں بیٹھ کر نماز ادا کی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی زندگی رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ عمل کی مکمل عملی تصویر تھی۔ قیام پر قدرت ہے تو کھڑے ہو کر ہمہ تن شوقِ مولیٰ سے راز و نیاز میں مشغول ہیں بدن میں طاقت نہیں تو عصا کے سہارے قیام ہو رہا ہے اسی کے سہارے رکوع و سجود ادا ہو رہے ہیں لیکن کبھی راحت نفس کے لئے نماز نہیں چھوڑتے۔

(۱) حضرت مولا ان عبد السلام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام اپنے ایک مکتوب مورخہ ۴ ربیع الآخر ۳۴ ہجری میں آپ لکھتے ہیں ڈھائی سال سے اگرچہ امراض درد و کمرو مثلاً نہ دوسرے غیر ہا امراض کے ملازم ہو گئے ہیں۔ قیام و قعود، رکوع و سجود بذریعہ عصا ہے مگر الحمد للہ کہ دین حق پر استقامت عطاء فرمائی ہے کثرتِ عبادت روز افزوں ہے اور حفظِ الہی کی تفصیل نامتناہی شامل حال۔ **والحمد لله رب العالمین۔ (اکرام صفحہ ۱۲۸)**

(۲) اعلیٰ حضرت کے قیامِ جبل پور کے دوران ایک روز حضرت عبد السلام نے عرض کیا جبل پور خوش نصیب ہے کہ یہاں حضور کی صحت بہت اچھی ہے بریلی شریف میں کبھی کبھی نماز میں رکوع و سجود میں عصا کا سہارا لینا پڑتا تھا یہاں نہیں دیکھا۔ **(اکرام صفحہ ۹۸)**

(۳) اعلیٰ حضرت اپنے مرض الموت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں اس مرض کے ساتھ ہی شدتِ کھانسی و زکام اور بلغم میں لزوجت ایسی کہ دس دس جھٹکوں کے بعد بادشاہی جدا ہوتا۔ کھانسی اس قدر شدت کی اتنے جھٹکے ہوتے اور جگر و پہلوں میں درد ان کو جھٹکوں کی اصلاً خبر نہ ہوتی۔ یہ وہ مرض تھا کہ بائیس دن میں بازو کا گوشت صحیح پیمائش سے سوا انچ کھل گیا رانوں کا

ابتدائی حصہ اتارہ گیا جتنے بائیس دن پہلے بازو تھے۔ شدت قبض و بیجانِ ریح کا سلسلہ اب تک (جاری) ہے..... اب مسجد تک جانے کی طاقت نہ رہی پندرہ روز سے اسہال (دست) شروع ہوئے۔ اس نے بالکل گرا دیا نماز کی چوکی پلنگ کے برابر لگی اس پر سے بیٹھے بیٹھے تین تین بار ہمت سے ہوتا۔ الحمد للہ کہ اب تک فرض و وتر اور صبح کی سنتیں بذریعہ عصا کھڑے ہی ہو کر پڑھتا ہوں مگر جو دشواری ہوتی ہے دل جانتا ہے نبض کی یہ حالت ہے کہ ایک ایک منٹ میں چار چار بار رک جاتی ہے دو دو قرع کی قدر رک رہتی ہے پھر باز نہ تعالیٰ چلنے لگتی ہے۔ (اکرام صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵ خلاصہ بلفظہ)

شریعت کا قانون ہے کہ جب تک مریض کسی چیز کے سہارے قیام و قعود اور رکوع و سجود پر قادر ہو اس سے نماز معاف نہیں ہے اور نہ ہی اسے رکوع و سجود کے لئے اشارہ کی اجازت ہے اس لئے آپ نفس پر مشقت و تکلیف برداشت کر کے نماز کو تمام شرائط و آداب کے ساتھ ادا کرتے ہیں مگر محبوب کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کوئی کمی گوارا نہیں کرتے۔ یہ اتباع سنت کا وہ اعلیٰ نمونہ ہے جس کی نظیر آج کے زمانے میں نظر نہیں آتی۔

جماعت کا التزام

احادیث کریمہ میں جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ موکدا نہ انداز میں طرح طرح سے اس کی تاکید فرمائی گئی ہے اور اس کے ترک کو تعزیر شدید کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں رحمت عالم ﷺ نے جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کے متعلق یہاں تک فرمایا

ثم اخالف الى رجال لا يشهدون الصلوة فاحرق بيوتهم

(میں نے ارادہ کر لیا کہ) جو لوگ جماعت میں حاضر نہیں ہوتے ان کے گھر ان کے سمیت آگ سے جلا دوں۔

ایسی احادیث کو ذہن میں رکھ کر اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی پاک کا جائزہ لیجئے تو اس میں نمایاں طور پر صحابہ کرام بلکہ خود سرکار ﷺ کی حیات طیبہ کا عکس جمیل جھلکتا ہوا نظر آئے گا اور آپ محسوس کریں گے کہ اعلیٰ حضرت نے زندگی بھر ماہ رسالت اور اس کے نجوم ہدایت سے جو کسب نور کیا تھا وہ نور خود ان کی ذات انور میں جگمگا رہا ہے۔ بڑھاپے کا زمانہ ہے، کثرتِ کار، ہجومِ افکار، نزولِ بلا یا شدتِ امراض کے باعث آپ کے قوی ساتھ چھوڑتے جا رہے ہیں، نقاہت اور کمزوری حد درجہ کو پہنچ چکی ہے چند قدم چلنے کی بھی بدن میں طاقت نہیں رہ گئی۔

اڑائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی داستان ان کی

مگر اس مردِ با خدا کے عزم و حوصلہ کی بلندی کا عجب حال ہے کہ وہ تمام دشواریاں مجبوریوں اور معذوریوں کے

باوجود قرب مولیٰ کے شوق میں جانب منزل یوں رواں دواں ہے

ان کا پتہ نہ پوچھو بس آگے بڑھے چلو

ضعف مانا مگر اے ظالم دل

ان کے رستے میں تھکا نہ کرے

وہ منزل مسجد ہے جہاں اتباعِ رسول کا جذبہ صادق انہیں کھینچے لئے جارہا تھا۔ آپ بھی اس کا ایک منظر ملاحظہ کیجئے۔

اجلِ نزدیک اور عملِ ریک ”وَحَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“ دن کم پانچ مہینے ہوئے آنکھ دکھنی آئی اور اس پر اطوارِ مختلفہ وارد ہوئے ضعف قائم ہو گیا، سیاہ ہیولات نظر آتے ہیں، آنکھیں ہمہ وقت نم رہتی ہیں، اول تو مہینوں کچھ لکھ پڑھ ہی نہیں سکا اب یہ (حال) ہے چند منٹ نگاہ نیچے کرنے سے آنکھ بھاری پڑ جاتی ہے، کمزوری بڑھ جاتی ہے، پانچ مہینے سے مسائل و رسائل سب زبانی بتا کر لکھے جاتے ہیں۔ بارہویں ربیع الاول کی شام سے ایک ایسا مرض لاحق ہوا کہ عمر بھر نہ ہوا تھا نہ اللہ کسی کو اس میں مبتلا کرے۔ ۵ گھنٹے کامل اجابت نہ ہوئی، پیشاب بھی بند ہو گیا۔ مولیٰ تعالیٰ نے فضل فرمایا مگر ضعف بدرجہ غایت ہے۔ نواں روز ہے بخار کا دورہ ہوا ضعف کو اور قوت بخشی روزِ تجربہ کیا مسجد تک جانے آنے کی تعب سے فوراً بخار آ جاتا ہے مجبوراً کئی روز سے یہ ہے کہ کرسی پر بیٹھا کر چار آدمی لے جاتے ہیں اور لاتے ہیں ظہر کو جاتا اور مغرب پڑھ کر آتا ہوں طالبِ دعا ہوں۔

آپ کے خطوط کے مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کو اتباعِ سنت کا بے پناہ شوق تھا کہنے کو تو وہ یہ کہتے ہیں

حشر میں کیا کیا مزے دارنگی کے لوں رضا

لوٹ جاؤں پا کے وہ داماں عالی ہاتھ

لیکن سرکارِ ﷺ سے دارنگی و عشق کا عالم یہ ہے کہ دنیا میں آپ کے ایک ایک قول و فعل پر عمل کے لئے دیوانہ وار مچل رہے ہیں۔ بدن میں طاقت نہیں لیکن جماعت میں شرکت کے لئے بے چین ہیں کہ سرکارِ ﷺ کو کسی بھی حال میں وسعت کے باوجود جماعت سے غیر حاضری گوارا نہ تھی لوگوں کے سہارے کرسی پر بیٹھ کر مسجد میں حاضر ہو رہے ہیں اور حالت یہ ہے کہ آمد و رفت بھی آپ کے لئے سخت کلفت و مشقت کے باعث ہے۔ یہ سب اس جذبہ شوق میں تھا کہ حضور ﷺ کے صحابہ بھی بیماری و ناتوانی کی حالت میں دو آدمیوں کے بیچ میں چل کر جماعت میں شریک ہوا کرتے تھے اور ایک دفعہ خود

حضور ﷺ بھی اسی انداز سے مسجد میں تشریف لائے تھے۔ بلاشبہ اعلیٰ حضرت کا یہ مثالی کردار حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کی اسی سنت کی اتباع میں تھا لیکن حضور ﷺ کی وہ ادا جو آپ کے دو آدمیوں کے بیچ میں چل کر جانے میں تھی کرسی پر جانے میں ادا نہیں ہوتی اس لئے اعلیٰ حضرت بسا اوقات دو آدمیوں کے بیچ میں چل کر بھی مسجد تشریف لے گئے تاکہ محبوب کی وہ ادا بھی ادا ہو جائے۔

ایک عاشق کے لئے ادائے محبوب میں مشابہت کا جو لطف ہے وہ صرف متابعت میں کہاں؟

ذوقت ایں مے نہ شناسی بخدا تانہ چشتی

اعلیٰ حضرت کے مکتوبات سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کچھ دنوں انتہائی ضعف اور کمزوری کی بناء پر مسجد میں حاضر نہ ہو سکے مگر یہ اس لئے تھا کہ شریعت نے بے بسی کی حالت میں مکلف ہی نہیں کیا ہے خود سر کا ﷺ کے عمل سے بھی اس کی شہادت فراہم ہوتی ہے البتہ سرکار کا یہ عمل عذر کی وجہ سے بادل نا خواستہ تھا اس لئے یہ عاشق رسول اللہ ﷺ بھی مسجد سے اپنی غیر حاضری کو دل سے گوارا نہیں کرتا بلکہ اسے اپنی محرومی سمجھتا ہے وہ بڑی حسرت اور افسوس کے ساتھ اپنے قرۃ العین و درۃ الزین (حضرت ملک العلماء) کو لکھتا ہے کہ ”مدتوں مسجد کی حاضری سے محروم رہا“

خدا کی قسم! یہ امام احمد رضا قدس سرہ کے اتباع سنت کا وہ بے مثال نمونہ ہے جسے دیکھ کر عہد رسالت و عہد صحابہ کی یاد دلوں میں تازہ ہو جاتی ہے۔

صحرا میں اذان

اذان اہم شعار اسلام سے ہے۔ حدیث پاک میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے ایک حدیث میں حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لا یسمع مدی صوت الموزن جن والانس ولا شئی الا شہد له یوم القیمۃ۔ (رواہ البخاری)

موزن کی آواز پہنچنے کے آخری مقام تک جن و انسان اور حیوانات و نباتات و جمادات سے ہر چیز جو یہ آواز سنتی ہے وہ سب کے سب قیامت کے دن موزن کے لئے اس کے ایمان اور فضل و کرامت کی گواہی دیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے

ویشہد له کل رطب و یابس۔

ہر خشک و تر موزن کے لئے گواہ ہو جاتے ہیں۔

ایک دفعہ حضور ﷺ نے بھی بنفس نفیس اذان دی۔

امام احمد رضا نے اس سنت کی پیروی کا جو نمونہ پیش کیا ہے وہ بڑا ہی قابلِ رشک ہے۔ جمادِ الآخر ۱۳۳۷ھ میں قیامِ جبل پور کے دوران ایک روز آپ سیر و تفریح کے لئے زبد اندی تک چلے گئے وہیں پر نمازِ مغرب کا وقت ہو گیا۔ اب آگے کا واقعہ حضرت برہانِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی سنئے۔ رقمطراز ہیں ”بندر کو دنی کے خشک ریت کے میدان میں مصلے اور رومال وغیرہ بچھا لئے گئے میں نے اذان دینے کے ارادے سے کان میں انگلیاں لگائیں کہ اذان کی آواز سنائی دی“ دیکھا اعلیٰ حضرت اذان دے رہے تھے۔ حضرت ہی نے اقامت فرمائی اور نمازِ مغرب پڑھائی فارغ ہونے پر ہم سب قدم بوس ہوئے تو اپنے دست مبارک میں خادم کا ہاتھ لے کر فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں کا ہر فرد شاہد اور گواہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں نے اذان دی کہ یہاں کا بہتا ہوا دریا، پہاڑ، درخت، سبزہ اور ریت سب مجھ فقیر کے لئے شاہد ہو جائیں۔

سبحان اللہ بڑی قابلِ رشک ہے یہ نیت کہ اذان کے ساتھ اس مبارک نیت کے حسین امتزاج سے نہ صرف یہ کہ اس کا ثواب دو بالا ہو گیا بلکہ بڑی بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کامل طور سے ادا ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ کا قول نیتِ حسنہ سے خالی نہیں ہوتا وہ خود فرماتے ہیں ”انما الاعمال بالنیات نية المومن خیر من عمل قلوب“ نے سفر میں اذان دی تھی وہ یقیناً نیتِ حسنہ (جو بھی ہو) کی مظہر ہوگی اس لئے اعلیٰ حضرت اتباعِ رسول میں جب سفر میں اذان کی صدائے حق بلند کرتے ہیں تو اسے نیتِ حسنہ سے مزین و آراستہ کر کے بلند کرتے ہیں تاکہ ظاہر و باطن ہر طرح سے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا کامل اتباع ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود ہی اقامت فرما کر امامت بھی کی تھی اس لئے اعلیٰ حضرت بھی خود ہی اقامت و امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں کہ شیوہ محبت یہی ہے کہ محبوب جو کچھ کرے محبت وہ سب کچھ اس انداز سے بجالائے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اسی مکتبِ عشق کے پروردہ تھے اس لئے آپ نے بھی رسول اللہ ﷺ کو جو کرتے دیکھا اسی پر عمل پیرا ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کو جیسے چلتے دیکھا اسی انداز سے چل پڑے۔ آپ ﷺ کی اداؤں کو اپنا حرزِ جان بنالیا اور آپ کے نقشِ قدم کی پیروی کو دین و ایمان۔ (معارفِ رضا کراچی، شمارہ دہم ۱۹۹۲ء۔ ۱۳۱۳ھ، صفحہ

(۷۹۷۷)

شور مہ نو سن کر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں تیرے صدقے مے دے رمضان آیا

حل لغات

شور، شہرت۔ مہ نو، نیا چاند (ہلال)۔ دواں، دوڑا آیا، بھاگا بھاگا آیا۔ ساقی، پلانے والا۔ میں تیرے صدقے، میں تجھ پر قربان۔ مے، شراب طہور۔

شرح

رمضان المبارک کے نئے چاند کی آمد آمد کی شہرت سن کر میں بھاگا بھاگا آیا۔ آپ کی درگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اے میرے حبیب ﷺ میں آپ پر قربان رحمت والا مہینہ آ گیا ہے مجھے بھی شربت دیدار اور اپنی محبت و عشق کا جام نو پلا دیجئے۔ یہ اشعار اس وقت کہے جس سال رمضان شریف کا پورا مہینہ پہلی سے آخر تک عظمت مدار ﷺ کی بارگاہ بیکس میں پناہ گزارنے کی تمنا اور حسرت لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے اور وہیں سے حج بیت اللہ کا قصد فرما کر حج ادا کیا اس کے بعد واپس تشریف لائے۔

دوسری بار

زیارتِ حرین شریفین اور حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اس سفر میں حرین کے علمائے کبار نے بڑی قدو تعظیم فرمائی۔ علمائے مکہ نے نوٹ کے متعلق ایک استفتاء پیش کیا خود علمائے حرین کے لئے عقدہ لا ینخل بنا ہوا تھا۔ مولوی احمد رضا خان نے محض حافظہ کی بناء پر قلم برداشتہ عربی میں اس کا جواب تحریر فرمایا اور اس کا تاریخی نام ”کفل الفقہ فی قرطاس الدراہم“ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء) رکھا۔ (نزہۃ الخواطر ۸، ۳۹، ۴۱، کفل الفقہ صفحہ ۱۶۷)

ہندوستان واپس آنے کے بعد مندرجہ بالا جواب کا ضمیمہ تحریر کیا اور اس کا تاریخی نام ”سر السفیہ الوہم فی ابدال قرطاس الدراہم“ (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) رکھا پھر اس کا اردو ترجمہ کیا پھر اس کا تاریخی نام ”الذیل امنوط الرسالة التوط“ (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) رکھا۔

دولت مکہ

کفل الفقہ کے علاوہ ایک اور تالیف علمائے مکہ کے ایک دوسرے استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی اور اس کا تاریخی نام ”الدولة المکیہ بالمادة الغیبیہ“ (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۵ء) تجویز کیا اس تالیف میں مسئلہ علم غیب پر محققانہ بحث کی ہے علمائے حرین نے اس پر جو تقاریف تحریر کی ہے ان سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (الفیوضات المکیہ صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۱۱ء)

(۵۴۳۳۲۵۸)

مجددِ ملت

(مولانا) احمد رضا خان کو علمائے حرمین بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے چنانچہ بعض علماء نے انہیں ”مجددِ امت“ لکھا ہے۔ (حسام الحرمین صفحہ ۲۴، ۲۴۲، ۲۶۲) (اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، مرتبہ پنجاب یونیورسٹی لاہور)

اس گل کے سوا ہر پھول باگوش گراں آیا
دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقت فغاں آیا

شرح

اے بلبل جتنے بھی پھول ہیں سب کے کان وزنی یعنی بہرے ہیں کوئی بھی فریا نہیں سن سکتا ایک پھول جو سبھی کا فریا درس ہے گلستانِ مدینہ کے پھول سید دو عالم ﷺ ہیں۔ اے بلبل جب فریا دکا وقت آئے گا تو اس بات کو اس وقت محسوس کریگا۔

شفاعتِ کبریٰ

اس میں شفاعت کی طرف اشارہ ہے کہ جسے ہم نے تفصیل سے دوسری جگہ عرض کیا ہے۔ مختصراً یہ کہ سب سے پہلے حضور ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے آدم سے لے کر مسیح کلمۃ اللہ تک سب کو اپنے اپنے نفس کی پڑی ہوگی اور کوئی نبی حضور ﷺ سے پہلے شفاعت نہ کرے گا جب لوگ انبیاء کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کریں گے تو سارے انبیاء کرام حضور ﷺ کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کریں گے اور فرمائیں گے۔

اذھبوا الی غیرہ

کسی اور کے پاس جاؤ

کہیں گے اور نبی اذھبوا الی غیرہ

میرے کریم کے لب پر انا لھا ہوگا

آخر لوگ تھک ہار کے مارے چاروں طرف سے امیدیں توڑے بارگاہِ عرش جاہ بیکس پناہ، خاتمِ دور رسالت، فاتحِ بابِ شفاعت، محبوبِ بادِ جاہت، بلند عزت، بلجاءِ عاجزاں، مادائے بیکساں، مولائے دو جہاں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونگے اور اپنی مصیبت بیان کریں گے حضور ﷺ فرمائیں گے

انا لھا انا صاحبکم

ہاں میں شفاعت کے لئے ہوں میں تمہارا صاحب ہوں۔

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

کشتگان گرمی محشر کو وہ جانِ مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے

یہی سماں ہوگا کہ رب العزت جل مجدہ فرمائے گا

ارضیت یا محمد ﷺ

اے محمد ﷺ کیا تم راضی ہو گئے۔

حضور ﷺ عرض کریں گے اے رب میں راضی ہو گیا۔

جب بامِ تجلی پر وہ نیر جاں آیا
سرتھا جو گرا جھک کر دل تھا جو تپاں آیا

حل لغات

بام، چھت۔ تجلی، روشنی۔ نیر، روشن کرنے والا، سورج کو بھی اسی لئے نیر کہتے ہیں۔

شرح

روزِ محشر پاتصور کر کے امامِ اہل سنت فرماتے ہیں کہ جس وقت تجلی کی چھت (بلندی) پر وہ عالم کی جانوں کو منور کرنے والا جلوہ افروز ہوگا اس جمالِ جہاں آراء کو دیکھ کر ہر دل میں محبت و الفت کا شعلہ بھڑک اُٹھے گا اور دیوانہ وار سر جھک جائے گا اور ان کے قدم ہائے مبارک پر گر پڑے گا اور ان کے دیدار سے دل کا جو حال ہوگا وہ قابلِ دید ہوگا جس کا مختصر خاکہ ملاحظہ ہوگا۔

شفاعت کا ابتدائی منظر

شفاعت سے پہلے کا ابتدائی منظر بھی فقیر نے دوسرے مقام پر شرحِ ہذا میں تفصیل سے لکھا ہے یہاں مختصر عرض ہے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک وسیع و ہموار میدان میں جمع کریگا کہ سب دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں اور پکارنے کی آوازیں سنیں، دن طویل ہوگا اور آفتاب کو اس دن دس برس کی گرمی دیں گے پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کریں

گے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائے گا، پسینے آنا شروع ہونگے قد آدم پسینہ تو زمین میں جذب ہو جائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں گے، غرپ غرپ کریں گے جیسے کوئی ڈبکیاں لیتا ہے، قرب آفتاب سے غم و کرب اس درجہ کو پہنچے گا کہ طاقت نہ ہوگی تاب تحمل باقی نہ رہے گی رہ رہ کر تین گھبراہٹیں لوگوں کو اٹھیں گی، آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں کس حال کو پہنچے کوئی ایسا شفیع کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب کے پاس شفاعت کرے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے پھر خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ السلام ہمارے باپ ہیں ان کے پاس چلنا چاہیے پس آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے عرض کریں گے اے ہمارے باپ آدم آپ ابو البشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا اور سب چیزوں کے نام آپ کو سکھائے اور آپ کو اپنا آدم صفیٰ کیا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے تو آدم علیہ السلام جواب دیدیں گے ایسے ہی ہر نبی علیہ السلام جواب دیں گے بالآخر ہمارے نبی کریم ﷺ تمام امتوں کو گلے لگا کر شفاعت کے لئے کمر بستہ ہونگے۔

جنت کو حرم سمجھا آتے تو یہاں آیا
اب تک کے ہر ایک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا

حل لغات

حرم ہرز میں پاک مدینہ۔ تک کے، دیکھ کر۔

شرح

مدینہ منورہ کی سرزمین کے سامنے جنت میں جانے کی خواہش نہیں لیکن چاروں اچار کسی طرح جنت میں آپہنچا وہ بھی اس طرح کہ میں نے سمجھا کہ مدینہ پاک ہی آیا ہوں مگر جب جنت میں آگیا اور وہاں کے لوگوں کو دیکھا تو بڑا حیران ہوا اور اسی حالت میں کہتا ہوں کہ میں کہاں آگیا ہوں۔ اس شعر میں فتوائے عشق کے مطابق واضح فرمایا کہ جنت کوئے مصطفیٰ ﷺ کے سامنے کچھ بھی نہیں عاشق اس میں بھولے بھلائے چلا بھی گیا تب بھی اسے اس میں چین نہ آئے گا کیونکہ اسے تو کوئے حبیب ﷺ چاہیے۔ کسی شاعر نے اسے یوں ادا کیا

کیسا ہے یہ دیوانہ کس کا ہے یہ دیوانہ
محشر میں بھی کہتا ہے جانا ہے مدینے میں

طیبہ کے سوا سب باغ پامال فنا ہونگے
دیکھو گے چمن والو جب عہد خزاں آیا

حل لغات

پامال، برباد، آیا، زمانہ ماضی، مگر ہاں آئندہ زمانے کے لئے بڑی خوبصورتی کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے جو یقیناً اور ایمان پر دلالت کرتا ہے جیسے علم و معانی کا قانون ہے۔

شرح

چمنستان مصطفویٰ (مدینہ منورہ) کے علاوہ دنیا جہان کے سرے باغات فنا کی بھینٹ چڑھ جائیں گے۔ اے چمن والو! اس وقت ہم دکھا دیں گے بلکہ جب خزاں کا زمانہ آجائے گا تو تم خود ہی دیکھ لو گے ہمیں تو یقیناً ہے تمہیں بھی یقیناً آجائے گا۔

تاقیامت مدینہ آباد

”کل شئی ہالک الا وجہک“ قانون حق ہے لیکن اللہ تعالیٰ تمام عالم کو ویران کرنے کے بعد ہی مدینہ پاک اس دنیا سے ختم کریگا۔ حدیث شریف میں ہے

اخیر قرية من قرى الاسلام خرابا بالمدينة. (رواہ النسائی)

اسلام کی آبادیوں میں سب سے آخر میں مدینہ پاک ختم ہوگا۔

فائدہ

نبی پاک ﷺ کے مدینہ پاک کی عزت و احترام کا کیا کہنا کہ یہ آبادی دوسرے بزرگ و شاداب ہے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوگی تو یہاں سے دو لہا کو براق پر سوار کیا جائے گا اور بارات یہاں سے روانہ ہوگی تو دو لہا کا قیام مقام محمود پہ ہوگا تو خلق خدا اندر میں دوران تا دخول جنت آپ کی نعت خوانی میں مصروف رہے گی جس کی تفصیل فقیر نے منظر شفاعت میں بیان کی ہے۔

علم غیب

حضور سرور عالم ﷺ کے علم غیب کے منکرین کے لئے تازیانہ عبرت ہے کہ ایک طرف زمین کی آبادی کا آغاز بتایا (وہ بھی کعبہ کا وہ مقام جہاں حضور سرور عالم ﷺ کی بشریت مبارکہ کا خیر اقدس تفصیل ”محبوب مدینہ“ میں دیکھئے) اور اس کا انجام بھی جو (حدیث

مذکور میں ہے) بلکہ وفاء الوفاء میں ایک حدیث نقل فرمائی جس سے یقین کیجئے کہ آپ قیام قیامت سے پہلے عالم کو ان کے اختتام کی کیسی آنکھوں دیکھی ترتیب بیان فرمائی ہے۔

عمران بیت المقدس خراب یثرب و خراب یثرب خروج الملحمہ فتح القسطنطنیہ و فتح

القسطنطنیہ خروج الدجال۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد و ابن حسان، خلاصۃ الوفاء)

بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی ویرانی کا سبب بنے گی مدینہ کی ویرانگی جنگیں لائے گی ان جنگوں میں قسطنطنیہ فتح ہوگا قسطنطنیہ کی فتح پر دجال کا خروج ہوگا۔

سر اور وہ سنگ در آنکھ اور وہ بزم نور
ظالم کو وطن کا دھیان آیا تو کہاں آیا

حل لغات

سنگ در، دروازے کا پتھر، چوکھٹ یعنی حضور سرورِ عالم ﷺ کی مبارک چوکھٹ۔ بزم نور، نور کی محفل یعنی نبی کریم ﷺ کے دربارِ اقدس (مدینہ منورہ) کے لوگوں کی مبارک محفل۔ ظالم، ظلم کرنے والا مجازاً دل۔ وطن، اپنا دیس۔

شرح

امام احمد رضا قدس سرہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ جب میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا تو اپنا سر حضور ﷺ کی چوکھٹ پر جھکا رہتا تھا اور اپنی آنکھیں وہاں کی نورانی محفلوں کا پیارا پیارا نظارہ کیا کرتی تھیں۔ میری زندگی کتنی پیاری فضاء میں گزر رہی تھی مگر ظالم دل کو کیا کہا جائے جس نے ایسی نورانی جگہ بھی اپنا دیس و ملک یاد کیا۔

اس شعر کے مطابق پہلے ایک مضمون گزرا ہے لیکن میرا مذہب ہے کہ مدینہ پاک کی یاد جتنی بار کرونت نئی قلبی مسرت ہوتی ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ خود محبوبِ خدا ﷺ مدینہ پاک سے بہت زیادہ پیار فرماتے بلکہ صحابہ کرام اور امت خواص و عوام کو اس سے پیار کی ترغیب دلاتے۔

احادیث مبارکہ

(۱) سفر سے واپسی پر حضور سرورِ عالم ﷺ جب مدینہ پاک کے درخت اور دیواریں اور مدینہ کو جانے والے راستے دیکھتے تو سواری کو تیز کر دیتے۔ (وفاء الوفاء)

(۲) آپ جب مکہ معظمہ سے مدینہ پاک کی طرف لوٹتے تو مدینہ طیبہ کی خوشی اور محبت میں چادر مبارک کا ندھے اقدس سے ہٹا کر فرماتے

هذا ارواح طيبه

یہ ہوائیں کیسی بھلی ہیں۔ (ایضاً)

اور زائر مزار کو ہزاروں نوید رحمت سنائیں مثلاً فرمایا

(۱) من زار قبری وجبت له شفاعتی. (رواہ البیہقی)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(۲) من زار قبری حلت له شفاعتی. (وفاء الوفاء)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے واسطے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔

(۳) من جاء نى زائر الاتحمله حاجة الا يارتى كان حقاً على ان اكون له شفيعاً يوم القيمة. (دارقطنی)

جو میری زیارت کو اس طرح آیا کہ میری زیارت کے سوا اور چیز اس کو نہ لائی تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوؤں گا۔

(۴) من حج فزارى قبر بعد وفاقتى كان كمن زارنى فى حياتى. (دارقطنی طبرانی)

جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ مثل اس کے ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۵) من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني. (ابن عدی)

جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پرستم کیا۔

(۶) من زارى قبرى او من زارنى كنت له شفيعاً او شهيداً ومن مات فى احد الحرمين بعثه الله

عز وجل فى الامنين يوم القيمة. (ابوداؤد)

جس نے میری قبر کی زیارت کی (یا فرمایا) جس نے میری زیارت کی میں اس کے لئے شفیع یا گواہ رہوں گا اور جو شخص حرمین سے ایک میں مر گیا اللہ عز وجل اس کو قیامت کے دن امن والوں میں اٹھائے گا۔

(۷) من زارنى متعمداً كان فى حوارى يوم القيمة. (عقیلی)

جس نے بالقصد میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میری پناہ میں ہوگا۔

فائدہ

احادیث مبارکہ مذکورہ بالا صحیح ہیں۔ ابن تیمیہ نے اپنی فساد طبع پر ضعیف و موضوع کہہ کر اپنا انجام برباد کیا لیکن امام

سکی کا خدا بھلا کرے انہوں نے ابن تیمیہ کے تمام اعتراضات غلط کر کے ان روایات کی تصحیح فرمائی اور فرمایا کہ روایت مذکورہ آیت

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا

رحیمہ۔ (سورہ نساء، رکوع ۹)

اور اگر یہ لوگ جس وقت اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تیرے پاس آتے ہیں اور خدا سے بخشش مانگتے اور پیغمبران کے لئے بخشش مانگتا تو وہ خدا کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

سے موید ہیں اور علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ جو روایت قرآنی مضامین سے موید ہو جائے وہ روایات معنا صحیح ہو جاتی ہے اور یہ روایت تو سنداً بھی صحیح ہے اور معنا بھی۔

کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے
سکتہ میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا

حل لغات

نعت، تعریف، رسول اکرم ﷺ کے مدحیہ اشعار جیسا کہ منقبت صحابہ کرام اور اہل بیت عظام وغیرہ کی شان میں تعریف و توصیف والے اشعار کو کہتے ہیں۔ طبقے، رتبے، مرتبے۔ عالم، بامعنی حالت۔ سکتہ، ایک مرض جس میں حس و حرکت ختم ہو جاتی ہے اور جاندار مردہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ چکر، حیرت۔

شرح

نعت رسول اکرم ﷺ کی عظمتوں اور مراتب کی حالت ہی کچھ ایسی ہے کہ عقل و فہم کی رسائی ان تک ناممکن ہے عقل نارسا بے حس و بے حرکت (سکتہ کے عالم) پڑی ہوئی ہے اور تصورات و خیالات حیرت زدہ ہیں محبوب یگانہ حد کی صفات قدسہ اقدس میں نعت گوئی بڑا ہی مشکل کام ہے ہزار کوشش کے باوجود بڑے سے بڑا علم و عمل والا اتنا قاصر ہے کہ ان کی تعریف و توصیف کا ادنیٰ بھی حق ادا نہیں کر سکتا اور میں بھی ان ہی قاصر لوگوں سے ہوں میری کیا مجال ہے کہ حضور ﷺ جیسی ہمہ گیر شخصیت کی نعت گوئی کا حق ادا کر سکوں۔

قرآن مجید

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَكَلِمَتِ رَبِّي الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَتِ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَادًا۔ (پارہ

فرمائیے اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کے کلمات ختم نہ ہونگے اگرچہ ہم ویسا ہی اور (سمندر) اس کی مدد کو لے آئیں۔

ولوان ما فی الارض من شجرة اقلام والبحر يمدہ من بعدہ سبعة ابحر ما نفذت کلمت اللہ.

(پارہ ۲۱، لقمان ۲۷)

اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں تمام قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔

فائدہ

کلمات اللہ سے بعض علماء نے حضور ﷺ کے کمالات مراد لئے ہیں۔

آیت شان نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہود نے کہا کہ اے محمد ﷺ آپ کا خیال ہے کہ ہمیں حکمت دی گئی اور آپ کی کتاب میں کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی پھر آپ کیسے فرماتے ہیں کہ تمہیں نہیں دیا گیا مگر تھوڑا علم اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزان)۔

فائدہ

یاد رہے کہ حضور ﷺ کے فضائل و کمالات کا احاطہ طاقت بشری سے خارج ہے علماء ظاہر و باطن سب یہاں عاجز ہیں چنانچہ حضرت خواجہ صالح بن مبارک بخاری خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خواجگان سید بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ انیس الطالین صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں

اجماع اہل تصوف است کہ صدیقیت نزدیک ترین مقامے و مرتبہ ایست بہ نبوت و سخن سلطان العارفین ابو یزید بسطامی است قدس سرہ کے آخر نہایت صدیقان اول احوال انبیاء است و از کلمات قدسیہ و ایشانست کہ نہایت مقام اولیاء ہدایت مقام شہیدان است و نہایت مقام صدیقان ہدایت مقام انبیاء است و نہایت مقام انبیاء ہدایت مقام رسل است و نہایت مقام رسل ہدایت مقام اولوالعزم است و نہایت مقام اولوالعزم ہدایت مقام مصطفیٰ است ﷺ و مقام مصطفیٰ را نہایت پیدا نیست جز حق جل و علا کہ سے نہایت مقام دے راندا نلدورد روزازل مقام ارواح و بروز یشاق ہم بریں مراتب باشد۔

صوفیاء کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نبوت کے سب سے نزدیک مقام و مرتبہ صدیقیت ہے اور سلطان العارفین ابو یزید

بسطامی کا نور ہے کہ صدیقوں کے مقام کی نہایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور ان کے کلماتِ قدسیہ میں سے ہے کہ عامہ مومنین کے مقام کی ابتداء ہے اور اولیاء کے مقام کی غایت شہیدوں کے مقام کی غایب صدیقوں کے مقام کی ابتداء ہے اور صدیقوں کے مقام کی غایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور رسول کے مقام کی غایت اولعزم کے مقام کی ابتداء ہے اور اولوالعزم کے مقام کی غایت حضرت مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مصطفیٰ ﷺ کے مقام کی کوئی انتہاء نہیں اور حق جل و علا کے سوا اور کوئی آپ کے مقام کی انتہاء نہیں جانتا۔ روزِ ازل میں بیشاق کے دن روحوں کا مقام ان ہی مراتب پر تھا جو مذکور ہونے اور قیامت کے دن بھی ان ہی مراتب پر ہوگا۔

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ (م ۴۲۵ھ) یوں فرماتے ہیں

سہ چیز را غایت ندا نستم غایت درجات مصطفیٰ ﷺ ندا نستم و غایت کید نفس ندا نستم و غایت معرفت ندا نستم۔ (نفحات الانس)

مجھے ان تین چیزوں کی غایت وحد معلوم نہ ہوئی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے درجات۔ مگر نفس، معرفت۔

امام شرف الدین بوسیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۴۹۴ھ) اپنے قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں

دع ما ادعته النصاری بهیم

واحکم بما شئیت مدحاً فیہ

واحکم فأنسب الی ذاته

ما شئت من شرف وأنسب

الی قدرہ ما شئت من عظم

چھوڑ کر دعویٰ وہ جس کے ہیں نصاریٰ مدعی چاہے جو مانوا سے زیبا ہے اللہ کی قسم جو شرف چاہو کرو منسوخ اس کی ذات سے کوئی عظمت کیوں نہ ہو ہے منزلت سے اس کی کم۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوة میں یوں فرماتے ہیں

ہر رتبہ کو بود در امکاں بردست ختم

ہر نعمتی کہ داشت خدا شد برد تمام

جو رتبہ امکانی ہے وہ آپ پر ختم ہے ہر وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ آپ میں مکمل ہے۔

کسی دوسرے بزرگ نے فرمایا

يا صاحب الجمال وياسيد البشر
من وجهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كما كان حقه
بعد از خدا بگنرتوئی قصه مختصر

اے صاحب جمال اے سید البشر آپ کے روشن چہرہ سے چاند روشن ہے خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں آپ کی ثناء کا حق ناممکن ہے خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں قصہ مختصر۔

سوال

حضور ﷺ کی تعریف میں مبالغہ آمیز امور شامل ہیں اور قرآن مجید میں ایسے مبالغہ جات سے منع فرمایا ہے چنانچہ

فرمایا

لا تغلوا فی دینکم

اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو۔

جواب

آیت میں غلو کی نہی ہے مبالغہ کی نہیں عربی میں ”غلو تجاوز عن الحد“ (تجاوزات امام راغب) حد سے آگے بڑھنا کو کہتے ہیں اور حضور ﷺ کی تعریف سے روکنے والوں کو تا حال معلوم نہیں ہو سکا کہ حضور ﷺ کی تعریف اور مدح و ثناء کی حد ہے کہاں کہ ہم اس کے آگے نہ بڑھیں حد وہ بتا دیں اس کے آگے ہم نہیں بڑھیں گے لیکن دنیا بلکہ کئی عالم ختم ہو جائیں تو بھی حضور ﷺ کی مدح و ثناء کا ایک باب بھی ختم نہ ہوگا۔

حضور سرور عالم ﷺ کی تعریف کی حد تو مخالفین کے امام نے بتائی لیکن اب وہ اسے ظاہر کرنے سے شرماتے ہیں۔ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی تعریف اور تعظیم بڑے بھائی جیسی ہو اور آپ کو گاؤں کے چوہدری کی طرح مانا جائے اور بس۔ (تقویۃ الایمان)

نبی پاک ﷺ کی حد

مخالفین کے امام نے جو حد بتائی ہے وہ نہ صرف غلط بلکہ بہت بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اہل سنت کے نزدیک مدح کی حد قرآن مجید نے خود بتائی ہے چنانچہ اس آیت کا دوسرا جملہ ہے

ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ و کلمة. (پارہ ۶)

اور اللہ تعالیٰ پر حق کے سوا اور کچھ نہ کہو بے شک مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ تعالیٰ کا رسول اور کلمہ ہے۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کو خدا تعالیٰ کا بیٹا نہ کہو بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسول اور کلمہ الہی کہو۔
اس لئے حضور ﷺ نے امت کو اپنی تعریف کی حد بتائی کہ

لا تطرونی کما طرت النصارى عیسیٰ بن مریم.

مجھے اس حد سے آگے نہ بڑھاؤ جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کو حد سے آگے بڑھایا۔

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو خدا اور خدا کا بیٹا نہیں کہنا۔ اس کے بعد یہ عقیدہ رکھنا ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس لئے امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

دع ما ادعته النصارى فى نبیهم

واحکم بما شئت واحتکم

فان فضل رسول الله ليس له

حد فيعرب عنه ناطق بضم

جو عیسائیوں نے اپنے نبی کو کہا (یعنی ابن اللہ اور اس کا شریک) نہ کہہ باقی جو چاہے کہہ ڈال اس لئے کہ آپ کے فضائل کی حد نہیں کہہ سکتے۔

جلتی تھی زمین کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی

لو وہ قد بے سایہ اب سایہ کناں آیا

حل لغات

جلتی تھی زمین، زمین تپ رہی تھی مجازاً میدانِ محشر۔ تھی دھوپ، کڑی سخت دھوپ تھی۔ قد، قد و مامت، جسم کی لمبائی۔
قد بے سایہ، حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ۔ سایہ کناں، سایہ کرنے والے۔

شرح

تصور میں میدانِ حشر کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ زمین کیسی جل رہی تھی اور دھوپ کیسی سخت تھی اتنے میں حضور ﷺ محشر میں تشریف لائے حالانکہ دنیا میں آپ کا سایہ نہ ہوتا تھا لیکن میدانِ حشر میں آپ نے ساری امت کو اپنے سایہ رحمت و

عاطفت میں چھپا لیا۔

امام اہل سنت کی تقلید میں اس شعر کی ترجمانی کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائیگا
مسکراتے ہوئے آپ آجائیں گے سارے محشر کا نقشہ بدل جائیگا

فائدہ

فقیر میدانِ حشر کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہے اس سے اندازہ لگائیں کہ اہل محشر کو کتنی بڑی مشکل کا سامنا ہوگا پھر ایسی مشکل میں سوائے نبی پاک ﷺ کے کوئی کام نہ آئے گا۔

قیامت کا منظر

اس دن سورج جو آج چرخِ چہارم پر چار ہزار سال کی راہ پر ہے صرف میل بھر فاصلہ پر ہوگا۔ حدیث میں **المیل** ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس سے میل مسافت مراد ہے یا **میل مکہ** (مختصرہ دانی کی سلائی) اگر میل مسافت مراد ہو تو وہی آفتاب جو پشت کئے ہوئے ہے اس دن اس طرف منہ کریگا سایہ کہیں ڈھونڈے نہ ملے گا عمر بھر کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا اس دن نہ کوئی یار ہوگا نہ مددگار نہ کوئی مونس نہ غمخوار جن جن سے امید ادا ہو سکتی ہے وہ خود اپنی پریشانیوں میں گھرے ہوں گے۔

یوم یفر المرمن اخیہ وامہ وابیہ وصاحبۃ وبنیہ لكل امری منهم یومئذ شان یغنیہ۔

جس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنے ماں اور باپ سے اپنی بیوی اور اولاد سے اس دن ہر ایک کی شان و تکلیف ایسی ہوگی جو دوسرے سے بے تعلق کر دیگی۔

اس دن تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور صاف جواب پائیں گے ”**نفسی نفسی** اذہبوا الی غیر حجی“ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہی جواب پائیں گے۔ اب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے ویسا جواب پائیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے مگر صاف جواب پائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہاں حاضر ہونگے اپنے مرض کی دوا نہ پائیں گے۔ آخر میں آفتابِ نبوت، ماہتابِ رسالت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونگے سب لوگوں کے برعکس یہاں ”**انا لہا انا لہا**“ سنیں گے۔

کہیں گے اور نبی اذہبوا الی غیری

مرے حضور کے لب پر انا لہا ہوگا

میں ہوں شفاعت کے لئے میں ہوں شفاعت کے لئے۔ فوراً ارشاد ہوگا

ارفع راسک وقل تسمع واشفع تشفع

یعنی اے محمد (ﷺ) اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔
حضور ﷺ دروازہ کھول دیں گے پھر اور انبیاء، اولیاء، صلحاء، علماء، حجاج، حفاظ وغیرہ شفاعت کریں گے۔

طیبہ سے ہم آتے ہیں کہے تو جناب والو
کیا دیکھ کے جیتا ہے جوواں سے یہاں آیا

حل لغات

طیبہ، مدینہ منورہ۔ جناب، جنت کی جمع بہشت۔ وال، وہاں کا مخفف، اس جگہ۔

شرح

اے بہشت والو! ذرا ہماری الٹی چال تو دیکھو کہ دیارِ محبوب مدینہ جہاں ہمارا پیارا محبوب جلوہ افروز ہے چھوڑ کر تمہارے پاس بہشت بریں میں آرہے ہیں۔ اے بہشت بریں والو! آپ لوگ ہم آنے والوں کے ایک ایک فرد سے پوچھتے ہو کہ تمہاری غذا تو دیدارِ محبوب تھی وہاں سے جو یہاں بہشت میں، تم آکر رہنے لگے ہو یہاں تم کو کون سی ایسی چیز دکھائی دیتی ہے جسے تم دیکھ کر جی رہے ہو یعنی عاشقانِ حبیبِ لبیب، دلوں کے طیب ﷺ کو مدینہ منورہ کے سوا کسی دوسری جگہ خواہ بہشت بریں ہی کیوں نہ ہو پسند ہی نہیں کرتے جب تک کہ حضور ﷺ جلوہ فرمانہ ہوں ان کے نزدیک دیارِ حبیب سے بڑھ کر کوئی جگہ نہیں۔ یہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہے

ربیعہ سلمیٰ

آپ فرماتے ہیں کہ ایک شب جبکہ میری قسمت کا ستارہ چمکا میں نے حضور ﷺ کے لئے وضو کا پانی حاضر کیا آپ نے حاضر ہو کر فرمایا

فقال لی سل فقلت اسئلك مرافقتک فی الجنة قال او غیر ذالک قلت ذاک (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۸)

ربیعہ کچھ مانگو میں نے عرض کی حضور یہ مانگتا ہوں جنت میں آپ کے ہمراہ رہوں فرمایا کچھ اور میں نے عرض کی بس یہ ہی۔

سائل ہوا ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو

معلوم ہے اقرار کی عادت تیری مجھ کو

ایک سائل نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم میں بے شک آپ سے محبت رکھتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا دیکھ

تو کیا کہتا ہے اس نے تین مرتبہ یہی عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو فقر و فاقے کے لئے برگستوان تیار کر لے کیونکہ فقر و فاقہ میرے محبت کی طرف اس سے بھی جلدی پہنچتا ہے جتنی کہ پانی کی رو اپنے منتہی کی طرف پہنچتی ہے۔ (ترمذی شریف)

فائدہ

اس حدیث برگستوان کنایہ صبر سے ہے جس طرح لڑائی میں برگستوان گھوڑے کو اذیت سے بچاتی ہے اسی طرح صبر عاشق رسول خدا ﷺ کو فقر و فاقے کی اذیت سے بچاتا ہے کیونکہ صبر کے بغیر نفوس فقر کی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ سے محبت اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کی نسبت جو ایسی قوم سے محبت رکھتا ہے جن سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی ”**المرء من احببنا انسان** قیامت کے دن ان لوگوں کے زمرہ میں اٹھے گا جن سے وہ محبت رکھتا تھا۔

حضرت انس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس! تو نے اس دن کے لئے کیا تیار کیا ہے اس نے جواب دیا میں نے کچھ تیار نہیں کیا ہاں خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تو اس کے ساتھ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہے۔ (درمنثور و ابوالنعیم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بے شک میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں مگر آپ یاد آجاتے ہیں تو جب تک آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ نہ لوں صبر نہیں آتا جب میں اپنی موت اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو میں یقین کرتا ہوں کہ جنت میں داخل ہو کر آپ انبیاء کرام کے ساتھ بلند مرتبہ میں اٹھائے جائیں گے اور میں جب جنت میں داخل ہوں گا تو (دینی وجہ میں ہونے کے سبب سے) مجھے ڈر ہے کہ آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اسے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ حضرت جبرائیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين

وحسن اولئك رفيقا (پارہ ۵، رکوع ۹)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ اور یہ اچھی رفیق ہیں۔

توثیق انیق

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمیں اس سے بڑھ کر اور کوئی خوشی محسوس نہ ہوئی جب سے ہمیں مژدہ بہار سنایا گیا کہ ہر ایک اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے زاہد کو چاہیے جنت تو عاشق کو چاہیے جنت والا کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی اسے احسن رفیق فرماتا ہے اور صحابہ کرام بھی یہی تمنار کھتے تھے تو پھر امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے احسن رفیق فرماتا ہے اور صحابہ کرام بھی یہی تمنار کھتے تھے تو پھر امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی اقتدا میں جنت سے مدینہ پاک کو ترجیح دے رہے ہیں تو حق بجانب ہیں۔

لے طوق الم سے اب آزاد ہو اے قمری
چٹھی لے بخشش کی وہ سرواواں آیا

حل لغات

طوق، ہنسی، گلے کا پٹہ، گلے کا حلہ۔ الم، غم و درد۔ قمری، فاختہ کی طرح کا پرندہ جس کے گلے میں سیاہ حلقہ بنا رہتا ہے اس کی آواز درد و غم میں ڈوبی محسوس ہوتی ہے مجازاً گناہگار، سیاہ کار۔ چٹھی، پروانہ، خط، رقعہ۔ سرواواں، محبوب۔

شرح

کل قیامت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونگے جن کے اعمال جب تو لے جائیں گے تو گناہ زیادہ نیکیاں کم اتریں گے حکم الہی ہوگا کہ انہیں دوزخ میں بھیجا جائے اس وقت ان پر عجیب درد و غم کا عالم طاری ہوگا جس سے وہ پریشان ہو رہے ہوں گے گویا غم و الم کا طوق ان کی گردن میں پڑ جائے گا اور وہ بے بسی کے عالم میں ہونگے فرشتے آئیں گے اور چاہیں گے کہ انہیں گھسیٹ کر جہنم میں لے جائیں اتنے میں نبی رحمت، غمخوار امت ﷺ میزان کے پاس تشریف لائیں گے جن سے وہ لوگ محبت کرتے تھے اور اپنے پاس سے ایک رقعہ نکال کر میزان پر رکھ دیں گے جس سے ان کی نیکیاں بڑھ جائیں گی اور اب انہیں دوسرا حکم ملے گا کہ ان کو جنت میں داخل کر دو اس طرح رنج و غم کے طوق ان کے گلے سے نکل جائیں گے اور اس سے وہ آزاد ہو کر داخل جنت ہونگے جب آپ ایسے لوگوں کے لئے نجات کا پروانہ دلوائیں گے اور اس سے وہ آزاد ہو کر پوچھیں گے آپ کون ہیں اور کاغذ کیسا ہے آپ فرمائیں گے میں نبی علیہ السلام ہوں اور یہ کاغذ وہ درد ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا ہے۔ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۵۷)

اس مضمون کو خود امام احمد قدس سرہ اپنے انداز میں یوں ادا فرمایا ہے

اے شافع ام شہ ذی جاہ لے خبر

اللہ لے خبر میری اللہ لے خبر

نامہ سے رضا کے اب مٹ جاؤ برے کامو
دیکھو مرے پلہ پر وہ اچھے میاں آیا

حل لغات

نامہ، خط، رجسٹر، نامہ اعمال۔ دیکھو، کلمہ تنبیہ خبردار، پلہ، ترازو کا پلڑہ۔ اچھے میاں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے پیر و مرشد جو مارہرہ ضلع ایٹہ کے رہنے والے تھے۔

شرح

عقیدہ اہل سنت کی رو سے چونکہ کامل پیر و مرشد پابند اپنے گرفتار مصیبت مرید کی مدد اور شفاعت کا مجاز ہوتا ہے اس لئے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قیامت کے برپا اور حساب و کتاب کے ہونے کا تصور کرتے ہوئے فرماتے ہیں اے میرے برے کاموں! اب رضا کے نامہ اعمال سے از خود مٹ جاؤ ورنہ (خبردار ہو جاؤ کل) ترازو کے میرے پلڑے پر ابھی بنفس نفیس میرے مرشد کامل اچھے میاں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نہایت مقرب اور چہیتے ہیں آجائیں گے اور سب ہی سب برے کاموں کو مٹا ڈالیں گے۔

شفاعت اولیاء

شفاعت اولیاء کو ہم دوسرے معنوں میں مدد و اعانت سے تعبیر کرتے ہیں وہ زندہ ہوں یا صاحبان وصال چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی جنہیں مولانا الشاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی بیہقی وقت فرمایا کرتے تھے اپنی کتاب تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں کہ صالحین کی ارواح زمین و آسمان بہشت وغیرہ جہاں چاہیں جاتی ہیں اولیاء اللہ و مشائخ عظام کی ارواح طیبہ کا تو کیا کہنا وہ تو مریدین و معتقدین کی مدد کے لئے بروقت مستعد اور ان کی حاجت پوری کرنے کے لئے موجود ہیں۔ حضرت احمد زروق اکابر علماء و اولیاء و اولیائے دیار مغرب سے ہیں۔ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں

ان المریدی جامع الشتا فلعل تسلطا جور الزمان بنکبة

وان کنت فی ضیق کربی وحشة فناد یار زوق انت لسرعة

میں اپنے اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور اگر تو تنگی اور وحشت میں ہو تو یوں ندا کرو یا زروق میں فوراً آمو جو دہوں گا۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی انفاس العارفين میں اپنے نانا ابوالرضا محمد کے حالات میں لکھتے ہیں بڑھیا ان کی مریدہ تھی جاڑا بخار میں مبتلا ہوئی حد سے زیادہ کمزور ہو گئی تھی شب کو اس شدت سے پیاس لگی کوئی پانی دینے والا موجود نہ تھا۔ جاڑے کی وجہ سے لحاف اوڑھنے کی اس کو ضرورت تھی حضرت کی روح متمثل ہو کر تشریف لائی اس کو پانی پلایا اور لحاف اوڑھ کر غائب ہو گئی اور حضور پر نور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قسم کے تصرفات بے شمار ہیں۔

قبر میں

سیدنا بایزید کا مرید قبر میں دفنایا گیا تو نکیرین نے کئی سوالات کئے ”**من ربک اللع**“ نے کہا میں نے کئی سال تک بایزید کی قباء اٹھائے رکھی یعنی ان کا خادم ہوں اس پر اس کی نجات ہو گئی۔ (روح البیان)

فائدہ

صرف اللہ والے کا نام ہی اس کی نجات کا موجب بن گیا اور حدیث قدسی میں ہے

ان رحمة سبقت غضبی

میری رحمت میرے غضب سے سبقت کر گئی۔

بخاری شریف میں ہے کل قیامت میں اللہ تعالیٰ ایک بندے مجرم کو صرف اس لئے بہشت عطا فرمائے گا اس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اور مجرم کو اس لئے بخشش دیگا اس نے راستے سے کانٹے ڈھیلے وغیرہ ہٹائے تھے۔ (بخاری شریف)

فائدہ

اگر وہ پیاسے کتے کو پانی پلانے اور راستے سے کانٹے ڈھیلے ہٹانے سے بخشش دیتا ہے اگر وہ گناہگار کو اولیاء کرام کی عزت و احترام کی پیش نظر بخشتا ہے تو انکار کیوں۔

بدکار رضا خوش ہو بد کام بھلے ہونگے

وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

حل لغات

بدکار، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے آپ کو تواضعاً بدکار فرمایا۔ بد کام، برا کام۔

شرح

تواضعاً فرما رہے ہیں اے بد کردار و گناہگار رضا تو خوش ہو جا برے کام اب بھلے ہو جائیں گے کیونکہ وہ اچھے میاں

جو اچھوں کے پیارے میاں ہیں وہ دیکھو تشریف لائے ہیں۔

شفاعت اولیاء حق

مکرمین شفاعت عجیب مخلوق ہے وہ انبیاء و اولیاء علی نبینا علیہم السلام کی شفاعت کے مکرم ہیں لیکن قرآن، رمضان اور دیگر اعمالِ صالحہ کی شفاعت کے قائل ہیں حالانکہ اعمالِ عرض ہیں اور انبیاء و اولیاء جو اہر۔ اعراض کا جو اہر کے بغیر کوئی وجود نہیں مثلاً روزہ عمل ہے لیکن روزے دار کے وجود کا محتاج ہے نماز عرض ہے نماز کے وجود کی محتاج نیز جس طرح اعمالِ صالحہ کی شفاعت احادیث سے ثابت ہے ایسے ہی اولیاء کی شفاعت بھی احادیث سے ثابت ہے۔

آیت مبارکہ

وہ آیات جو اللہ تعالیٰ نے اذنِ شفاعت کے متعلق فرمائی ہیں ان میں انبیاء یا صرف نبی پاک ﷺ سے خاص نہیں بلکہ عام ہیں جسے بھی اللہ تعالیٰ اذنِ شفاعت بخشے اور اذنِ محبوب کو ہو گا نہ کہ مغضوب کو اور محبوب بندے انبیاء علیہم السلام کے بعد اولیاء ہی ہیں۔

الا خلا يومئذ بعضهم لبعض عدوا الا المتقين O

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے متقین کے۔

فائدہ

ان متقین کی عداوت کی نفی ان کی شفاعت کی دلیل ہے۔

احادیث مبارکہ

اس موضوع کی بے شمار روایات ہیں بقدرِ ضرورت حاضر ہیں۔

(۱) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت سے ستر ہزار مجرموں کو نجات ملے گی۔

(۲) سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت سے مضر قبیلہ کی بکریوں کے بال کی گنتی پر مجرموں کو نجات ملے گی۔

(۳) سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے ایک بڑا دفتر دیکھا تو فرمایا گیا یہ آپ کے مریدین کی فہرست ہے اس لئے آپ نے فرمایا جو آج میرے سلسلہ میں شامل ہے میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (ہجۃ الاسرار)

(۴) کعبہ معظمہ حجرِ اسود کی شفاعت و دیگر بے شمار محبوبوں کی شفاعت کا سلسلہ بے شمار ہے۔ فقیر نے تفصیل دار اپنی تصنیف منظرِ شفاعت میں لکھ دی ہے۔

اچھے میاں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا تعارف

آپ کا تفصیلی تعارف انشاء اللہ آئندہ اوراق میں آئے گا مختصر عرض ہے کہ آپ کی ولادت ۲۸ رمضان ۱۱۶۰ھ میں ہوئی۔ اصل اسم گرامی آل احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہے اچھے میاں لقب ہے۔ آپ کا علمی پایہ اتنا بلند ہے تھا کہ مسئلہ وحدۃ الوجود جیسا دقیق مسئلہ سمجھنے کے لئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے پاس لوگوں کو بھیجواتے اور تصانیف میں سب سے ضخیم آئین احمدی ہے جس کی چونتیس جلدیں ہیں آپ کا وصال ۱۲۳۵ھ میں ہوا۔

نعت شریف نمبر ۱۴

خراب حال کیا دل کو پرملال کیا
تمہارے کوچہ سے رخصت نے کیا نہال کیا

حل لغات

پرملال، غمگین۔ کوچہ، گلی۔ کیا، برائے استفہام، انکاری۔ نہال، سرسبز و شاداب، مسرور۔

شرح

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی مبارک گلی سے جدائی اور فراق نے میری حالت خراب کر دی اور میرے دل کو غم و اندوہ سے بھر دیا۔ فراق دیار نے کسک اور ٹپسیں کے سوا شادابی و سرور نہ بخشا بلکہ اس سے میرے دل میں کچھ اور کسک اور ٹپسیں محسوس ہونے لگیں۔

مدینہ پاک کی جدائی

جو حضرات مدینہ پاک ایک باریا کئی بار حاضر ہو کر واپس لوٹتے ہیں واپسی پر ان پر کیا گزرتی ہے ان کی کیفیت امام احمد قدس سرہ نے بیان فرمائی۔

حج اول کا مختصر حال

حرمین شریفین میں جلالت علمی کا مظاہر ۱۲۹۶ھ، ۱۸۷۸ء میں پہلی بار حج بیت اللہ کے لئے والد ماجد کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ قیام مکہ کے دوران میں شافعی عالم شیخ حسین بن صالح جمل اللیل ان سے بے حد متاثر ہوئے اور تحسین و تکریم کی موصوف نے اپنی تالیف الجوہر المصیٰ کی عربی شرح لکھنے کی فرمائش کی چنانچہ مولوی احمد رضا خان نے صرف دو روز میں اس کی شرح تحریر فرمادی اور اس کا تاریخی نام ”النیزۃ الوضیۃ فی شرح جوہر المصیۃ“ ۱۲۹۵ھ رکھا بعد میں (مزید) تعلیقات و حواشی کا اضافہ کر کے اس کا نام ”الطریقۃ الرضویۃ علی المصیۃ“ (تذکرہ علمائے ہند) ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء تجویز کیا۔

نہ روئے گل ابھی دیکھا نہ بوئے گل سونگھا
قضانے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا

حل لغات

روئے گل، پھول کا منہ، محبوب، مراد رسول اکرم ﷺ۔ بوئے گل، پھول کی خوشبو۔ قضا، تقدیر، فیصلہ الہی۔ قفس، پنجرہ (مراد وطن ہندوستان) شکستہ بال، بازو توڑ دیا اڑنے کے قابل نہ رکھا۔

شرح

ابھی تو سرکارِ کونین ﷺ کی زیارت ہوئی تھی اور نہ ابھی اس پھول کی خوشبو سونگھی تھی دل کی تمنا دل ہی میں رہ گئی کہ تقدیر نے اس پاک سرزمینِ مدینہ منورہ سے تجھے اپنے ہندوستان میں لا کر بازو توڑ دیا تا کہ اڑ کر پھر جانے کے قابل ہی نہ رہوں اور باوجود تمنائے زیارت کے پھر دوبارہ اس دیارِ محبوب میں حاضری بظاہر ممکن نہیں ہے۔

وہ دل کہ خوں شد ارماں تھے جس میں مل ڈالا
فغاں کہ گور شہیداں کو پائمال کیا

شرح

وہ دل جس میں ناکام حسرتیں دفن تھیں اس دل کو رنج سفر نے مسل ڈالا گویا شہیدوں کی قبروں کو مٹا دیا تو میں اس کی فریاد کر رہا ہوں۔

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستمگر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

حل لغات

کیا تھی، استفہام انکاری یعنی ایسا نہ تھا پلٹنے کی لوٹنے کی۔ نفس، دل۔ ستمگر، ظالم۔ الٹی چھری سے حلال کیا محاورہ نہایت ظلم و ستم کرنا بہت ہی زیادتی کرنا۔

شرح

اے میرے دل تو یہ بتا کہ کیا یہی رائے تھی کہ دیارِ حبیب ﷺ میں جا کر ہم واپس لوٹ آئیں گے؟ نہیں ایسا ارادہ ہرگز نہ تھا ارے او ظالم دل تو نے ہمیں دیارِ حبیب سے لوٹنے کا ارادہ دے کر بڑا ہی ظلم و ستم کیا۔

یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم

چھڑا کے سنگ درِ پاک سروبال کیا

حل لغات

عداوت، دشمنی۔ سنگ درِ پاک، چوکھٹ مبارک۔ سروبال، عذاب۔

شرح

اے ظالم دل تو یہ تو کہہ تیری مجھ سے کسی وقت کی دشمنی تھی جو تو نے یہ حرکت کی کہ درِ پاک کی چوکھٹ چھڑوا کر میرے سر عذاب لگا دیا اور میرے سر کو جسم پر وبال بنا دیا کیونکہ ہر وقت محبوب کریم ﷺ کی مبارک چوکھٹ پر جہیں سائی کا شوق پریشان کئے رکھتا ہے۔

چمن سے پھینک دیا آشیانہ بلبل
اجاڑا خانہ بے کس بڑا کمال کیا

حل لغات

چمن، باغ، مراد دیار حبیب ﷺ۔ آشیانہ، گھونسلہ۔ بلبل، ایک مشہور چھوٹا سر پرندہ جو چمن کے پھولوں سے عشق رکھتا ہے۔ اجاڑا، تباہ و برباد کیا۔ خانہ، یکس، بے یار و مددگار، غریب والا چار۔

شرح

اے ظالم دل تو نے چمن دیار حبیب سے بلبل کا آشیانہ نوچ کر باہر پھینک دیا اور کسی غریب و لاچار کا ٹھکانہ اجاڑ کر بھی تو یہ سمجھ رہا ہے کہ بڑا کمال کر دکھایا۔

تراستم زدہ آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا
یہ کیا سائی کہ دوران سے جمال کیا

حل لغات

ستم زدہ، مظلوم، ستائی ہوئی۔ سائی، بس جانا، ہرایت کرنا۔

شرح

میری مظلوم آنکھوں نے اے دل تیرا کیا نقصان کیا تھا اور میری آنکھوں کو اس جمال جہاں آراء سے دور کرنے کی تجھ میں کیسے بس گئی اے میرے ظالم دل تیرا میری آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا جس کی وجہ سے تو نے پر فضا اور خوبصورت مدینہ منورہ سے واپس دور لا پھینکا جس کا مجھے بڑا ہی قلق ہے۔

حضور ان کے خیال وطن مٹانا تھا
ہم آپ مٹ گئے اچھا فراغ بال کیا

حل لغات

حضور، بارگاہ۔ فراغِ بال، بے فکری کی زندگی بسر کرنا۔

شرح

جب ہم مدینہ پاک حاضر ہو گئے تو اے دل وہاں پر وطن کا خیال مٹا دینا چاہیے تھا لیکن تو نے وطن کا تصور لا کر ہمیں مٹا دیا ہمارا دل اچھا فراغ کیا یہ عاشق کی آخری منزل ہے کہ محبوب کے فراق میں مٹ کر رہ جائے۔ **روح البیان** پارہ ۱۹ **رکوع** ۱ میں ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جگر سے جل جانے کی بوسونگھی جاتی تھی جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے جل گیا۔

نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی
ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا

حل لغات

ہائے، کلمہ افسوس۔ بے بسی، مجبوری۔ خیال، لحاظ۔

شرح

اپنے ظالم دل نے کچھ ایسا طریقہ اختیار کیا کہ مجھے نہ تو اپنے گھر کا رکھا اور نہ اس پاک در کا۔ اس ناکامی پر افسوس اور صدمہ کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہماری اس بے بسی اور نا طاقتی کا بھی کچھ لحاظ نہ رکھا۔

جو دل نے مر کے جلایا تھا منتوں کا چراغ
ستم کہ عرض راہ صر صر زوال کیا

حل لغات

مر کے جلایا، بڑی کوششوں سے۔ منتوں کا چراغ، محاورہ مراد پوری ہونے کے بعد جو چراغ مسجد یا کسی مزار کے اندر جلایا جائے، خوشی کا چراغ۔ عرض، پیش کرنا۔ راہ کا مخفف راستہ۔ صر صر، تیز آندھی، جھکڑ۔ زوال، بجھنا، مٹنا، نیست و نابود ہونا۔

شرح

میرے قلب جگر نے بڑی کوشش اور محنت سے مراد بر آنے کے بعد خوشی کا جو چراغ جلایا تھا خود میرے دل نے ہی ظلم یہ کیا کہ اسے نیستی کی تیز آندھی کی راہ میں پیش کر دیا اور وہ چراغ بجھ گیا۔ مراد یہ تھی کہ کبھی مدینہ پاک پہنچ کر اس محبوب کائنات کے سزگند و غیرہ کے نظارہ کرتے اور وہیں رہ جاتے جو حمد تعالیٰ اب پوری ہو چکی تھی اسی خوشی میں خوشی کا چراغ جلایا تھا جو تیز آندھی کا نذر ہو گیا اور وہاں رہ جانے کی تمنا پوری نہ ہو سکی اور واپس وطن آ گئے۔

مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا
یہ کیسا ”ہائے“ حواسوں نے اختلال کیا

حل لغات

ویرانہ، اجڑا ہوا، سنسان بیابان۔ ہند، ہندوستان، امام احمد رضا قدس سرہ کا وطن۔ حواسوں، اوسان، عقل۔ اختلال، خلل ڈالنا۔

شرح

مدینہ منورہ کی سرزمین پاک سے جب واپس چلا تو وہی ہندوستان کی اجڑی ہوئی فضا مجھ پر چھا گئی۔ مدینہ پاک کے سامنے ہندوستان کی زمین اجڑی ہوئی سنسان معلوم ہوتی ہے جہاں میرا دل نہیں لگتا مجھے اپنی عقل و اوسان پر واپسی کا سخت صدمہ ہے کہ آخر کیوں میرے اوسان اس وقت خطا کر گئے اور میری عقل پر پردہ پڑ گیا تھا کہ میں مدینہ پاک کو چھوڑ کر واپس ہندوستان پہنچ گیا۔

تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آراء نے کیا نہال کیا

حل لغات

سا، مثل، جیسا۔ ستم آراء، ظلم سجانے والا، ظالم۔

شرح

اپنے دل سے خطاب فرما کر کہتے ہیں کہ اے دل تو نے جس وطن کے لئے طیبہ جیسا عظمت و رحمت والا دریا محبوب چھوڑا۔ اب تو ہی بتا کہ اس ظالم وطن نے تجھے کون سا سردار اور کون سی خوشی بخش دی۔

ابھی ابھی تو چمن میں تھے چہچہ ناگاہ

یہ درد ایسا اٹھا جس نے جی نڈھال کیا

حل لغات

چپچپے، پرندوں کا خوشی میں خوش الحانی سے بولنا۔ ناگاہ، اچانک، یکا یک۔ جی، جان۔ طبیعت، نڈھال، مضحل جسم میں بے جانی اور بے طاقتی کی کیفیت۔

شرح

چمن طیبہ (مدینہ منورہ) میں خوشی کے مارے بلبل کی طرح ابھی تو ہماری خوش الحانی کے ساتھ نغمہ سرائی تھی لیکن اچانک ہمارے پہلو میں دیار محبوب کے فراق کا درد کچھ ایسا اٹھا ہے جس نے ہماری جان نڈھال کر دی ہے۔

الہی سن لے رضا جیتے جی کہ مولیٰ نے
سگان کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

حل لغات

جیتے جی، زندگی میں۔ مولیٰ، آقا و مالک۔ سگان، سگ کی جمع، کتے۔ کوچہ، گلی۔ چہرہ مرا بحال کیا، وقار رفتہ اور گئی ہوئی عظمت پھر سے قائم کر دینا۔

شرح

اے میرے معبود کاش اپنی زندگی ہی میں رضا سن لے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے اپنی گلی کے کتوں میں پھر سے میرا وقار رفتہ قائم کر دیا یعنی مجھے سرکارِ عظمت مددِ طیبہ ﷺ نے دوبارہ اپنے دیارِ روح پرور میں طلب فرمایا۔

نعت شریف نمبر ۱۵

بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا
لمعہ باطن میں گمنے جلوہ ظاہر گیا

حل لغات

حضرت، پہلو، نزدیکی، مکان کے سامنے کا صحن درگاہ۔ لمعہ، چمکارا، روشنی، کرن۔ گمنے، مصدر گم ہونا کھویا جانا۔

شرح

بندہ محبوبِ قادر مطلق عز اسمہ کی درگاہ میں اس کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے باطن کی کرن میں جلوہ ظاہر گم

ہونے کے لئے تشریف لے گئے۔

معراج

مصرعہ اول میں اس مسلک پر اشکال نہیں جس میں ہے کہ شب معراج حضور ﷺ عرش سے وراء جہاں نہ جہت نہ زماں نہ مکین نہ مکان تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کا ان ظاہری چشمان پاک سے بلا حجاب دیدار کیا اور یہی مسلک حق ہے۔ اس پر کئی بار شواہد و دلائل عرض کر چکا ہوں یہاں بھی چند حوالہ جات حاضر ہیں۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

رایت ربی۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۱)

میں نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا۔

قرآن مجید

ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔ (پارہ ۲۷، سورہ النجم، رکوع ۱)

پھر حضور ﷺ قریب ہوئے اور اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

فائدہ

اس آیت سے اہل حق نے استدلال کیا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے خدا تعالیٰ کو بلا حجاب سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

حل لغات

پھرا اٹے قدم، پیچھے قدم، رجعت قہقری، اُٹے قدم واپس ہونا۔ مہ، ماہ کا مخفف چاند۔ کلیجہ، جگر۔ چر گیا، پھٹ گیا۔

شرح

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی مرضی آفتاب عالم تاب نے مانی اور جس طرح ڈوبا تھا اسی طرح چپکے سے پیچھے واپس آ گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی انگلی چاند کی طرف اٹھی تو فوراً پھٹ کر رہ گیا۔

فائدہ

اس شعر میں دو معجزوں کا ذکر ہے۔

(۱) رد الشمس کا واقعہ مقام صہبا میں پیش آیا حضور کی ایک انگشت مبارک کے اشارے سے ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آیا اور حضرت علی نے اپنی نماز عصر ادا کی جو مشکل آثار بسند صحیحہ امام جعفر طحاوی علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے اس کے علاوہ دیگر کتب سیر میں بھی تفصیلاً موجود ہے۔

(۲) شق القمر کا واقعہ مکہ میں پیش آیا بخاری و مسلم و غیر صحاح کی احادیث کثیر میں اس معجزہ عظیمہ کا تفصیلی بیان موجود ہے۔ قرآن مجید میں عظیم معجزے کا ذکر یوں آیا ہے

اقربت الساعة وانشق القمر

رد الشمس

اسے صحیح سند کے ساتھ امام طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا ہے۔ حدیث شریف یہ ہے

عن اسماء بنت عمیس ان النبی ﷺ کان یوحی الیہ وراسہ فی حجر علی فلم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال رسول اللہ ﷺ اصلیت یا علی قال لا فقال اللهم انه کان فی طاعتک وطاعة رسولک فاردد علیہ الشمس قالت اسماء فرایتها غربت ثم رایتها غربت ثم رایتها طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبال والارض وذلک والصباء فی خیبر۔

یعنی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ خیبر میں صہبا کے مقام پر سید دو عالم ﷺ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے اور حضور ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی سورج غروب ہو گیا۔ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے پیارے علی عصر کی ابھی نماز نہیں پڑھی۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی یا اللہ پیارے علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہذا سورج کو واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر سورج واپس آیا اور پہاڑوں پر دھوپ چمکی۔

اس حدیث پاک کو بڑے بڑے علماء اور ثقہ محدثین نے ثابت کیا ہے مثلاً سیدنا امام طحاوی نے مشکل الآثار میں، حضرت قاضی عیاض نے شفاء شریف میں، محدث طبرانی نے معجم میں، ابن مندہ نے، ابن شاہین نے، ابن مردویہ نے بحوالہ نسیم الریاض، امام قسطلانی نے مواہب الدنیہ میں، امام عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں، امام احمد بن صالح نے بحوالہ زرقانی و نسیم الریاض، علامہ احمد خفاجی نے نسیم الریاض میں، ملا علی قاری نے شرح شفاء میں، امام سخاوی نے مقاصد

حسنہ میں، علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمحتار میں ان کے علاوہ چالیس سے زائد محدثین کرام کے اسماء گرامی فقیر نے رسالہ شرح حدیث رد الشمس میں لکھے ہیں اور یہ فہرست ہے جن میں ایک محدث ہی مخالفین و منکرین شق القمر کے تمام اکابر کے لئے کافی ہے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ آج دین زندہ ہے تو ایسے آئمہ محدثین و علماء کرام کی علمی خدمات کی بدولت۔

علامہ ابن الجوزی اور ابن تیمیہ

مودودی ہو یا سلیمان ندوی یا کوئی اور رد الشمس سب نے ان دونوں صاحبوں کا سہارا لیا ہے صرف اور صرف ان دونوں نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع یا ضعیف ہے ان دونوں کے متعلق تقریباً مخالفین کو بھی اعتراف ہے کہ وہ احادیث موضوع یا ضعیف کہنے میں جلد باز اور خطا کار تھے۔ چنانچہ چند حوالہ جات اسلاف صالحین اور محققین کے ملاحظہ ہوں

نوٹ

یاد رہے کہ علامہ ابن الجوزی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اولیائے کرام کے مخالف تھے لیکن ایک دفعہ اپنے چچا کے ساتھ بارگاہ غوثیت میں حاضری دی۔ ایک نگاہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یک لخت تبدیلی آگئی اور اس وقت مرید ہو کر خلافت سے نوازے گئے تفصیل فقیر کی کتاب ”غوث اعظم“ میں ہے لیکن ابن تیمیہ کی بد قسمتی کہ وہ مرتے دم تک جوں کا توں رہا اور اس کی نحوست ہے کہ آج جتنی گستاخانہ تحریکیں سر اٹھا رہی ہیں۔ اکثر اسی علمی سرمایہ کی مرہون منت ہیں۔

(۱) علامہ شہاب الدین خفاجی نے فرمایا کہ

وبهذا سقط ما قاله ابن تیمیہ وابن الجوزی من ان هذا الحديث موضوع فانه مجازفة منهما.

(نسیم الریاض، ۱۲، ۳)

یعنی اس تحقیق و تصحیح سے ابن تیمیہ اور ابن جوزی کا یہ قول ساقط ہو گیا کہ یہ حدیث اسماء موضوع ہے بے شک ان کا یہ کہنا ان کی اپنی انگلی ہے۔

(۲) امام زرقانی نے فرمایا کہ

قال الحافظ فی فتح الباری اخطا ابن الجوزی بذکره فی الموضوعات و کذا ابن تیمیہ فی کتاب علی

الرد علی الروافض فی زعم وضعه.

یعنی امام حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا کہ (رد الشمس) کی حدیث اسماء کو ان جوزی کا موضوع کہنا غلط ہے یوں ہی ابن تیمیہ کا اس حدیث پاک کو اپنے گمان میں موضوع سمجھنا اور اسے کتاب الرد علی الروافض میں ذکر کرنا غلط ہے۔

اس حافظ ابن حجر کے ارشاد سے بھی ثابت ہوا کہ ابن تیمیہ نے صرف اپنے زعم باطل سے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔

(۳) علامہ ابن عابدین صاحب در المختار نے فرمایا

واخطأ من جعله موضوعا كابن الجوزي. (رد المختار جلد ۱ صفحہ ۳۶۱)

یعنی ابن جوزی وغیرہ جنہوں نے اس حدیث اسماء کو موضوع کہا ان کا کہنا غلط ہے۔

(۴) امام زرقانی نے فرمایا

وكذا الك استدرک السخاوی زعم وضعه فقال لكن قد صححه الطحاوی والقاضی عیاض ناهيك بهما.

یہی وجہ ہے کہ امام سخاوی نے ابن تیمیہ کے حدیث اسماء کو موضوع کہنے کے گمان کا تدارک فرمایا اور فرمایا کہ بالتحقیق اس حدیث کو امام طحاوی اور قاضی عیاض رحمہما اللہ تعالیٰ نے صحیح ثابت کیا ہے اور یہ دونوں امام کافی ہیں۔

نوٹ

بے شک جس شخص کے دل میں محبت و عظمت مصطفیٰ ﷺ کا کچھ حصہ ہے اس کے لئے یہ دونوں امام کافی ہیں۔

(۵) نیز امام زرقانی نے ابن تیمیہ کی تجہیل یوں فرمائی

وعلى ابن تیمیہ حدیث اسماء هذا ابانها كانت مع زوجها بالحیضة قال الشامی وهو وهم بلا شك اذ لا خلاف ان جعفر الاقدام من الحیضة هو وامراته علی رسول الله ﷺ بخیر فتحها وقسم لهما والاصحاب السفینه. (زرقانی شرح مواہب صفحہ ۱۱۳)

یعنی ابن تیمیہ نے یہ علت بیان کی کہ اسماء اپنے خاوند کے ساتھ حیض میں تھی شامی نے فرمایا کہ یہ ابن تیمیہ کا وہم ہے بلا شک کیونکہ اس بات میں سے خلاف نہیں کہ حضرت جعفر اور ان کی بیوی حضرت اسماء حبشہ سے اس وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ سرکارِ دو عالم ﷺ فتح خیبر کے بعد ابھی خیبر میں ہی جلوہ افروز تھے تو سید عالم ﷺ نے ان دونوں کے لئے اور کشتی والوں کے لئے غنیمت سے بھی حصہ دیا تھا۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نے فرمایا

والذی غره کلام ابن الجوزی السابق ولم یقف علی ان کتابه اکثره مردود وقد قال خاتمة الحافظ السیوطی وكذا السعاوی ان ابن الجوزی فی موضوعاته تحامل تحاملا كثيرا اوج فيه كثيرا من

الاحادیث الصحیحة.

یعنی جس چیز نے ابن تیمیہ کو مغرور کیا ہے وہ اس سے پہلے ابن جوزی کا کلام ہے اور ابن تیمیہ نے یہ نہ دیکھا کہ ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں زیادہ ظلم و غلو کیا ہے کہ اس میں بے شمار احادیث صحیحہ کو موضوعات میں درج کیا۔ (نسیم الریاض صفحہ

(۳۱۱)

بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی
بڑھ چلی تیری ضیاء آتش پہ پانی پھر گیا

حل لغات

بندھ گئی تیری ہوا، بندھنا محاورہ ہے رعب جمانا، دھاک بیٹھنا۔ ساوہ، عراق، عجم کے ایک شہر کا نام جہاں ایک دریا بہتا تھا اس کو دریا ئے ساوہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ وہ دریا تھا جس کی قبل اسلام پوجا کی جاتی تھی۔ آتش، آگ۔ پانی پھر گیا محاورہ تباہ و برباد ہو گیا۔ آتش پہ پانی پھر گیا، یعنی آگ بجھ گئی۔

فائدہ

یہ وہ آگ ہے جس کی قبل اسلام زمانہ جاہلیت میں بھی پوجا کی جاتی تھی جس کے پجاریوں کو مجوسی یا آتش پرست کہا جاتا ہے۔

شرح

اے نبی پاک، شہ لولاک ﷺ آپ کے پیدا ہوتے ہی آپ کا رعب و دبدبہ عالم پہ کچھ ایسا بیٹھا کہ دریا ئے ساوہ جس کو لوگ اپنی جہالت کی وجہ معبود مانتے اور اس کی عبادت کرتے تھے خشک ہو کر اس میں خاک اڑنے لگی یعنی ہوا اور گرد کے گولے اڑنے لگے اور آپ کی ضیاء پاشیاں کچھ اتنی بڑھیں کہ آگ جس کو لوگوں نے اپنی نادانی کے سبب معبود سمجھ لیا تھا اور اس کی باقاعدہ پوجا کرتے تھے یکدم سرد ہو کر رہ گئی اور یہ اس بات کی دلیل تھی کہ دین حق والا صاحب اسلام حق و صداقت لے کر آگیا ہے۔ اب جملہ معبودانِ باطلہ ختم ہو جائیں گے اور صرف دین حق اسلام کا بول بالا ہو کر رہے گا۔

بیہقی، ابو نعیم، خرائطی اور ابن عساکر، ابویعلیٰ ابن مران بجلی سے وہ مخزم بن ہانی سے اور اپنے والد سے نقل کرتے ہیں (اس وقت ان کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی) کہ شب ولادت ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ آگیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے، نارفارس بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے نہیں بجھی تھی اور بیکرہ ساوہ خشک ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو کسریٰ بہت خوفزدہ ہوا مگر اس نے صبر کیا پھر جب زیادہ صبر نہ ہو سکا تو یہ سوچا کہ بات اپنے وزراء سے نہیں چھپانی چاہیے۔ چنانچہ تاج پہن کر سریر آراء ہوا لوگوں کو جمع

کیا اور انہیں صورتحال سے باخبر کیا۔ اسی دوران پرچہ آیا کہ فارس کی آگ بجھ گئی اس پر اسے اور رنج ہوا۔ موبدان نے کہا خدا بادشاہ کو سلامت رکھے میں نے بھی آج خواب دیکھا ہے کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچ رہے ہیں اور دجلہ عبور کر کے سارے ملک میں پھیل گئے ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا اے موبدان! اب کیا ہوگا؟ اس نے کہا عرب کی جانب سے کوئی عظیم واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اس کے بعد کسریٰ کے نعمان بن منذر کو لکھا کہ میرے پاس کسی عالم کو بھی جو میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں اس نے عبدالمسیح بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیج دیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے کیا پوچھنا چاہتا ہوں؟ اس نے کہا بادشاہ سلامت مجھے بتائیں اگر مجھے علم ہو تو بتا دوں گا ورنہ اس شخص کا پتہ بتا دوں گا جو جانتا ہوگا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کو ساری بات بتائی جسے سن کر عبدالمسیح نے کہا اس کا علم میرے ماموں سلیم کو ہے جو شام کے نواحی گاؤں میں رہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا اسے لے آؤ میں اس سے پوچھوں گا۔

عبدالمسیح روانہ ہو گیا اور سلیم کے پاس پہنچا جو مرنے کے قریب تھا عبدالمسیح نے اسے سلام کیا سلیم نے سلام سن کر سر اٹھایا اور بولا عبدالمسیح ایک تیز رفتار اونٹ پر سلیم کے پاس آیا ہے جس کی موت قریب ہے تجھے ساسانیوں کے بادشاہ نے بھیجا ہے۔ ایوان میں زلزلہ آگیا، نار فارس بجھ گئی اور موبدان نے خواب دیکھا کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچ رہے ہیں اور وہ دجلہ عبور کر کے سارے ملک میں پھیل گئے ہیں اے عبدالمسیح جب تلاوت کی کثرت ہو جائے اور حل ظاہر ہو جائیں ذی سادہ پانی سے ابلنے لگے بحیرہ سادہ خشک ہو جائے اور نار فارس ٹھنڈی ہو جائے تو پھر سلیم کے لئے شام نہیں ہے پھر اس کے عدد کے مطابق بادشاہ ہونگے جو کچھ ہونا ہوگا ہو جائے گا۔

یہ کہہ کر سلیم مر گیا اور عبدالمسیح نے آکر بادشاہ کو تمام واقعہ سنایا۔ (الخصائص الکبریٰ، جلد ۱ صفحہ ۲۰۱)

بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو تیرا رحمت کا بادل گھر گیا

حل لغات

ضیاء، روشنی۔ گیسو، سر کے دونوں طرف لٹکے ہوئے بال، گھرا چھا گیا۔

شرح

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی روشنی اور آپ کا نور کائنات میں پھیل چکا ہے جس کی وجہ سے دنیا جہان کی تاریکی چھٹ گئی ہے اور جب کبھی آپ کا گیسو مبارک کھل گیا فوراً ہی رحمتوں کے بادل چھا گئے۔

ذکر میلاد

حضور سرورِ عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ کی شان و شوکت اور اس کی برکات کا ذکر ہے۔ حدیث میں ہے کہ آپ کی تشریف آوری یعنی ولادت با سعادت کے سال اللہ کریم نے اتنا لطف و کرم اور بے پایہ بخشش فرمائی کہ

قال الله للملائكة افتحوا ابواب السماء كلها ابواب الجنان والبست الشمس يومئذ نوراً عظيماً
وكان قد اذن الله تعالى تلك السنة النساء الدنيا ان يحملن ذكورا للمحمد ﷺ.

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اس روز سورج کو عظیم نور پہنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس سال دنیا کی عورتیں لڑکے جنیں یہ صرف حضور سرورِ عالم ﷺ کے اعزاز و اکرام کے لئے ہے۔

حضرت مقدسہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بوقت ولادت مبارک سرورِ عالم ﷺ کا ایسا نور ظاہر ہوا کہ زمین سے آسمان تک روشن ہو گیا اور مجھ کو قصور (مخلات) شام معلوم ہونے لگے اور ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ دماغ معطر ہو گیا اور میرے گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ اے آمنہ اس کو تین روز تک ظاہر مت کر کہ ملائکہ سلام کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور آپ ﷺ مختون ناف بریدہ اور آلائش اطفال سے پاک پیدا ہوئے۔

حضرت صفیہ بن عبدالمطلب کہتی ہیں کہ میں وقت ولادت حضرت کی دایہ تھی میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ روشنی پر غالب آ گیا اور میں نے اس شب چھ عجیب چیزیں دیکھیں۔

اول یہ کہ جب آپ مادرِ شکم سے جدا ہوئے تو آپ نے خداوند تعالیٰ جل شانہ کو سجدہ کیا

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود

یا دگارِ امت پہ لاکھوں سلام

دوسرا یہ کہ آپ نے سر اٹھایا اور لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ فرمایا

فتح باب نبوت پہ بے حد درود

ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

تیسرا یہ کہ تمام گھر آپ کے نور سے روشن ہو گیا

اندھے شیشے جھلا جھل دکنے لگے

جلوہ ریزی دعوت پہ لاکھوں سلام

چوتھا یہ کہ میں نے حسب دستور ارادہ آپ کے غسل کا کیا تو غیب سے آواز آئی اے صفیہ تو غسل کی تکلیف گوارا نہ

کر کیونکہ ہم نے ان کو حکیم مادر سے غسل دادہ پاک و صاف جدا کیا۔

نور عین لطافت پہ لطف درود

زیب و زین نطافت پہ لاکھوں سلام

پانچواں یہ کہ آپ مختون و ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود

زیب و زین نطافت پہ لاکھوں سلام

چھٹا یہ کہ جب میں نے چاہا کہ آپ کو کرتہ پہناؤں تو آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی جس پر **لا الہ الا اللہ**

محمد الرسول لکھا ہوا تھا۔ (عطر الوردہ شرح بردہ)

حجر اسود کعبہ جان و دل

یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

معجزات میلاد شریف

شب میلاد متعدد معجزات کا ظہور ہوا۔ یہاں شعر کی مناسبت سے عرض کر دوں

آگ بجھ گئی

امام حلبی نے لکھا کہ

وخدمت نار فارس ان بیوت النار خدمت تلک الیلة ولم تخمد قبل ذلک بالف عام و غاضیت ای

غارت بحیرة ساوہ ای حیث مارت یا بسند کان لم یکن شئی من الماء مع اتساعها۔

فارس کی آگ بجھ گئی حضور کی میلاد کی شب میں آگ والے گھر میں وہ آگ بجھ گئی جو اس سے پہلے ایک ہزار سال میں کبھی نہ

بجھ سکی تھی اور گہرا دریا ساوہ اپنا سارا پانی پی گیا یعنی بالکل خشک ہو گیا اتنے وسیع و عریض ہونے کے باوجود ایسا ہو گیا گویا

اس میں پانی تھا ہی نہیں۔

حضرت امام بوسیری فرماتے ہیں

وساء ساوہ ان غاضیت بحیرتھا

ورد وار دھوا بالفیظ حیظ م

دریا ساوہ نے برا کیا کیونکہ اپنے چشمے خشک کر لئے اور اس دریا ساوہ پر آنے والے کو غصہ کی حالت میں پیسا سا ہی لوٹا

دیا گیا۔

وَالنَّارُ خَقْنُ فَلَاسِ مَنْ اسْف

عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مَنْ سَدَم

اور آگ حضور کے میلاد کے غم میں بجھ گئی اور نہرِ نوح و غم کی وجہ سے اپنے چشموں کو بھول گئی۔ (قصیدہ بروہ شریف)

نور ہی نور

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہادی کونین کی میرے ہاں تشریف آوری ہوئی تو مشرق تا مغرب نور پھیل گیا اس کی ضیاء پاشیوں سے سرزمینِ شام کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہو گئے۔

ستاروں سے چراغاں

خالق کائنات نے اپنے حبیب ﷺ کی آمد پر یہاں مشرق و مغرب میں نور ہی نور برسایا وہاں آپ کی جائے ولادت پر ستاروں سے چراغاں فرمایا۔ حضرت عثمان ابن ابی العاص کی والدہ حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ولادت کے وقت آپ کے گھر میں تھی میں نے دیکھا تمام (آپ کا گھر) نور سے معمور ہو گیا اور ستارے اتنے قریب آ گئے کہ میں محسوس کرنے لگی کہیں مجھ پر گر نہ پڑیں۔

پرچم لہرائے گئے

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کے سامنے سے حجابات اٹھا دیئے میں نے تمام روئے زمین کو مشرق تا مغرب دیکھا نیز میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے ان میں سے ایک مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا خانہ کعبہ کی چھت پر گاڑا گیا تھا۔

تصدیق سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحیح مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۲۷، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۳۹ بروایت حاکم و طبرانی کتاب الاستیعاب جلد ۱ صفحہ ۶۱ احرم بن اوس سے مروی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ آپ کی تعریف کروں آپ نے فرمایا کہ تمہارے منہ کو اللہ تعالیٰ سالم رکھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور ﷺ کی مدح میں آ کر چند شعر پڑھے ان میں سے آخری دو شعر یہ ہیں۔

وَأَنْتَ لِمَا وَلَدْتَ أَشْرَقْتَ الْأَرْضَ

وضاءات بـ نورک الافـ
فـنـ حـنـ فـی ذالک اضیاء وفـی
النـور وسبـل الـرشـاد نـختـرق

ان دونوں شعروں کا ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی نے **نشر الطیب صفحہ ۹** میں یوں تحریر کیا اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اس ضیاء نور میں رشد و ہدایت کی راہوں پر گامزن ہیں۔

ستارے جو چمکے

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فرماتی ہیں جب آپ کی ولادت ہوئی میں خانہ کعبہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ

وحین وقع قد امتلا نوراً وروایت النجوم تدنو الخ.

نور سے منور ہو گیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں

فوضعت محمد افنظرت الیہ فاذا هو ساجد فستمعت منادیا ینادی طوفوا بہ مشارق الارض و

مغاربہا وادخلوا البحار لیعرفوا سمہ ونعتہ وصورته.

جب میں حضور ﷺ کو اس رنگ و بو کی دنیا میں لانے کا سبب بنی تو میں نے آپ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا پھر میں نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ پکار رہا تھا کہ ان کو مشرق و مغرب میں پھراؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تا کہ وہ آپ کو نام اور صفت و صورت سے جان سکیں۔

بخ بخ قبض محمد علی الدنيا کلها. (بحوالہ زرقانی علی المواہب وخصائص کبریٰ)

میں نے سنا کہ کوئی پکارنے والا پکار رہا تھا واہ واہ محمد ﷺ نے ساری دنیا کو اپنے قبضہ و تصرف میں لے لیا۔

علاوہ ازیں بے شمار معجزات کا ظہور ہوا جو کتب سیر و میلاد میں موجود ہیں۔

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا

تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بحر اتر گیا

صفی اللہ، اللہ کا صفی، خطاب مبارک، ابوالبشر۔ بیڑا، کشتی، بیڑا پار ہونا محاورہ ہے یعنی کامیاب ہونا، مشکلات و مصائب حل ہو جانا۔ نجی اللہ، اللہ کا نجی، خطاب حضرت آدمؑ ثانی نوح علیہ السلام۔ بحر، ایک قسم کی گول اور خوبصورت کشتی۔

شرح

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی رحمت کی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی کشتی پار ہو گئی یعنی ان کی مشکلات و مصائب دور ہو گئے تو بہ قبول ہو گئی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور انہیں صفی اللہ کا مقدس خطاب مل گیا اور اے اللہ کے رسول آپ ہی کے صدقے سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پانی میں تیرتی رہی اور غرق ہونے سے محفوظ رہ گئی اور انہیں نجی اللہ کا مبارک خطاب مل گیا۔

انبیاء علیہم السلام کی مشکلیں حل

حضور ﷺ کا وسیلہ کام آیا یہاں صرف دو پیغمبرانِ عظام کا ذکر فرمایا

اللهم انی اسئلك بجاه محمد عبدک و کرامة علیک وان تغفر لی خطیہ (طبریانی وغیرہ)

اے اللہ میں تجھ سے تیرے بندہ خاص محمد ﷺ کی جاہ و مرتبت کے طفیل اور اس کرامت کے صدقے میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔

نوح علیہ السلام

قرآن مجید میں ہے

ونوحا اذ نادى قبل فاستجبنا له فنجينه واهله من الكرب العظيم.

اور نوح کو جب اس سے پہلے اس نے ہمیں پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے اور اس کے گھروالوں کو بڑی سختی سے نجات دی۔

فائدہ

یہ نجات حضرت نوح علیہ السلام کو ملی حضور اکرم ﷺ کی برکت ہی سے ملی۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں

عن خواص اسمہ ﷺ ان سفینۃ نوح جرت بہ

حضور ﷺ کے نام کے خواص سے ہے کہ کشتی نوح اسی نام اقدس کی برکت سے جاری ہوئی۔

(۲) زرقانی علی الموابہب جلد ۱ میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے پر مامور ہوئے تو فرمانِ الہی جاری ہوا کہ ایک

ہزار ایک سو بیس تختے ترتیب دیجئے اور ہر تختہ پر ایک نبی کا نام لکھئے چنانچہ نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور ہر تختہ پر انبیاء کرام کے نام کندہ کئے مگر جب صبح دیکھا تو تمام نام محو تھے آپ نہایت پریشان ہوئے پھر دوبارہ نام لکھے مگر صبح وہ بھی محو تھے بہت مضطرب ہوئے کہ روز محنت رائیگاں جاتی ہے آخر حکم الہی پہنچا ”اے نوح اسماء کو ہمارے نام سے شروع کرو اور ہمارے حبیب ﷺ کے اسم مبارک سے پہل کیجئے تاکہ نام محو ہونے سے محفوظ رہیں۔“ سیدنا نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا سب سے پہلے نام الہی لکھا اور حضور ﷺ کے نام پر ختم کیا جب آپ سرور عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی منقوش فرما چکے تو ملائعالی نے ندا دی

یا نوح الان قد تمت سفینتک

اے نوح اب تمہاری کشتی تکمیل کو پہنچی۔

کسی شاعر نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے

آئی یہ ندا اب ہوئی کشتی تری کامل

جب نوح نے کشتی پہ لکھا نام محمد (ﷺ)

(۲) حضرت عارف جامی قدس سرہ نے فرمایا

اگر نام محمد رانیا وردے شفع ام

نہ آدم یافتہ توبہ نہ نوح از غرق نھینا

اگر حضور ﷺ کا نام نامی آدم علیہ السلام وسیلہ میں نہ لاتے تو نہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوتی اور نہ ہی نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگتی۔

قصیدہ عباس بھی ہمارے موقف کا موید ہے۔ قصیدہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم نے اسی شرح میں بالتفصیل دوسرے مقام پر لکھا ہے۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا

تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا کر گر گیا

حل لغات

بیت اللہ، کعبہ معظمہ۔ مجرے، آداب و سلام۔ ہیبت، رعب و خوف۔ تھر تھرا کر، لرز کر کانپ کر۔

شرح

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی تشریف آوری (پیدائش مبارک) ہوتے ہی اللہ کا گھر کعبہ معظمہ جس کی طرف لوگ جھکتے تھے آج آپ کی خدمت میں آداب و سلام بجالانے کے لئے نہایت احترام کے ساتھ آپ کی جانب جھک گیا اور کعبہ کے اندر رکھے ہوئیں تین سو ساٹھ بتوں پر آپ کا کچھ ایسا رعب و خوف طاری ہوا کہ ہر بت لرزلرز ہو کر اوندھے منہ گر پڑا۔

دو معجزے

اس شعر میں دو معجزوں کا ذکر ہے۔

کعبہ مجریے کو جھکا

نزہۃ المجالس صفحہ ۱۰۰ میں ہے کہ

قال عبدالمطلب كنت تلک الیة اطوف بالكعبة فتما یلت الکعبة وخرت ساجدة نحوالمقام.
عبدالمطلب (حضور کے دادا جان) نے کہا میں اس رات (ولادت کی شب بوقت ولادت) کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو کعبہ جھکا اور حضور کی بجانب سجدہ میں گر پڑا۔

اور سیرۃ حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۴ میں ہے

وعن عبدالمطلب قال كنت فی الکعبة فرایت الاصنام سقطت من اما کنها وخرت ساجده.
عبدالمطلب نے کہا میں کعبہ میں تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ بت اپنی اپنی جگہوں سے نیچے گر پڑے اور سجدے میں پڑ گئے۔

اور یہی مضمون خصائص الصغریٰ للسيوطی اور دیگر سیر کی متعدد کتب میں موجود ہے۔

مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا

کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

حل لغات

ان کا ہونا، محبت و عاشق، فرمانبردار ہونا۔ کیا ہوا، برائے تحسین و آفرین اور اظہار عقیدت۔ کافر، منکر و گستاخ۔ پھر، باغی و منحرف ہونا۔

شرح

انسان مومن و مسلمان ہو کر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کا حب و محبت و مطیع ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مومن و مسلمان کا محبت ہو جاتا ہے اور منکر رسالت اللہ تعالیٰ کے حبیب سے منحرف اور ان کا باغی بن جاتا ہے اور اس کی یہ بغاوت دراصل اللہ

تعالیٰ سے بغاوت ہو جاتی ہے اور اسی بناء پر دونوں کا حال الگ الگ بتایا گیا ہے مومن کا مال و ٹھکانہ جنت ہے اور منکر و باغی کا جہنم میں۔

استدلال

مصرعہ اول کی دلیل

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی۔ (پارہ ۳، رکوع ۱۲)

فرمائیے اگر میری اتباع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا۔

دوسرے مصرعہ کی دلیل

ان الذین یحادون الله ورسوله الخ۔ (پارہ ۲۸، رکوع ۱)

بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی۔

مسئلے دو مقصد ایک

نبی پاک ﷺ کی شانِ اقدس کا کیا کہنا کہ جو آپ کی غلامی اختیار کر لے تو اس خوش بخت کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کا چاہنے والا ہو گیا اور اگر کوئی بد بخت منہ موڑے تو وہ یقین کر لے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منہ موڑ لیا اب اگر چہ اس کی بندگی کرے ہزار بار اللہ تعالیٰ کو راضی کرے اسے لعنت اور پھٹکار کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ابلیس پر لعنت

سجدہ آدم سے دراصل تعظیم نور حضور مقصود تھا چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ان الملائكة امر بالسجود لادم لاجل نور محمد ﷺ۔ (مواہب الدنیہ جلد ۱ صفحہ ۳۸۰)

سیدنا آدم علیہ السلام کے لئے ملائکہ کو سجدہ کا حکم اس لئے ہوا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد ﷺ جلوہ گر تھا۔

حضرت امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

كان ﷺ فالْمَقْصُودُ مِنْ خَلْقِ اِدمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَنْ ثَمَّ لَمْ يَكُنْ سَجُودَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا بِنُورِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

خالق آدم سے مقصود حضور ﷺ ہی تھے اس لئے یہ سجدہ حقیقت میں نورِ مصطفیٰ ﷺ کو تھا۔

اس حکم پر تمام فرشتوں نے حتیٰ کہ ملکوتیوں کے شہنشاہ جبریل امین نے بھی اپنی جبین نیاز جھکا دی سوائے ابلیس کے

جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد آیات میں یہ مضمون ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ابلیس حضور ﷺ کے نورِ اقدس کی تعظیم کا منکر ہوا

تو ملعون ہوا اور ہے اور تا قیامت اس پر لعنت برستی رہے گی حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا منکر نہیں تا حال خدا تعالیٰ کی توحید

اور اس کی عبادت کا نہ صرف قائل بلکہ مدعی و عامل ہے۔

کفار کا اقرار

کفار کا ذاتِ صفاتِ باری تعالیٰ کا اقرار قرآن مجید کی متعدد آیات میں ہے مثلاً

وَلَيِّنَنَّ سَالَتْهُمْ مِنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لِيَقُولُنَّ اللَّهُ.

اگر ان سے پوچھو کہ آسمان و زمین کس نے بنائے کافر جواب دیں گے اللہ تعالیٰ نے۔

وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اس کی ہوئی

وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

شرح

جو شخص اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے درِ پاک (چوکھٹ) سے ایمان و ایقان کے ساتھ لپٹ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق انس و جن، برگ و بر، خشک و تر اس شخص کی فرمانبرداری بن جاتی ہیں اور جو شخص اس کے پیارے حبیب سے منہ موڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے اپنا رخ رحمت پھیر لیتا ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ کے سوا کہیں نہیں ہوتا۔ یہ شعر سابق کی تائید میں ہے۔

استدلال

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ سے وابستگی کی تلقین نہایت پیارے انداز میں کی جا رہی ہے۔ یہی ارشادِ باری تعالیٰ ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ. (پارہ ۳، رکوع ۱۲)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

فائدہ

گذشتہ شعر میں صرف اللہ تعالیٰ کا ہونا بتایا اس شعر میں یہ بتایا ہے کہ غلامی مصطفیٰ ﷺ کا صلہ و انعام یہ ہے کہ خالق بھی اسی کا تو مخلوق بھی جیسا کہ محبوبانِ خدا کے واقعات شاہد ہیں کہ ان کے بعض کی پہلی زندگی اگر چہ جیسی گذری لیکن جونہی حضور سرورِ عالم ﷺ کی غلامی اختیار کی تو خالق کے محبوب اور مخلوق کے آقا بن گئے مثلاً سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور سرورِ عالم ﷺ کے دامن سے وابستہ ہوئے تو خلقِ خدا کے شہنشاہ بن گئے۔

فاروقی کرامات

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درجنوں کرامات ہیں جو کرامات صحابہ میں مندرج ہیں۔ فقیر یہاں صرف ایک کرامت درج کرتا ہے۔

یا لبیک کا یا لبیک کا

حضرت فاروق اعظم نے ایک مرتبہ بہت دور جہاد کے لئے ایک لشکر بھیجا ایک دن آپ نے مدینہ منورہ میں زور زور سے یہ فرمایا کہ **یا لبیک یا لبیک** یعنی اللہ شخص میں تیری پکار پر حاضر ہوں لوگوں کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا کہ امیر المومنین کس کی پکار پر لبیک فرما رہے ہیں؟ لیکن! جب وہ لشکر مدینہ واپس آیا اور اس لشکر کا سپہ سالار اپنی فتوحات کا تذکرہ کرنے لگا تو امیر المومنین نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑو پہلے یہ بتاؤ کہ جس شخص کو تم نے زبردستی دریا میں اتارا تھا اس کا کیا حال ہوا؟ سپہ سالار نے لرزتے ہوئے عرض کیا کہ امیر المومنین میں نے اس کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ چونکہ مجھے لشکر کو دریا کے پار لے جانا تھا اس لئے پانی کی گہرائی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کو برہنہ کر کے پانی میں اترنے کا حکم دیا تھا لیکن موسم بہت سرد تھا اس کو سردی لگ گئی اور کانپتے ہوئے اس نے دو مرتبہ یا عمرہ یا عمرہ کہہ کر آپ کو پکارا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ جب اہل مدینہ نے یہ سنا تو ان لوگوں کی سمجھ میں آ گیا کہ امیر المومنین نے جو دو مرتبہ **یا لبیک** **یا لبیک** فرمایا تھا یہ اسی مظلوم کی پکار کا جواب تھا۔ امیر المومنین نے سپہ سالار کو ڈانٹا اور فرمایا کہ تم اپنے مال سے اس کے وارثوں کو خوں بہا ادا کرو اور خبردار آئندہ کسی مجاہد سے کبھی ایسا کوئی کام نہ لینا جو اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے کیونکہ میرے نزدیک ایک مسلمان کا مقتول ہونا بڑی سے بڑی ہلاکت سے بھی بڑھ کر ہلاکت ہے۔ (ازلیۃ الخفاء شاہ ولی اللہ، جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہوشیار ہوں
پاؤں جب طواف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

حل لغات

طواف حرم، طواف کعبہ، طوافِ روضہ مبارک یہاں روضہ اقدس مراد ہے۔ سر پھر گیا، دیوانہ ہو گیا، سر کے بل۔

شرح

اے مجھے دیکھنے والو! مجھے مدینہ پاک میں دیوانہ وار پھرتے دیکھ کر پاگل بتاتے ہو حالانکہ میں اتنا ہوشیار اور باہوش ہوں کہ تم بھی نہ ہو گے دیکھو تو جب روضہ اقدس کا طواف کرتے کرتے میرے پاؤں جواب دے دیتے ہیں تو اس وقت دیوانہ وار سر کے بل ہو جاتا ہوں بہر حال طوافِ حرم نبی ﷺ کی سعادت میری قسمت میں ہے جسے میں بغیر رکے

مسلسل اور متواتر کئے جاتا ہوں۔

حضرت شاہ جمالی قدس سرہ

حضرت علامہ فیض محمد شاہ جمالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق سنا ہے کہ آپ جب باب جبریل میں پہنچے تو حسبِ عادت چوکھٹ کو چومنے کے لئے جھک گئے تو پہرہ داروں نے آپ کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن بدستور چومتے رہے جب پہرہ داروں نے دیکھا کہ یہ ہٹنے والے نہیں تو یہ کہہ کر پیچھے ہٹ گئے ”**ہذا مجنون**“ یہ پاگل ہے۔

سندھی دوست

فقیر کا ایک سندھی دوست سالوں سے بلا اقامہ مدینہ پاک میں مقیم تھا۔ نجدیوں کے نزدیک بلا اقامہ حجاز میں رہنا قانونی جرم ہے ایک دن وہ ان کے ہاتھ لگ گیا اسے پکڑ کر مدیر کے پاس لے گئے انہوں نے کہا ”**ابن الکفیل**“ میرا کفیل کہاں ہے جواب دیا ”**کفیل فی**“ کفیل ہے چلو دکھاؤ۔ مدیر نے ایک شرطہ ساتھ بھیجا جو نبی سندھی نے گنبد خضریٰ کو دیکھا تو شرطے کو جھنجھور کر کہا ”**ہذا کفیلی**“ میرا کفیل یہ ہے شرطہ ہنس پڑا اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا ”**ہذا مجنون**“

میرا ایک قصہ

فقیر ۱۳۹۹ھ میں حج سے فراغت کے بعد گنبد خضریٰ کی حاضری کے لئے مدینہ طیبہ پہنچا جالی مبارک کو چومنے کا ارادہ کیا تو شرطے نے ہاتھ پکڑ کر پیچھے دھکیل دیا۔ وہ دھکیل کر جو نبی پیچھے ہٹا تو میں نے اس کی پیٹھ چوم لی اس نے مڑ کر کہا یہ کیا میں نے کہا جالی مبارک کو تم چومنے نہیں دیتے لیکن جالی کو پیٹھ دے کر کھڑے ہو تو میں نے تیری پیٹھ کو اسی لئے چوم لیا ہے کہ جالی مبارک کو تو مس کر رہی ہے تمہاری یہ پیٹھ بھی پیاری لگتی ہے۔ ہنس کر کہا مجنون ہے مجنون ہے میں نے کہا ہاں لیکن دربارِ مصطفیٰ ﷺ کا۔

رحمۃ للعالمین آفت میں ہوں کیسی کروں

میرے مولیٰ میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا

حل لغات

رحمۃ للعالمین، اے تمام عالم کی رحمت، یہ صرف حضور ﷺ کا خاص لقب ہے۔ کیسی کروں، کس ڈھنگ سے کروں، کیا چارہ جوئی کروں۔ بلا، مصیبت، زحمت۔

شرح

اے رحمت کائنات، فخر موجودات ﷺ میں آفت زدہ ہو گیا ہوں۔ اب آپ ہی بتائیے میں اپنے دل کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں کیونکہ وہ میرے اور آپ ﷺ کے دربارِ مبارک میں فرق ڈالنا چاہتا ہے اور میری طبیعت کے قطعاً خلاف ہے اب میں یہاں سے کہیں نہیں جاسکتا۔

تڑپ تڑپ کر تو پہنچا ہوں کوئے ولبر تک
یہاں سے اے تپش دل اٹھوں کہاں کے لئے

نفس امارہ

اس شعر میں نفس امارہ کی شکایت اور اس کے علاج کا طریقہ بتایا ہے۔ نفس امارہ کی شرارتیں تو سب کو معلوم ہیں۔

اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک۔

سب سے بڑا تیرا دشمن برائے نفس ہے جو ہر وقت تیرے پہلو میں ہے۔

اور قاعدہ ہے کہ نفس امارہ کا علاج سوائے مرشدِ کامل کے اور کوئی نہیں کر سکتا اور امام احمد رضا قدس سرہ نے حضور ﷺ سے اس کے علاج کا اس لئے عرض کیا ہے کہ آپ مرشدِ کامل صرف اور صرف حضور ﷺ کو مانتے ہیں جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے اور مشہور ہے کہ جس کا پیر یا مرشد نہیں اس کا پیر ابلیس شیطان ہے۔ امام احمد رضا خان اس خیال کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں انجام کار و تگیری کے واسطے نبی کو مرشد جاننا بس ہے۔ (السنیۃ الانبیۃ فی فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۲۴)

امام احمد رضا بیعت و مریدی کے خلاف بھی نہیں بلکہ اصلاحِ باطن کے لئے اس کو مفید قرار دیتے ہیں۔ (ایضاً صفحہ

۱۳۱) خود امام احمد رضا ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ

جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

حل لغات

صدقے، قربان۔ کنکریاں، کنکری کی جمع، سنگریزہ۔ دفعتاً، اچانک، ایک ہی دفعہ میں۔ منہ پھر گیا، شکست کھا جانا،

بھاگ جانا۔

شرح

یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے ہاتھوں قربان جاؤں آخر وہ کسی قسم کی اور کس صفت کی کنکریاں تھیں جسے آپ نے اپنے مقدس ہاتھوں میں لے کر جنگ بدر و حنین میں کافروں کی طرف پھینک دی تھیں جن کی وجہ سے بے شمار دشمن کافروں کو

شکست ہوگئی اور وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

معجزہ

یہ شعر اس مشہور معجزہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو غزوہ بدر میں پیش آیا۔ تفصیل کتب سیر میں ہے غزوہ بدر میں جب کفار نہج راہ اپنی پوری طاقت و قوت کے ساتھ میدان کارزار میں اس تصور و گمان میں تھے کہ مٹھی بھر مسلمانوں کو تہس نہس کر دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ قادر مطلق نے کچھ اور چاہا تھا اس دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کے لئے پہلے ایک ہزار پھر تین ہزار ملائکہ بھیجے پھر پانچ ہزار ہو گئے۔ شیطان نے جو بصورت سراقہ کفار کے ساتھ تھا جب آسمانی مدد دیکھی تو اپنی جان کے ڈر سے بھاگ گیا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے ایک کنکریاں کی مٹھی لے کر کفار کی طرف پھینک دی۔ کوئی مشرک ایسا نہ تھا جس کی آنکھ میں کنکریاں نہ ہوں اب حضور ﷺ نے حملہ اجتماعی کا حکم دیا گھمسان کے معرکہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے کفار کو مسلمان اپنے سے دو چند دکھائے جس سے ان پر رعب طاری ہو گیا۔ قتل کا بازار گرم ہوا فرشتے نظر نہ آتے تھے مگر ان کے افعال نمایاں تھے کہیں کسی مشرک کی منہ اور ناک پر کوڑے کی ضرب کا نشان پایا جاتا، کہیں تلوار سر کاٹا نظر آتا، کہیں آواز آتی اقدم حیزوم آخر کفار کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ نکلے خود حضور اقدس ﷺ عریش سے ننگی تلوار کے علم کے لئے یہ پکارتے ہوئے نکلے

سیہیزم الجمع ویولون الدبر۔ (قر کر کو ع ۳)

عنقریب کفار شکست کھا کر بھاگیں گے پیٹھ دے کر۔

فائدہ

حیزوم جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے۔ جبریل علیہ السلام غزوہ بدر میں اسی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور کفار پر حملہ کے وقت اسے یوں کہتے ”اقدم حیزوم“ اے حیزوم آگے بڑھو۔

علم غیب

آیت مذکورہ مکیہ ہے اس میں ایک مدت پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو بتا دیا کہ یہ کفار مکہ جب آپ کے مقابلہ پر آئیں گے تو پیٹھ دے کر شکست کھا کر بھاگیں گے چنانچہ بدر میں یونہی ہوا اسی لئے حضور نبی پاک ﷺ نے ان کی شکست پر آیت مذکورہ تلاوت فرمائی۔

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

حل لغات

ابو ہریرہ، ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کنیت ہے، اصل نام عبدالرحمن بن عمر ہے ویسے ان کے نام میں تقریباً ۳۰ اقوال ہیں یہ اہل صفہ میں بڑے صاحب کمال بزرگ اور حضور کے جاں نثار صحابی ہیں حضور ﷺ بھی انہیں چاہتے تھے۔ جام، پیالہ۔ شیر بروزن تیر، دودھ۔ منہ پھر گیا، پیٹ بھر گیا، سیر ہو گئے۔

شرح

اے محترم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تو بتائیے کہ وہ ایک پیالہ دودھ آخر کس قسم کا تھا کہ جس دودھ کو ستر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پیٹ بھر کے پیالے میں دودھ جوں کا توں رہا۔

معجزہ

بخاری شریف وغیرہ میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اصحاب صفہ میں شامل تھا اور کبھی کبھی بھوک کی وجہ سے ایسا ہو جاتا کہ پیٹ پر پتھر باندھ لیتا ایک دن ایسا ہوا کہ میں سر راہ آ بیٹھا جہاں سے لوگ زیادہ تر گزرتے تھے چنانچہ حضرت ابو بکر ادھر سے گزرے اور میں نے ان سے قرآن کی آیت کے بارے میں دریافت کیا میرا مطلب یہ تھا کہ شاید وہ کچھ کھلا بھی دیں گے لیکن انہوں نے میرا دلی مدعا نہ سمجھا اور چلے گئے اتنے میں ابوالقاسم ﷺ تشریف لائے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا جیسے آپ میرے دل کی بات سمجھ گئے ہوں مجھ سے ارشاد فرمایا ابو ہریرہ! میرے ساتھ چلے آؤ میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا حضور گھر میں تشریف لے گئے جہاں حضور نے پیالہ میں دودھ دیکھا اور گھر والوں نے حضور کو اس شخص کا نام بتایا جس نے دودھ کا ہدیہ بھیجا تھا حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابو ہریرہ جاؤ اہل صفہ کو بلاؤ نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک تھی کہ کوئی صدقہ آتا تو سب اہل صفہ کو دے دیتے تھے اور اگر ہدیہ آتا تو ان کو اپنے ساتھ شامل فرما لیتے تھے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ تمام اہل صفہ میں اس دودھ کی حقیقت کیا ہوگی اگر یہ سارا دودھ مجھے ہی مل جاتا تو مجھ میں کچھ سکت آ جاتی۔ اب دیکھئے اس میں سے کچھ ملتا ہے یا نہیں یہی خیالات میرے دل میں آرہے تھے لیکن اطاعت خدا اور رسول کے بغیر چارہ نہ تھا چنانچہ میں سب کو بلا لایا وہ آ کر بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ہی فرمایا ابو ہریرہ یہ پیالہ لو اور سب کو پلاؤ میں نے پیالہ لے لیا میں ہر ایک کو پیالہ دیتا جاتا تھا اور جب ایک شخص پی کر سیراب ہو جاتا تھا تو میں پھر دوسرے کو وہی پیالہ دیتا تھا اسی طرح سب سیر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پیالہ کو لے کر اپنے دست مبارک پر رکھ لیا اور مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا ابو ہریرہ اب تم اور میں رہ گئے ہیں۔

میں نے عرض کیا آپ سچ فرماتے ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اچھا اب تم پی لو میں بیٹھ گیا اور جی بھر کر دودھ پیا

حضور ﷺ نے فرمایا اور پیو میں نے اور پیا پھر آپ نے فرمایا اور پیو میں نے تعمیل کی اس طرح کئی بار فرمایا میں نے بھی تعمیل کی بالآخر میں تھک گیا۔ عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب تو گنجائش نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لاؤ پیالہ میں نے پیالہ پیش کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر کر کے بسم اللہ شریف پڑھی اور دودھ کا پیالہ ختم کیا۔

معجزات

دودھ کے معجزات کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہے نہ صرف سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیالے کے دودھ میں برکت دکھائی درجنوں واقعات ایسے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے دودھ کے دریا بہائے مثلاً

ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکری

ہجرت کے دوران حضور نبی پاک ﷺ کا گزرا م معبد کے خیمہ سے ہوا آپ نے اس سے پانی مانگا یہاں ایک لاغر بکری سے دودھ بھر پور حاصل ہونے کا معجزہ ظاہر ہوا باوجودیکہ اس میں دودھ نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے مختار رسول اللہ ﷺ نے دودھ کی ندی بہادی۔ (خلاصۃ الوفاء)

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھوئیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا

حل لغات

واسطہ پیارے کا، محاورہ اے اللہ اپنے پیارے حبیب کے طفیل۔ ایسا ہو، قبول فرما۔ سنی، مسلک، اہل سنت و جماعت رکھنے والا۔ مرے، مرجائے، خاتمہ ہو جائے۔ تیرے شاہد، تیری گواہی دینے والے (کلمہ شہادت پڑھنے والے) لوگ۔ فاجر، بدکار و گنہگار۔ دھوئیں مچیں، خوشیاں منائی جائیں۔ مومن صالح، نیک عمل کرنے والا مومن۔ فرش، زمین۔ ماتم، مردے پر نوحہ کرنا۔ طیب و طاہر، پاک صاف۔

شرح

اے اللہ! اے پیارے حبیب کے طفیل میری یہ دعا سنیوں کے حق میں قبول فرما لے کہ جو بھی صحیح العقیدہ (مسلک اہل

سنت و جماعت رکھنے والا) بقضائے الہی دنیا کو خیر باد کہے تو وہ عامل بالسنۃ یعنی نیک نمازی، مجاہد و غازی ہو کر خیر باد کہے تیرا کلمہ پڑھنے والے دوسرے لوگ ہیں جو وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ وہ سنی مسلمان بدکار و گنہگار ہی دنیا سے چلا گیا حسن عمل اور تردید اغیار کی تلقین بڑے پیارے الفاظ میں دعائیہ انداز میں کی جا رہی ہے۔

فائدہ

یہ دو شعر قطع بند ہیں کہ جن کا مطلب دوسرے شعر کے ملانے کے بعد ادا ہوتا ہے یعنی سنیوں کے مرنے کے بعد عرش عظیم پر جب اس کی روح پہنچے تو دیکھ کر خوشیاں منائی جانے لگیں اور فرشتے پکار اٹھیں کہ وہ نیک عمل مومن ہمیں آ ملا ہے اور جب اہل زمین سے اس کی مرنے کی آواز اٹھے تو کہا جائے کہ وہ سنی مومن دنیا سے گناہ بالکل پاک و صاف ہو کر گیا۔

عرش پر دھوم

احادیث مبارکہ میں ہے کہ بعض حضرات ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے وصال پر عالم برزخ میں جشن منائے جاتے ہیں ملائکہ کرام اور ارواح طیبہ ان کے استقبال کو آتی ہیں۔ طویل مضامین میں سے نمونہ کے طور پر ملاحظہ ہو

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک جب مومن مر جاتا ہے تو اس کے مرنے پر قبرستان اپنے آپ کو سجالیتے ہیں لہذا ان میں سے ایسا کوئی حصہ نہیں ہوتا جو یہ تمنا نہ کرتا ہو کہ مجھ میں دفن ہو۔ (ابن عساکر)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کے مرنے پر چالیس دن تک زمین روتی ہے۔ (حاکم وغیرہ)

(۳) حضرت عطاء الخراسانی فرماتے ہیں کہ جو بندہ زمین کے حصہ میں سجدہ کرتا ہے وہ حصہ قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دیگا اور اس کے مرنے کے بعد روئے گا۔ (ابو نعیم)

سابق دور میں تو ویسے حضرات کی شمارنا ممکن ہے ہم اپنے دور کے اپنے مشاہیر کی موت دیکھی سنی تو یقین آیا امام احمد رضا قدس سرہ کی دعا مستجاب ہے کہ اب دیکھ لیجئے کہ علماء و مشائخ تو بڑی بات ہے عوام کی موت کا یہ حال ہے کہ عاشق کا جنازہ دھوم سے نکلا۔ ادھر مخالفین کا حال بھی عوام و خواص سے مخفی نہیں کہ ان کے بڑوں سے بڑے بد شکل ہو کر مرے کہ موت کے وقت چہرہ بگڑا ہوا صورت بدلی نہایت ہی بد شکل ہو کر مرے۔ چند نمونے فقیر کتاب ”گستاخوں کا بُرا انجام“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

بند ہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا

حل لغات

اللہ اللہ، حیرت کے موقع پر بولا جاتا ہے حیران ہوں میں۔ علو، خاص خاص بلندی۔ عبدیت، عبودیت، بندہ و ملوک

ہونا۔

شرح

اے رضا اللہ اللہ! پروردگار عالم نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنا بندہ و مملوک بنایا تو عبدیت کا خاص الخاص ایسا مرتبہ بلند عطاء فرمایا کہ وہ بندہ خاص المرتبت بہر ملاقات اللہ قادر مطلق کی بارگاہ خاص میں چلا گیا یہ مرتبہ خاص اولین و آخرین میں کسی بندہ عام و خاص کو کبھی نہ نصیب ہوا اور نہ ہوگا۔

معراج

اس اعزاز میں سرور کائنات، فخر موجودات سیدنا محمد ﷺ کی ذات مبارکہ منفرد ہے اس شعر میں واقعہ معراج کی طرف نہایت فصاحت کے ساتھ اشارہ ہے۔

واقعہ معراج

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

سبحن الذی اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصا الذی برکنا حواله لنریه من

ایتنا انه هو السميع البصير

پاک ہے اسی جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دیکھا کیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی معراجیں

انبیاء علیہم السلام کی معراجیں ہوئیں لیکن ان کی کیفیت کچھ اور تھی مثلاً آدم علیہ السلام کو مجھو ملائکہ کے وقت اور دخول جنت سے ابراہیم علیہ السلام کی معراج یہ کہ آپ سے حجابات اٹھائے گئے تو آپ عرش بریں سے تخت اثریٰ تک تمام مخلوق کو آنکھوں سے دیکھا، عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھالیا لیکن حضور سرور عالم ﷺ کو وہاں تک کی سیر کرائی جہاں نہ جب ہے نہ کب ہے، نہ زمین نہ زمان، نہ چنیں نہ چناں اور نہ مکین نہ مکاں۔ حضور ﷺ کی معراج پہلے انبیاء سے بالکل مختلف تھی کہ اس رات خدا تعالیٰ کا ارشاد ہوا اے جبریل امین آج کی رات طاعت و عبادت چھوڑ کر تسبیح و تہلیل سے منہ موڑ کر پرطاؤسی اور زیور

فردوسی سے آراستہ ہو۔ پٹکا خدمت گاری پر کمر پر باندھ، کلاہ فرمانبرداری سر پر رکھ اور میکائیل سے کہا کہ پیما نہ ارزاق ہاتھ سے رکھے، تقسیم رزق موقف کر دے، اسرافیل صور نہ پھونکے، عزرائیل سے کہہ دو کہ قبض ارواح سے روکے، نوبت نوازاں صدق و صفا نثار ہائے جو دو عطا تمام اطراف عالم میں بجائیں، داروغہ بہشت بریں جنت کی آئینہ بندی کرے، حورانِ خلد بریں آراستہ پیراستہ ہو کر ہاتھ میں طبق زر و جواہر لے کر غرف جنت میں صف بستہ کھڑی ہو جائیں، مالک جہنم در ہائے دوزخ بند طبقات جہنم ٹھنڈی اور اہل دوزخ سے عذاب موقوف کرے، دریا موجیں نہ مارے، ہواؤں کی روانی ختم ہو جائے، آسمان گردش سے ٹھہرے، حاملانِ عرش لباس زیب تن کرے بعد ازاں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہہ دو کہ اپنی روح کو روحِ مقدس سے معطر و معتمر کریں پھر ستر ہزار فرشتے اپنے ساتھ لے کر جنت سے براق صبار قرار اپنے ہمراہ لے کر میرے محبوب کی بارگاہ میں جا کر عرض کرو کہ آج کی رات آپ کو خدا تعالیٰ اپنے دیدار اور کلام سے مشرف فرمانا چاہتا ہے۔

چونکہ حضور ﷺ کی تین حیثیتیں ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے معراج کے بھی تین حصے کئے۔ حضور ﷺ مسجد حرام سے چل کر مسجد اقصیٰ پہنچے جہاں تمام نبیوں نے حضور ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی چنانچہ علامہ شہاب الدین آلوسی بغدادی تفسیر **روح المعانی** صفحہ ۱۵/۱۲ پر فرماتے ہیں کہ نبیوں کی سات صفیں تھیں ان میں سے تین مرسلین کی اور چار نبیوں کی علاوہ ازیں ملائکہ نے بھی آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ مسجد اقصیٰ عالم اجسام میں ہے اور اس میں حضور ﷺ کی بشریت کو یہ عروج حاصل ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی بشریت مقدسہ کے پیچھے اقتدا کی اور یہ حضور ﷺ کی بشریت کا معراج ہے۔ اس حیثیت سے کہ عالم بشریت میں انسانیت اور بشریت کا کمال رکھنے والے انبیاء علیہم السلام پیچھے اور حضور ﷺ کی بشریت آگے۔ پھر اس کے بعد حضور ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے اور ساتوں آسمانوں سے گزر کر سدرة المنتہی پہنچے یہ وہ مقام ہے جہاں سے آگے اللہ کے بڑے بڑے فرشتے بھی نہیں جاسکتے۔ جبریل امین بھی اس مقام سے آگے نہ بڑھ سکے لیکن حضور ﷺ اس مقام سے آگے بڑھ گئے۔

جلتے ہیں جبریل کے پر جس مقام پر

اس کی حقیقتوں کی شناسا تمہیں تو ہو

نہ پہنچے وہاں جبریل امین کی

بلند اس قدر ہے مقام محمد (ﷺ)

حضور ﷺ مکاں وزماں کی قیود سے بلند ہو کر فوق العرش اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔

معراج کے نکتے

(۱) نبوت کی مدت ۲۳ سال ہے جس کے نصف ۱۱/۲، ۱۱ معراج ہوئی نبوت کا سال ربیع الاول سے شروع ہے جس کے بالکل وسط میں رجب واقع ہے۔ ہفتہ شرعاً جمعہ سے شروع ہوتا ہے دو شنبہ بالکل وسط میں۔ رجب جس میں اشارہ ہے کہ اس نبی کا دین درمیانی دین ہے اور امت امتِ وسط لہذا معراج ماہ رجب دو شنبہ کی شب میں ہوئی۔

(۲) حضور ﷺ کی ولادت ہجرت مدینہ منورہ میں داخلہ عطاء نبوت، معراج اور وفات تمام امور دو شنبہ کو ہوئے اسی لئے اس دن کا نام یوم الاثنین اور حضور کا مرتبہ بھی دوسرا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

غرضیکہ دوسرے درجہ والا دوسرے دن میں ہر نعمت سے سرفراز کیا اسی لئے اردو والے اس دن کو پیر کہتے ہیں کہ تمام ایام ہفتہ اس سے مستفیض اور فیضیاب ہیں۔

(۳) معراج رات میں ہوئی وہ بھی آخری رات میں ۲۷ کی کہ دشمنوں کو علم ہوا نہ دوستوں کو خبر دو وجہ سے اول تو اس لئے کہ معراج میں وصال ہے اور وصال کے لئے رات موزوں اسی لئے عبادت و راز و نیاز کے لئے رات موزوں مانی گئی۔ دوم اس لئے کہ آج حقیقت محمدی اصلی رنگ میں جلوہ گر ہے کسی آنکھ میں طاقت نہیں ہے کہ اس کو دیکھ سکے ہاں ملائکہ کی آنکھ ہی ہے جو اس جلوہ کی متحمل ہو ان میں بھی حسب طاقت ہی ساتھ دے سکے۔

اس شب حضور کی مثال آفتاب کی سی تھی کہ جوں جوں چڑھتا ہے نور بڑھتا ہے۔

(۴) انبیاء کرام سے آسمانوں پر ملاقات ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ براق کی رفتار بہت زیادہ تھی انبیاء کرام ابھی بیت المقدس میں تھے اور ابھی استقبال کے لئے اپنے مقامات پر آسمان میں پہنچ گئے اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور ارواح مقدسہ کی رفتار نگاہ کی رفتار سے زیادہ تیز ہے۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض پر پچاس نمازیں صرف پانچ رہ گئیں تاکہ لوگ جان جائیں کہ ارواح مقدسہ بعد موت کے بھی زندوں کی مدد کرتی ہیں۔

تیز رفتاری

فلاسفہ حضور ﷺ کی سواری کی تیز رفتار کے منکر ہیں اور وہابی دیوبندی آپ کے حاضر و ناظر کے۔ ان دونوں کا رد

سب کو معلوم ہے کہ دورِ حاضر میں ایسی سواریاں تیار ہو گئی ہیں جو دنوں کا سفر گھنٹوں اور گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے کر لیتی ہیں اور آئے دن ایسے ہوائی جہاز تیار ہو رہے ہیں جو چند منٹوں میں کئی کئی سو میل کا سفر طے کر لیتے ہیں اور پھر اس سے بھی زیادہ ترقی کرنا ممکن ہے اور یہ سب کچھ اس امر پر شاہد ہے کہ رات کے تھوڑے سے حصہ میں ہزاروں میل کا سفر طے کر لینا ممکن ہے۔

حضور ﷺ کی سواری

براق برق سے ہے اور برق بجلی کو کہتے ہیں اور یہ بجلی آج کل لوازماتِ زندگی بن چکی ہے اس کی تیز رفتاری سب کے سامنے ہے۔ ریلوں، موٹروں اور ہوائی جہازوں کی تیز رفتاری کو جانے دو، گھروں کی بجلیوں، ٹیلیفونوں، ٹیلی گراموں اور وائرلیسوں کو دیکھو یہ کتنے تیز رفتار ہیں ان سب چیزوں کی محرک بجلی ہے۔ ہزاروں میل دور بیٹھ کر ٹیلیفون میں بات کرتے ہیں آپ کی اور آپ کے مخاطب کی گفتگو اتنی مسافت سیکنڈ بھر میں طے کر کے آتی اور جاتی ہے یہ کیا بات ہے؟ یہی تا کہ آپ کی باتوں کو بجلی ایک سیکنڈ سے بھی کم مدت میں ہزاروں میل دور پہنچا دیتی ہے ٹیلیفونوں میں تو برقی تاروں کا واسطہ ہے، وائرلیس میں یہ بھی نہیں اپنے یہاں بیٹھ کر آپ لندن اور نیویارک میں بھی اپنی آواز دم بھر میں پہنچا سکتے ہیں کس طرح؟ بجلی کی طاقت سے؟ اور اب تو یہ بجلی منکلم کی تصویر بھی مخاطب کو پہنچانے لگی ہے جسے ٹیلی ویژن کہتے ہیں تو یہ آپ کی بجلی ہے اور براق تو خالق کی بجلی ہے جسے خالق بجلی نے اپنے محبوب کو بلانے کے لئے سواری بنا کر بھیجا تھا وہ اگر لحظہ بھر میں حضور ﷺ کو معراج کی سیر کرا دے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟

ہمارے نورِ نظر کی سرعت سیر دیکھئے کہ ابھی تو ہماری نظر زمین پر تھی اور دیکھتے ہی یہ نظر آسمان پر پہنچ گئی تو جب ہماری نظر کی سرعت سیر کا یہ عالم ہے تو حضور (ﷺ) خدا تعالیٰ کی خاص نظرِ رحمت ہیں وہ آن کی آن میں زمین سے لامکاں پھر وہاں سے زمین پر تشریف لائے تو کون سا اشکال ہے۔ مزید دلائل فقیر کی کتاب ”معراج المصطفیٰ“ کا مطالعہ کیجئے۔

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو

قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

حل لغات

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے، دھوکا اور صدقہ اٹھاتے پھرو گے۔ پڑ رہو، سو رہو، مستقل قیام کر لو، دھونی لگا لو۔ قافلہ، مسافروں کا گروہ، کارواں۔

شرح

اے احمد رضا درمحبوب چھوڑ کر اب کہاں جاؤ گے یہی تو وہ در ہے جہاں پر رحمت و سکینہ، بندہ پروری و ذرہ نوازی نصیب ہوتی ہے ان کے در کے سوا جہاں بھی جاؤ گے دھوکہ کے علاوہ صدمات ہی صدمات اٹھاؤ گے فلہذا حضور سرورِ عالم ﷺ کے سنگ در پر بوریا بستر جما لو ہر آفت و مصیبت سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

یوں تو مسافروں کا گروہ تمہاری نظروں کے سامنے کچھ پہلے چلا گیا اور کچھ بعد کو جانے والا ہے بہر حال یہ قافلے تو آتے جاتے ہی رہتے ہیں مگر خیال کرنا تم کہیں یہاں سے ہرگز نہ جانا۔

نعت شریف نمبر ۱۶

نعمتیں بانٹا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

حل لغات

نعمتیں، عطا و بخشش۔ بانٹنا، تقسیم کرتے، لٹاتے ہوئے۔ سمت، طرف۔ ذیشان، شان و شوکت والا۔ منشی، رحمت، رحمت کا لکھنے والا فرشتہ۔

شرح

وہ شان و شوکت والے اور جو دو کرم والے نبی کریم ﷺ اپنے عطا و بخشش انس و جن، چرند و پرند، جمادات، نباتات اور حیوانات وغیرہ پر تقسیم کرتے ہوئے جس جانب تشریف لے جاتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ فرشتہ رحمت کا قلمدان لے کر اسی طرف پہنچ جاتا ہے اور ہر چیز کے لئے نعمتیں اور رحمتیں لکھ لی جاتی ہیں جو فوراً ہی ملنے لگتی ہیں۔

قاسم رزق اللہ علیہ وسلم

اس میں حضور سرورِ عالم ﷺ کے اس کمال کا بیان ہے کہ آپ قاسم رزق اللہ ہیں اس کا انکار کسی کو ہو تو ہوتا رہے لیکن ہمیں تو اپنے وجود میں ہونے نہ ہونے کا وہم و گمان تو ہو سکتا ہے لیکن اس عقیدہ کا انکار تو بہ تو بہ کیونکہ حضور ﷺ نے واضح الفاظ میں فرمایا

انما انا قاسم واللہ يعطی۔ (بخاری شریف)

بیشک میں ہی تقسیم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

قاعدہ علم معانی

علم معانی کا مسلم قاعدہ ہے کہ فعل متعدی کا مفعول (دیگر متعلقات) مذکور نہ ہو تو اس میں عموم ہوتا ہے یہاں قاسم اسم فاعل از قسمۃ فعل متعدی ہے اس کا مفعول مذکور نہیں اسی لئے لازمًا خدا تعالیٰ کی جملہ نعمتوں اور عطاؤں کی تقسیم کے حضور سرورِ عالم ﷺ قاسم ہیں اگر کوئی سرے سے تقسیم کا منکر ہے تو بھی بد قسمت ہے اگر صرف یہ کہتا ہے کہ آپ صرف مالِ غنیمت یا علم کے قاسم ہیں تو بھی تنگ ظرف ہے ورنہ بقاعدہ مذکورہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی تقسیم میں عموم ہے۔

قرینہ عموم

اس عموم میں شک و شبہ کی گنجائش کہاں جبکہ اسی حدیث میں جملہ ”واللہ يعطی“ ہے اور اس میں بھی عموم کا قاعدہ تو فرض ہے کہ ہر شے اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے اس جملہ میں بھی فعل متعدی کے ہر دو مفعول غیر مذکور ہیں تو یہ عموم قطعی ہے اس معنی پر حضور سرورِ عالم ﷺ کا قاسم ہونا بھی قطعی ماننا پڑے گا کیونکہ ”انا قاسم واللہ يعطی معطوف معطوف علیہ“ اور ان کا حکم ایک ہوتا ہے اسی لئے جس شے اور جس کا معطی خدا ہے اسی کا قاسم مصطفیٰ ہے (جل جلالہ ﷺ) اور اس کا ترجمہ امام احمد رضا نے دوسرے مقام پر یوں ادا فرمایا ہے

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

تقسیم کی چند مثالیں ملا حظہ ہوں

سیدنا طلحہ کو جنت عطاء فرمائی

ایک دن دربارِ نبوی ﷺ میں صحابی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے ان کے نصیب جاگے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

لک الجنة علی یا طلحة غدا (طبرانی شریف)

طلحہ کل تمہارے لئے جنت میرے ذمہ ہے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا مانگے جنت عطا فرمادی معلوم ہوا کہ رب کی نعمتوں کے قاسم حضور اکرم ﷺ ہی ہیں۔

سوال

یہ ایک خاص واقعہ ہے واقعات سے عموم ثابت نہیں ہوتا۔

جواب

اگرچہ سوال لایعنی ہے لیکن عموم تو دوسری روایات سے ہے مثلاً حضور ﷺ نے کئی امور کے لئے فرمایا کہ جو اس امر کی ضمانت دے اس کی جنت کا میں ضامن ہوں اگر آپ کو اختیار نہیں تو ضمانت کیسی۔

جنت کی ضمانت

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن ایک اعرابی بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا حضور ﷺ خاموش رہے تیسری بار کے سوال پر حضور ﷺ نے فرمایا ”سل شئت یا اعرابی“ اے اعرابی جو تیرا جی چاہے مانگ لے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”فغبطنا فقلنا الان يسئل الجنة“ یہ حال دیکھ کر حضور مائل بہ کرم ہیں اور اعرابی سے فرما رہے ہیں کہ جو تیرا جی چاہے مانگ۔

ہمیں رشک آیا اور ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ اعرابی حضور سے جنت مانگے گا مگر اس نے سواری کے لئے اونٹ اور زاد راہ مانگا حضور نے حکم دیا کہ دے دیا جائے اس کے بعد آپ نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی اس بوڑھی عورت کی مانگ میں پھر حضور ﷺ نے اس بوڑھی عورت کا واقعہ سنایا۔

جب موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں اترنے کا حکم ہوا اور وہ کنارہ دریا تک پہنچے تو سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیئے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربار باری تعالیٰ میں عرض کی الہی! یہ کیا ماجرا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ تم قبر یوسف کے پاس ہو ان کا جسم اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر معلوم نہ تھی آخر انہوں نے ایک بوڑھی عورت سے اس کے متعلق استفسار کیا اس نے کہا ”واللہ حتی تعطينی لہا اسالک موسیٰ! میں قبر کا پتہ ہرگز نہ بتاؤں گی حتیٰ کہ آپ مجھ کو وہ دے دیں جو میں آپ سے مانگوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ”ذالک لک ہمیں منظور ہے جو چاہے ہم سے مانگ لے۔ اس بڑھیا نے عرض کی ”قالت

فانی اسالک ان اکون معک فی الدرجة التي تكون فیہی عورت نے عرض کی تو میں یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ اسی درجہ میں رہوں جس میں آپ ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ”سلی الجنة“ جنت مانگ لے یعنی تجھے یہ ہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر۔ اس بوڑھی عورت نے کہا خدا کی قسم اس کے سوا میں اور کچھ نہیں مانگوں گی۔ ابھی حضرت موسیٰ اور اس بڑھیا کی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اے موسیٰ بڑھیا جو طلب کرتی ہے اس کو دے دو۔ (طبرانی شریف)

حضور اکرم ﷺ نے اس واقعہ کو بیان کر کے اس اعرابی کی قصور ہمت پر تعجب فرمایا کہ دیکھو ہم نے اسے اختیار عام دے دیا تھا کہ جو چاہے مانگو ہم سے جنت بلکہ جنت سے بھی اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم اس کو ضرور عطاء فرما دیتے کیونکہ ہم اس کو

زبان دے چکے تھے مگر یہ اعرابی تو بڑا پست نکلا اس نے ہم سے مانگا بھی کیا سواری کے لئے اونٹ اور زور راہ جو دنیا کی بالکل معمولی شے ہے۔

فائدہ

اس حدیث سے واضح ہے کہ حضور سید عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے تقسیم فرمانے والے ہیں اور آپ کا دست اقدس اللہ عزوجل کے تمام خزانِ رحمت دنیا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ آپ کو یہ بھی اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے اعلیٰ نعمت جنت جسے چاہیں بخش دیں۔

چنانچہ جب حضور ﷺ نے اس اعرابی سے یہ فرمایا کہ جو مانگو جو چاہو تو حضرت علی نے تو یہاں تک فرمایا کہ یہ اعرابی ضرور حضور سے جنت مانگے گا جس سے امر پر روشنی پڑتی ہے کہ صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ بخدا خدا کا یہ ہی ہے در نہیں اور کوئی مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا

میرے مولیٰ میرے آقا تیرے قربان گیا

حل لغات

لے خبر، مدد کو آ۔ غیروں، غیر مذاہب و مسلک والے، بد مذہب لوگ۔ مولیٰ، مددگار۔ آقا، مالک۔

شرح

اے میرے مالک کریم ﷺ جلد میری مدد کو آئیے کیونکہ میرا دھیان (خیال) غیر لوگوں (بد مذہبوں) کی طرف جا رہا ہے اے میرے مددگار اور میرے مالک میں آپ کے قربان جاؤں جلد از جلد دستگیری فرمائیے۔

یا رسول اللہ ﷺ مدد

اس مسئلہ پر ابن تیمیہ نے اختلاف کیا اسی کی تقلید میں اب وہابی دیوبندی اور نجدی اور اس کی دیگر ذیلی جماعتیں نہ صرف ان بلکہ اہل تشیع کے فتویٰ سے داغدار کرتی ہیں۔ اس موضوع پر ہزاروں تصانیف لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ فقیر شعر کی مناسبت سے چند حوالے عرض کرتا ہے تفصیل فقیر کی کتاب ”ندائے یا رسول اللہ“ میں ہے۔

حضور سرور عالم ﷺ کے وسیلہ سے بارگاہِ الہی میں دعا کرنا مستحسن ہے اس کو مختلف الفاظ تو سل و استغاثہ و تضرع و توجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے بعض وقت تو سل بالنبی ﷺ یوں ہوتا ہے کہ آپ سے کوئی چیز طلب کی جائے بدیں معنی کہ آپ اس میں

تسبب پر قادر ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں یا شفاعت فرمائیں اس کا مطلب بھی حضور سے طلب دعا ہے۔

حضور ﷺ سے توسل و استغاثہ فعل انبیاء و مرسلین نبینا علیہم السلام اور سیرت سلف صالحین ہے اور توسل استغاثہ کے متعلق۔

(۱) علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۷۸** پر ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبدالمالک بن سعید کے پاس آیا۔ آپ نے اس کا پیٹ ٹولا اور فرمایا تجھے لا علاج بیماری ہے۔ اس نے پوچھا کیا بیماری ہے؟ ابن جبیر نے کہا کہ دبیلہ۔ یہ سن کر وہ لوٹ آیا اور اس نے تین بار یوں دعا مانگی (دبیلہ پیٹ کی ایک بیماری کا نام ہے)

اللہ اللہ اللہ ربی لا اشرك به شیئا اللهم انی اتوجه الیک بنبیک محمد ﷺ نبی الرحمة یا محمد انی

اتوجه بک الی ربک و ربی ان یرحمنی ممابی رحمة یغنینی بها عن رحمة من سواہ۔

اللہ اللہ اللہ میرا پروردگار ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا یا اللہ میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد ﷺ نبی رحمت کے وسیلے سے پیش کرتا ہوں۔ یا محمد ﷺ! میں آپ کے اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کے وسیلے سے پیش ہوتا ہوں کہ وہ اس بیماری میں مجھ پر ایسی رحمت کرے کہ جس سے کسی غیر کی رحمت سے مجھے بے نیاز کر دے۔

اس دعا کے بعد وہ پھر ابن جبیر کے پاس گیا۔ اس نے اس کا پیٹ ٹولا تو کہا تو تندرست ہو گیا ہے تجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ **(حجۃ اللہ علی العالمین)**

(۲) ابو عبد اللہ سالم معروف خواجہ نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دریا ئے نیل کے ایک جزیرہ میں ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مگر چھ مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ میں اس سے ڈر گیا ناگاہ ایک شخص نے جو میرے ذہن میں آیا وہ نبی کریم ﷺ ہیں مجھ سے فرمایا کہ جب تو کسی سختی میں ہو تو یوں پکارا کر

انا مستجیر بک یا رسول اللہ

یا رسول اللہ میں آپ کی پناہ کا طلب گار ہوں۔

اتفاق سے ان ہی ایام میں ایک نابینا نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کا ارادہ کر دیا اور کہا کہ جب تو کسی سختی میں مبتلا ہو تو یوں پکارا کر

انا مستجیر بک یا رسول اللہ

وہ روانہ ہو کر رابغ میں پہنچا وہاں پانی کی قلت تھی اس کا خدمت گار پانی کی تلاش میں نکلا۔ راوی کا قول ہے کہ اس نابینا نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرے ہاتھ میں مشک خالی رہ گئی میں پانی کی تلاش سے تنگ آ گیا۔ اسی اثناء میں مجھے تمہارا قول

یاد آگیا میں نے کہا

انا مستجیر بک یا رسول اللہ

اسی حال میں ناگاہ ایک شخص کی آواز میرے کان میں پڑی کہ تو اپنی مشک بھر لے میں نے مشک میں پانی کے گرنے کی آواز سنی یہاں تک کہ وہ بھرگئی میں نہیں جانتا کہ وہ شخص کہاں سے آگیا۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۷۸۶)

(۳) ابوالحسن علی بن مصطفیٰ عسقلانی ذکر کرتے ہیں کہ ہم بحر عیناب میں کشتی میں جدہ کو روانہ ہوئے سمندر میں طغیانی آگئی ہم نے اپنا اسباب سمندر میں پھینک دیا۔ جب ہم ڈوبنے لگے تو نبی اکرم ﷺ سے استغاثہ کرنے لگے اور یوں پکارنے لگے یا محمد یا محمد۔ ہمارے ساتھ مغرب کا ایک نیک دل شخص تھا وہ بولا حاجیو مٹ گھبراؤ تم بچ جاؤ گے کیونکہ ابھی میں خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی امت آپ سے استغاثہ کر رہی ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مدد کرو۔ مغربی کا قول ہے کہ اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق سمندر میں گھس گئے انہوں نے کشتی کے پتوار پر اپنا ہاتھ ڈالا اور کھینچتے رہے یہاں تک کہ خشکی سے جا لگے چنانچہ ہم صحیح و سالم رہے اور اس کے بعد بجز خیر ہم نے کچھ نہ دیکھا اور صحیح و سالم پر جا لگے۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۷۸۷)

(۴) علامہ نبہانی شواہد الحق میں عبد الرحمن جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ ہر سال خراب ہو جایا کرتی تھی۔ ایک سال مدینہ منورہ میں میری آنکھ دکھنے لگی میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فریاد کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی حمایت میں ہوں اور میری آنکھ دکھ رہی ہے۔ پس مجھے آرام ہو گیا اور حضور کی برکت سے اب تک مجھے آنکھ کی تکلیف نہیں ہوئی۔

(۵) علامہ نبہانی شواہد میں کتاب الاشارات الی معرفۃ الزبارات سے نقل کرتے ہیں کہ اس کے مصنف شیخ ابوالحسن علی ابن ابی بکر الساج الہروی (م ۶۱۱ھ مکتب) کہتے ہیں کہ جزیرہ میں ایک شہر تو نہ ہے وہاں مشہد نبی ﷺ اور مشہد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں میں نے جزیرہ والوں سے ان کی مشاہد کی نسبت دریافت کیا کہ کیا یہ نبی ﷺ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر بنائے گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ قصہ تفصیل طلب ہے پھر ایک خوبصورت شیخ کو بلا کر بتلایا کہ یہ شخص جذام میں مبتلا ہو گیا تھا لوگوں نے اس کی بیماری سے ڈر کر اسے جزیرہ کے ایک طرف نکال دیا۔ ایک رات اس نے ایسا غل مچایا کہ لوگ وہاں پہنچ گئے اور اسے تندرست کھڑا دیکھا جب اس کا حال دریافت کیا گیا تو اس نے بیان کیا کہ اس جگہ میں نے خواب میں نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں یہاں مسجد بنواؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں بیمار ہوں لوگ میرے

ی بات کا یقین نہ کریں گے۔ حضور ﷺ نے ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے علی اس کا ہاتھ پکڑو حضرت علی نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا میں تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

امام ابن نعمان مصنف مصباح الظلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسجد کو دیکھا ہے ہمارے استاد حافظ دمیاطی اور دیگر شیوخ اس قصہ کا ذکر فرماتے تھے اور اس کو صحیح بتاتے تھے یہ قصہ وہاں مشہور ہے اس مسجد کو مسجد النبی کہتے ہیں۔

(۶) علامہ نبہانی اپنی کتاب سعادت الدارین میں اپنے استغاثہ کا قصہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ کسی ناخدا ترس دشمن میرے اوپر ایسا افترا باندھا کہ سلطان عبدالحمید خان نے حکم دیا کہ مجھے معزول کر کے دور کے علاقہ میں بھیج دیا۔ یہ سن کر مجھے بے قراری ہوئی جمعرات کا دن تھا جمعہ کی رات میں نے ایک ہزار دفعہ استغفار پڑھا اور تین سو پچاس بار یہ درود شریف پڑھا۔

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد قد ضاقت حیلتي ادرکنی یا رسول اللہ

مجھے نیند آگئی آخر رات پھر جاگا اور ہزار دفعہ درود شریف پڑھ کر حضور ﷺ سے استغاثہ کیا جمعہ کی شام ہی کو سلطان

کی طرف سے تارا گیا کہ مجھے بحال رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ سلطان کو نصرت دے اور مفتری کو رسوا کرے۔ **والحمد لله**

رب العالمین

(۷) امام شرف الدین بوسری (م ۶۹۴ھ) اپنے قصیدہ بردہ کا سبب تصنیف یوں بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی

مدح میں بہت سے قصیدے لکھے جن میں بعض وزیرین الدین یعقوب بن زبیر کی درخواست پر تصنیف ہوئے۔ بعد ازاں

ایسا اتفاق ہوا کہ میں مرض فالج میں مبتلا ہوا اور اس سے میرا نصف بدن بے کار ہو گیا۔ میرے جی میں آیا کہ حضور ﷺ کی

مدح میں ایک اور قصیدہ لکھوں چنانچہ میں نے یہ قصیدہ بردہ تیار کیا اور توسل حضور ﷺ بارگاہ باری تعالیٰ میں اپنی عافیت کے

لئے دعا کی اور سو گیا میں نے اس قصیدے کو بار بار پڑھا اور آنحضرت ﷺ کے توسل سے دعا کی اور سو گیا (اب دیکھئے احمد مختار

کی مسیحاؑ اور محمد عربیؑ کی چارہ فرمائی) خواب میں زیارت ہوئی حضور ﷺ نے اپنا دست شفاء میرے مفلوج حصہ پر پھیرا اور

اپنی چادر (بردہ) مبارک مجھ پر ڈال دی آنکھ کھلی تو میں نے اپنے تئیں تندرست قوی پایا۔ میں نے اس قصیدے کا ذکر کسی

سے نہ کیا تھا مگر جب میں صبح کو گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمائے جو آپ

نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں لکھا ہے میں نے کہا کہ آپ نے کون سا قصیدہ طلب فرماتے ہیں؟ وہ بولے جو تم نے بحالت

مرض لکھا ہے اور اس کا مطلع بھی بتا دیا اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم! رات کو یہی قصیدہ میں نے دربار نبوی میں سنا ہے جب یہ

پڑھا جا رہا تھا تو حضور ﷺ اس کو سن سن کر یوں جھوم رہے تھے جیسا کہ باد نسیم کے جھونکے سے میوہ دار درخت کی شاخیں

جھومتی ہیں۔ حضور انور نے ان کو پسند فرمایا اور پڑھنے والے پر ایک چادر ڈال دی یہ سن کر میں نے اپنا خواب بیان کیا اور یہ

قصیدہ اس درویش کو دے دیا اس نے لوگوں سے ذکر کر دیا اور یہ خواب مشہور ہو گیا۔ (عطر الوردہ و دیگر شروح قصیدہ بردہ شریف)

(۸) شیخ شمس الدین محمد بن محمد جزری شافعی (متوفی ۷۴۳ھ) اپنی مشہور کتاب حصن حصین من کلام سید المرسلین کے دیباچہ میں اپنے استغاثہ کا ذکر یوں کرتے ہیں جب میں اس کی ترتیب و تہذیب پوری کر چکا تو مجھے ایسا دشمن (امیر تیمور) نے طلب کیا کہ اللہ کے سوا کوئی اس کو دفع نہیں کر سکتا تھا میں اس دشمن سے چھپ کر بھاگ گیا اور اس کتاب کو میں نے اپنا حصین بنایا میں نے حضور سید المرسلین کو خواب میں دیکھا میں بائیں جانب بیٹھا ہوا ہوں حضور گویا فرما رہے ہیں کہ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں دست مبارک اٹھائے میں دیکھ رہا تھا کہ آپ نے دعا مانگی پھر دست مبارک چہرے پر ملے یہ زیارت شب پنجشنبہ کو ہوئی اور شب یک شنبہ کو دشمن بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان احادیث کی برکت سے جو اس کتاب میں ہیں مجھے اور مسلمانوں کو دشمن سے نجات دی۔ (حواشی حصن حصین)

(۹) فقیہ ابوشیلی نے اپنی کتاب فضیلت حج میں لکھا ہے کہ اہل غرناطہ میں سے ایک شخص کو ایسا مرض لاحق ہو گیا کہ اس کے علاج سے اطباء عاجز آ گئے اور شفاء سے مایوس ہو گئے۔ وزیر ابو عبد اللہ محمد بن ابی الحصال نے ایک نامہ بحضور ﷺ لکھا اور اس مریض کی شفاء کے لئے اشعار میں حضور ﷺ سے توسل کیا یہ نامہ کسی کے ہاتھ میں مدینہ منورہ کو بھیج دیا گیا۔ جب وہ اشعار حضور ﷺ کے روضہ شریف پر پڑھے گئے تو بیمار اپنے وطن میں اسی وقت تندرست ہو گیا نامہ لے جانے والے نے واپس آ کر اسے دیکھا تو ایسا تندرست پایا کہ گویا وہ کبھی بیمار ہی نہ ہوا تھا۔ (دفا الوفاء جلد ۲ صفحہ ۴۳۰)

(۱۰) ابو محمد عبد اللہ بن محمد ازوی کمال جو اندلس میں ایک نیک شخص تھا بیان کرتا ہے کہ اندلس میں ایک شخص کا بیٹا قید ہو گیا وہ اپنے بیٹے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرنے کے لئے اپنے شہر سے نکلا۔ راستے میں اس کا کوئی واقف ملا اس نے کہا کہاں جاتے ہو اس شخص نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرنے جاتا ہوں کیونکہ رومیوں نے میرے بیٹے کو گرفتار کر لیا ہے اور تین سو دینار زر فدیہ قرار دیا ہے مجھ میں استطاعت نہیں۔ اس واقف نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے استغاثہ ہر جگہ مفید نہیں ہے مگر وہ نہ مانا جب مدینہ میں پہنچا تو روضہ شریف پر حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا اور حضور ﷺ سے توسل کیا اس نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ تم اپنے وطن لوٹ جاؤ جب وہ واپس اپنے وطن آیا تو اپنے بیٹے کو موجود پایا اس سے حال دریافت کیا تو بیٹے نے کہا کہ فلاں رات مجھ کو اور بہت سے قیدیوں کو خدا تعالیٰ نے رہائی دی وہ رات وہی تھی جس میں اس کا باپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (شواہد الحق، تلک عشرۃ کاملہ)

نوٹ

آج بھی یہ سودا نقد نصیب ہوتا ہے لیکن عقیدتِ صالحہ بھی تو ہو۔ امام بوصیری کی عقیدت سامنے رکھ کر اپنے نبی پاک ﷺ سے استغاثہ کیجئے انشاء اللہ نقد انعام پائیں گے اس کے لئے

امتی جو فریاد کرے حال زار میں ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی

ہائے وہ دل جو تیرے در سے پرارمان گیا

حل لغات

آہ، کلمہ، افسوس، ہائے افسوس۔ تمنا، آرزو۔ پرارمان، ارمانوں سے بھرا۔

شرح

ہائے افسوس اپنی ان آنکھوں پر جو اپنی آرزوؤں کے دیکھنے میں ناکام ہی رہی ہیں، ہائے افسوس اس دل پر جو آپ کے سنگ در پر قدم بوسی کی حسرتیں حسرتیں رہیں وہ حسرتیں پوری نہ ہوئیں بلکہ ارمان بھرا دل ویسے ہی چلا گیا یہ اس عاشق کی حالت زار کا بیان ہے جو در اقدس پر حاضر تو ہو گیا لیکن دیدار سے سرشار نہ ہو سکا۔ پیار عشاق میں سے یہاں ایک عاشق کا واقعہ حاضر ہے۔

ایک یہودی تورات پڑھ رہا تھا اس نے تورات میں ایک صفحہ پر حضور ﷺ کا نام اقدس لکھا دیکھا۔ یہودی نے بغض و کینہ سے اس نام پاک کو کھرچ ڈالا۔ دوسرے روز تورات کھولی تو اس صفحہ پر پھر یہ نام اقدس چار جگہ لکھا دیکھا غصہ میں آکر اس نے اس نام پاک کو پھر کھرچ ڈالا۔ تیسرے روز اس نے دیکھا کہ اسی صفحہ پر یہ نام اقدس آٹھ جگہ لکھا ہوا ہے اس نے پھر یہ نام پاک سب جگہ سے کھرچ دیا۔ چوتھے دن اس نے اس نام کو بارہ جگہ لکھا دیکھا اب اس کی حالت بدلی اور اس نام پاک کی دل میں محبت پیدا ہو گئی اور اس نام والے محبوب ﷺ کی زیارت کے لئے شام سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق دیکھئے کہ یہ حضور ﷺ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا مگر ادھر حضور ﷺ کا وصال پاک ہو چکا تھا جب یہ مدینہ پاک پہنچا تو اس کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور حضرت علی سے حضور ﷺ کے وصال کا علم ہوا۔ اب تو سخت بے چین ہوا اور حضرت علی سے کہنے لگا مجھے حضور کے بدن کا کوئی کپڑا نکال کر دکھائیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کا ایک کپڑا مبارک اسے دیا اس یہودی نے پہلے تو اسے سونگھا پھر حضور ﷺ کے روضہ انور کے سامنے آکر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو کر دعا کی کہ الہی اگر تو نے میرا اسلام قبول کر لیا تو مجھے اپنے محبوب کے پاس بلا لے اتنا کہا اور حضور ﷺ

کے سامنے ہی انتقال کر گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے غسل دیا اور جنت البقیع میں اسے دفن کیا۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۴۴)

فائدہ

حضور ﷺ کا نام پاک کوئی لاکھ مٹانا چاہے اور کھرچنا چاہے مگر
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

حل لغات

معمور، آباد۔ قربان، نچھاور۔

شرح

دل درحقیقت وہی دل ہے جو کہ اے حبیب ﷺ آپ کی یاد سے ہمیشہ آباد رہتا ہے ورنہ ایک عضو معطل بیکار گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور سر درحقیقت وہی سر ہے جو آپ کے قدموں پر نچھاور ہے۔

قلب حقیقی

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المرشد الامین صفحہ ۶۴ میں لکھتے ہیں

لفظ القلب وهو يطلق على معنيين احدهما اللحم او الثانى هو لطيفة ربانية روحانية ولها لهذا اللحم

وتصال ما وهو تعلق غامض لا يدرك بالبيان بل يتوقف على المشاهدة والعيان.

قلب کے دو معنی ہیں ایک گوشت کا ٹھنڈا دوسرا ایک ربانی روحانی لطیفہ ہے ہاں اسے قلب سے ایک قسم کا تعلق ہے لیکن وہ مطلق ایک مخفی امر جسے بیان نہیں کیا جاسکتا ہے مشاہدہ و معائنہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔

یہی قلب حقیقی جو صرف انسان کو نصیب ہے ورنہ وہ بھی ٹھنڈا تو ہر جانور میں ہے۔ (ایضاً)

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ دل وہی حقیقی دل ہے جو حضور سرور عالم ﷺ کی یاد سے معمور ہے ورنہ

وہ دل صرف گوشت کا ٹھنڈا ہے اور بس۔ اسی لئے دوسرے مقام پر فرمایا

نور الہد کیا ہے محبت حبیب کی جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

قرآن مجید

(۱) ان شر الدواب عند الله الصم البکم الذین لا یعقلون

(۲) ان الدواب عند الله الذین لا یؤمنون

فائدہ

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تمام جانوروں سے اعدائے مصطفیٰ ﷺ کو بدترین کہا ہے۔

حدیث شریف

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

ما من شیء الا و یعرفنی انی رسول الله الا مردة الجن والانس. (شفاء)

کوئی شے ایسی نہیں جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے سرکش انسان و جن کے۔

فائدہ

قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جسے رسول اللہ ﷺ سے صحیح تعلق نہیں وہ بدترین مخلوق ہے۔

نبی پاک ﷺ نے خوارج کی علامات بتا کر آخر میں فیصلہ فرمایا

هم شر الخلق والخلیقه. (بخاری و مشکوٰۃ)

وہ تمام انسانوں اور جملہ حیوانوں سے بدتر ہے۔

حق برحق

فقیر چند جانوروں کے نمونے عرض کرتا ہے جو حضور ﷺ سے کتنی نیاز مندی اور عقیدت رکھتے ہیں۔

میمنہ کا عشق

سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک بکری کا بچہ تھا جب حضور ﷺ گھر میں

تشریف فرما ہوتے تو وہ نہ اچھلتا کودتا اور نہ ہی حرکت کرتا بلکہ آپ کی تعظیم و تکریم کی وجہ سے کھڑا رہتا۔

فائدہ

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جانور کا اپنی فطرت کے خلاف حضور سرور عالم ﷺ کی تعظیم

و ادب میں ٹھہرا رہنا اور کوئی حرکت نہ کرنا آپ کا معجزہ ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

یہ اداد ادب اور تعظیم عشق سے ہوتی ہے ورنہ

بے عشق محمد (ﷺ) پڑھاتے ہیں بخاری

آتا ہے بخاران کو بخاری نہیں آتی

بکری سجدہ گزار

حضور سرور عالم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک شخص انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں کچھ بکریاں تھیں انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم پر زیادہ آپ کی تعظیم واجب ہے ہم بھی آپ کو سجدہ کریں آپ نے فرمایا سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔ (رواہ احمد و بزار، الکلام المبین صفحہ ۱۴۹)

شیر کی غلامی اور عشق

امام ابو نعیم و بیہقی حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں کشتی میں سوار ہوا کشتی ٹوٹ گئی اور میں ایک تختہ پر بہتا ہوا ایک جزیرہ میں پہنچا اور میرا شیر سے سامنا ہوا۔ میں نے شیر کو دیکھا تو اس سے کہا

یا ابا الحارث انا سفینۃ مولی رسول اللہ ﷺ. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۶۵)

اے ابو الحارث میں محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔

حضرت سفینہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر شیر دم ہلانے لگا پھر میرے ساتھ چلا اور مجھے مکہ کے راستہ پر کھڑا کر دیا۔ جب میں روانہ ہوا تو شیر گر جنے لگا گویا مجھے الوداع کر رہا تھا۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں یہ ہے کہ حضرت سفینہ اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے اور کفار نے آپ کو گرفتار کر لیا جس وقت آپ جیل سے بھاگے تو راستہ میں شیر مل گیا۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت سفینہ کا دو مرتبہ شیر سے سامنا ہوا ہو اور آپ دونوں مرتبہ یہ کہہ کر چھوٹ گئے ہوں کہ میں سید المرسلین ﷺ کا غلام ہوں۔ بہر حال یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضور تو حضور ہیں آپ ﷺ کے غلام بھی شیروں پر حکومت کرتے ہیں ان کو شیروں پر شرف حاصل ہوا جو بنا ادنیٰ سگ کوئے حبیب۔

بکریوں پر نظر کرم

جن دنوں حضور سرور عالم ﷺ اہل خیبر سے جنگ میں مصروف تھے۔ ایک شخص آ کر مسلمان ہوا اور وہ خیبر والوں کی بکریاں چراتا تھا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان بکریوں کو میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تو ان کے منہ پر کنکریاں

ماروے اللہ تعالیٰ تیری امانت ادا کر دے گا اور ان سب بکریوں کو اپنے اپنے گھر پہنچا دے گا سو اس شخص نے ویسا ہی کیا اور وہ سب بکریاں اپنے اپنے گھر پہنچ گئیں۔ (رواہ البیہقی فی دلائل النبوة، الکلام المبین صفحہ ۱۵۰)

فائدہ

وہ کنکریاں کیا تھیں نبی پاک ﷺ کی نظر عنایت تھی جو بکریوں پر پڑ گئی تو وہ بلا خطر و خوف مالک کے گھر پہنچ گئیں۔

پرندے کی عقیدت

بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ کسی جنگل میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ نے نعلین مبارک اتار دیں پھر ایک نعلین پہن لی۔

فجاء طيرنا خذ الخف الاخر فخلق به في السماء فاثل منه اسود سالغ. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۶۵)
ایک پرندہ آیا اور وہ حضور کی نعلین مبارک کو لے اڑا اور اس سے ایک کالا سانپ نکلا۔

چڑیا کا استغاثہ

بیہقی حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے پھر ہمارا ایک درخت سے گزر ہوا جس میں چڑیا کے بچے تھے ہم نے ان بچوں کو اٹھالیا ہم نے دیکھا کہ وہ چڑیا حضور ﷺ کے ارد گرد پھرنے لگی (یعنی فریاد کرنے لگی)

فقال من فجع بفرخيها قلنا نحن قال ردوها. (دلائل النبوة، بیہقی، خصائص جلد ۲ صفحہ ۶۳)

حضور نے فرمایا کہ اس چڑیا کے بچوں کو کس نے تکلیف پہنچائی ہم نے عرض کی ہم نے فرمایا کہ اس کے بچے واپس کر دو۔

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد وہاں یہیں چاہتی ہے ہر فی داد

اسی در پہ شترانِ ناشاد گلہ رنج و عنا کرتے ہیں

کبوتر کی محنت

ابن وہب روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ معظمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے

ان حمام المكة اظلت النبي ﷺ يوم فتعها ندعا بالبركة. (شفاء)

تو مکہ معظمہ کے کبوتروں نے آپ پر سایہ کیا حضور ﷺ نے کبوتروں کے لئے دعائے برکت فرمائی۔

اونٹ سجدہ ریز

امام احمد والو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے

فجاء بعیر فسجد له

اتنے میں ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کے سجدہ کیا۔

بکریاں ساجد

امام ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت ابو بکر و عمر رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے ہمراہ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لائے۔

وفی الحائط غنم فسجدن له. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۵۹)

اس باغ میں بھیڑیں تھیں سب نے آپ کو دیکھ کر آپ کو سجدہ کیا۔

اونٹ کا سجدہ

امام بیہقی حضرت عبداللہ بن اوفی سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ہم دربار رسالت میں حاضر تھے اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا۔ عرض کی حضور ﷺ میرا اونٹ بھاگ گیا ہے میرے ہاتھ نہیں آتا حضور ﷺ اس شخص کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ صحابہ نے عرض کی سرکاریہ اونٹ بہت شریر ہے اس کے قریب نہ جائیے لیکن جب حضور ﷺ اس کے قریب ہوئے

فلما رای البعیر سجد له

تو اونٹ نے آپ کو دیکھ کر سجدہ کیا۔

آپ نے اونٹ کو نیل ڈال دی۔

مستانہ اونٹ

امام احمد و ابو نعیم حضرت بریدہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری اپنے اونٹ کی شکایت لے کر دربار نبوت میں حاضر ہوا عرض کی سرکار ہمارا اونٹ پاگل ہو گیا ہے اور ہم میں سے کسی کو یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کے قریب ہوں یا نیل ڈالیں۔ حضور ﷺ اس انصاری کے ہمراہ اس کے مکان پر تشریف لے گئے اور دروازہ کھلوا یا۔

فلما رای الجمال جاء الیه و سجد فاخذ النبی ﷺ براسه فخطمه. (خصائص جلد ۲)

اونٹ نے حضور کو دیکھتے ہی سجدہ کیا آپ نے اسے سر سے پکڑ کر نیل ڈال دی۔

اونٹ عشق کا بندہ

امام احمد حضرت جابر سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ بنی نجار کے ایک باغ میں داخل ہوئے اس باغ میں ایک اونٹ تھا جو بھی اس باغ میں داخل ہوتا اسے کاٹتا تھا۔

فاتاہ النبی ﷺ فدعاه فجاء واضعا مثنفرة فی الارض حتی برک بن یدیه

جب حضور ﷺ اس کے قریب گئے تو اونٹ سر بسجود حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

انتباہ

صحابہ کرام اونٹ کی شکایت حضور ﷺ سے کر رہے ہیں حالانکہ صحابہ کرام جانتے ہیں کہ اونٹ حیوان ہے، فہم وادراک کا مالک نہیں ہے۔ صحابہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حیوانات حضور کے غلام ہیں اور جانور بھی اس مقدس رسول کی عظمت و بزرگی کا احساس رکھتے ہیں اگر یہ نہیں تو دربار نبوی میں اونٹ کی شکایت کے کیا معنی ہیں۔

اونٹ فریادی

امام ابو نعیم بیہقی حضرت عبداللہ بن جعفر سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے اس باغ میں ایک اونٹ تھا

فلما رای النبی ﷺ حن الیہ وزر فتا عیناہ۔ (خصائص جلد ۱ صفحہ ۵۶)

جب حضور ﷺ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

پھر حضور ﷺ نے اس اونٹ کے مالک سے فرمایا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے۔

سرقربان

امام ابو نعیم و طبرانی سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ باہر تشریف لائے اتنے میں ایک اونٹ آیا اس نے آپ کو سجدہ کیا حضور نے فرمایا یہ اونٹ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے۔

خدم موالیہ اربعین سنتہ حتی اذا کبر زاولی عملہ ونقص فی علفہ حتی اذا کان لہم عرس اخذا

الشفاء وینحروہ۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۵۷)

اس کی شکایت یہ ہے کہ اس کے مالک نے اس سے چالیس برس تک خدمت لی جب یہ بوڑھا ہو گیا تو اس کے چارے میں کمی اور کام میں زیادتی کر دی آج اس مالک کے گھر شادی ہے وہ اسے ذبح کرنا چاہتے تھے کہ یہ میرے پاس فریاد لے کر آ گیا۔

پھر آپ نے اونٹ کے مالک کو بلایا مالک نے اونٹ کی شکایت کی تصدیق کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے لئے چھوڑ دو یعنی ذبح نہ کرو۔

ہرن کی فریاد

امام ابو نعیم حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ایک جنگل سے گزر ہوا ایک ہرنی نے پکارا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کیا چاہتی ہے۔ ہرنی نے عرض کی

ان لی خشین فی هذا الجبل فحلنی حتی اذهب فارضها فاطقها فذهبت ثم رجعت.

(خصائص جلد ۲ صفحہ ۶۱)

سرکار اس پہاڑی میں میرے دو بچے ہیں مجھے شکاری نے گرفتار کر لیا ہے آپ مجھے اپنی ضمانت پر چھوڑ دیجئے میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔ حضور ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا ہرنی بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ پھر آپ نے ہرن کو بدستور سابق باندھ دیا اتنے میں شکاری جو سوراہا تھا وہ بھی بیدار ہو گیا۔ حضور ﷺ کو دیکھ کر عرض کرنے لگا کہ آپ کو کوئی حاجت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس ہرنی کو آزاد کر دے اس نے آزاد کر دیا۔ ہرنی کلمہ پڑھتی ہوئی جنگل کی طرف روانہ ہوئی۔

میرے کریم نہ آ ہو کو قید دیکھ سکے
عبث اسیرالم انتظار کرتے ہیں

فائدہ

جانور بھی حضور اکرم ﷺ کو مشکل کشا، دافع البلاء سمجھتی ہیں اور آپ کی عزت و عظمت و بزرگی کا انہیں بھی احساس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مشکل پڑتی ہے بلا میں مبتلا ہوتے ہیں تو دربار رحمت للعالمین ﷺ میں حاضر ہو کر حضور ﷺ سے دستگیری چاہتے ہیں۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہ ہی سرکار ہے

ایک بیدم ہی نہیں

امام ابو نعیم و طبرانی حضرت عبداللہ بن قرط سے روایت کرتے ہیں کہ عید النضی کے دن حضور ﷺ کی خدمت میں چند اونٹ ذبح کرنے کے لئے لائے گئے۔

فطفق یدولفن باتین بداء. (خصائص جلد ۲)

تو ہر ایک اونٹ اچھل کر آپ کے نزدیک ہوتا تھا کہ اسے آپ پہلے ذبح فرمائیں۔

فائدہ

یہ بھی کیا منظر ہوگا کہ دو عالم کے سردار کے دست اقدس میں چھری ہوگی اور ہر اونٹ محبوب دنواز کے دست ناز سے

ذبح ہونے کے لئے اپنا سر خود جھکا رہا ہو۔

ہر ایک کی آرزو ہے کہ پہلے مجھے ذبح فرمائیں

تماشا کر رہے ہیں مرنے والے عید قربان میں

گدھا کی عقیدت

ابن عساکر ابن منظور سے روایت کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو حضور ﷺ سے ایک سیاہ رنگ کے گدھے نے کلام کیا آپ نے فرمایا تیرا نام کیا ہے۔ گدھے نے عرض کی میرا نام یزید ابن شہاب ہے اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا فرمائے سب انبیاء کرام کے مرکب بنے اب چونکہ میرے دادا کی نسل سے میں ہی باقی ہوں اور آپ کے بعد بھی کوئی نبی نہیں ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سرکار مجھ پر سواری فرمائیں اس سے قبل میں ایک یہودی کے پاس گیا۔ جب وہ مجھ پر سوار ہوتا تو میں اس کو قصداً گرا دیتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور چابک مارتا تھا حضور ﷺ نے فرمایا اب تیرا نام یعقور ہے۔

فکان رسول اللہ ﷺ یبعث بہ انی یا بالرجل فیاتی الباب فیقرعہ براسہ فاذا خرج الیہ صاحب

الدار اومی الیہ براسم ان رجب رسول اللہ ﷺ. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۴)

حضور ﷺ کو جب کسی شخص کو بلانا منظور ہوتا تو اس گدھے کو بھیجتے یہ جاتا اور اپنے سر سے دروازہ کھٹکھٹاتا جب وہ آدمی باہر نکلتا تو اشارے سے سمجھاتا کہ تجھے سرکار یا دفر مار رہے ہیں۔

چنانچہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اس گدھے نے آپ کے غم میں بنی ہاشم کے کنویں میں گر کر جاں دے دی۔

گاوہ مانتی ہے کھانے والے نہیں مانتے

امام ابو نعیم و بیہقی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ محفل صحابہ میں تشریف فرما تھے ایک اعرابی گاوہ کا شکار کر کے لایا اور عرض کرنے لگا مجھے لات و عزئی کی قسم میں آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گاوہ آپ سے کلام نہ کرے۔

حضور ﷺ نے گاوہ سے فرمایا تو کسے پوجتی ہے۔ گاوہ نے بزبان فصیح کہا اس کو جس کا آسمان پر عرش ہے زمین پر حکومت ہے، سمندر میں راستے ہیں، جنت میں رحمت اور دوزخ میں عذاب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں گاوہ نے عرض کی

انت رسول رب العالمین وخاتم النبیین قد افلح من صدقک وقد خاب من کذبک فاسلم

الاعرابی. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۶۵)

آپ رب العالمین کے آخری رسول ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی اس نے فلاح پائی جس نے آپ کو جھٹلایا وہ خسارے میں رہا چنانچہ اعرابی ایمان لے آیا۔

بھیڑوں کی فریاد

امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر اپنی دم ہلانے لگا۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا

هَذَا وَافِدُ الذَّبَابِ جَاعُ الْيَكْمِ انْ تَجْعَلُوا مِنْ اَمْوَالِكُمْ شَيْئًا. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۶۲)

یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے اس لئے آیا ہے کہ تم اپنے اموال سے ان کا حصہ مقرر کر دو۔

امام ابو نعیم عبد اللہ بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم دربار رسالت ﷺ میں حاضر تھے ناگاہ ایک بھیڑیا آیا اور حضور کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے اگر تم پسند کرو تو اپنے اموال سے ان کا حصہ مقرر کر دو تاکہ پھر یہ کسی دوسرے جانور کا شکار نہ کریں اور اگر تم چاہو تو یونہی رہنے دو جس پر ان کا قابو چلے وہی ان جنگلی درندوں کا رزق ہو جائے۔ صحابہ نے عرض کی

مانطیب انفسنا بشی فی اوحی باصالحہ الثلاث فولی. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۶۳)

حضور ہمارا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ اپنے ہاتھ سے جنگلی درندوں کے لئے حصہ مقرر کیا جائے چنانچہ حضور ﷺ نے تین انگلیوں سے بھیڑے کو اشارہ کیا وہ چلا گیا۔

فائدہ

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حضور ﷺ گائے، بھینس، بکری وغیرہ میں سے جنگلی درندوں کا حصہ فرما دیتے تو آج شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے مگر صحابہ نے یہ پسند نہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے ان درندوں کا حصہ مقرر کر دیا جائے اس لئے حضور ﷺ نے جنگلی درندوں کو اجازت دے دی کہ جس پر تمہارا قابو چلے شکار کر لو۔

بھیڑئیے کی بھی سنو

امام احمد و ابن سعد و بزار و حاکم و بیہقی و ابو نعیم یہ تمام جلیل القدر محدثین حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا ایک بھیڑیا آیا اور بکری لے گیا۔ چرواہے نے بھیڑے سے بکری چھڑالی بھیڑیے نے کہا خدا نے مجھے رزق دیا اور تو نے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا عجیب بات ہے کہ حیوان کلام کر رہا ہے بھیڑے نے کہا عجیب بات تو یہ ہے کہ

رسول الله بين الحثرين بحدث الناس بانباء ما سبق (وفى وايه) يخبركم بما مفي وبما هو كانن

بعد کم.

ان دو پہاڑوں کے درمیان ایک رسول پیدا ہوئے ہیں جو زمانہ آئندہ جو گزشتہ کی خبریں سناتے ہیں۔

یہودی بھیڑیے کے کہنے پر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا

صدق صدق. (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۶۱)

اس نے سچ کہا دو بار فرمایا۔

دوسرا مصرعہ

سر بھی وہی حقیقی سر ہے جو حضور نبی پاک ﷺ کے نام پر فدا ہے ورنہ وہ چند ہڈیاں اور چمڑہ ہے جسے آگ میں ڈال

دیا جائے تو اسی میں بھلائی ہے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عملی طور پر فدا کر دکھلایا لیکن فقیر چند بے جان درختوں

وغیرہ کی مثالیں قائم کرتا ہے کہ وہ کس طرح حضور ﷺ پر قربان تھے۔

طواف اشجار

حدیث شریف میں ہے کہ آپ سفر کے دوران ایک مقام پر قیام فرمایا اور سو گئے

فجاءت شجرة تشق الارض وطافت به. (حجۃ الاسلام، صفحہ ۴۴۳)

تو درخت زمین کو چیرتے ہوئے آیا اور آپ کے گرد طواف کیا۔

جب آپ بیدار ہوئے میں نے درخت کا حال سنایا آپ نے فرمایا یہ وہ درخت تھا جس نے اللہ تعالیٰ سے اجازت

مانگی کہ وہ مجھے سلام کرے اسے اجازت ملی تو آیا یہ طواف اس کا سلام تھا۔ (رواہ احمد و طبرانی)

غلامی اشجار

امام ابو نعیم حضرت بریدہ سے روایت کرتے ہیں ایک اعرابی آیا اور اسلام لانے کے بعد اس نے عرض کی رسول

اللہ ﷺ مجھے کوئی نشان دکھائیے تاکہ مجھے اطمینان ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو کیا نشان چاہتا ہے عرض کی اس درخت

کو بلائیے حضور ﷺ نے فرمایا جا تو ہی ان درختوں کو بلا۔ وہ اعرابی درخت کے پاس گیا اور کہا

اجبی رسول الله ﷺ فمالت عن جوانبها وقطعت عروقها حتی اتت النبی ﷺ وقالت السلام علیک

یا رسول الله. (خصائص جلد ۲، صفحہ ۳۵)

تمہیں حضور ﷺ بلاتے ہیں درخت نے اپنی جڑیں زمین سے نکالیں پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کیا السلام علیکم یا رسول اللہ ﷺ۔

پھر حضور ﷺ نے درختوں سے فرمایا

ارجعی فرجعت فجلست علی عروقها۔ (حوالہ مذکور)

واپس چلے جاؤ درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

یہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کی

ایذن نی یا رسول اللہ ان اقبل راسک ورجلیک فعمل

یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے سر اقدس اور پائے مبارک کو بوسہ دوں۔ حضور ﷺ نے اجازت دی اس نے قدم پاک چوم لئے۔

فائدہ

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بزرگان دین کے قدم چومنا جائز ہے بدعت نہیں ہے اگر کسی کے قدم چومنا بدعت ہوتا تو حضور ﷺ اعرابی کو کبھی اجازت نہ دیتے۔

درختوں کی اطاعت

امام بیہقی والو نعیم حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے اعرابی ملا اسے آپ نے دعوت اسلام دی اس نے عرض کیا آپ کی رسالت کا گواہ کون ہے؟ فرمایا یہ درخت

خدا عاھا رسول اللہ فاقبلت تجد الارض حتی جات بین یدیہ فاستہشد ہا ثلاثا۔

(خصائص جلد ۱ صفحہ ۳۶)

خوشہ نخل کی غلامی

ایک اعرابی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کیسے جانوں کہ آپ نبی ہیں آپ نے فرمایا میں اس کھجور کے خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میری رسالت کی گواہی دے گا پھر آپ نے اسے بلایا

فجعل ينزل من النخلتس حتی سقط الی النبی ﷺ ثم قال ارجع فعاد فاسلم الاعرابی۔

(خصائص جلد ۳ صفحہ ۲۷)

وہ درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی طرف مائل ہوا پھر حضور نے اسے واپسی کا حکم دیا وہ واپس ہوا اور اعرابی اسلام لے آیا۔

درخت سجدہ ریز

خوشہ فرما دالی حدیث جو دوسرے طریق سے مروی ہے اس میں یہ لفظ اور زیادہ ہیں کہ
حتى سقط على الارض وهو يسجد ويرفع. (حجۃ اللہ صفحہ ۴۴۰ اور شرح دلائل الخیرات)
 وہ درخت زمین کی طرف گرا اور اس نے حضور ﷺ کو سجدہ بھی کیا۔

اشجار و حجار کا سلام

امام ترمذی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں تھے
 حضور ﷺ کسی طرف روانہ ہوئے

فما استقبله جبل ولا شجر ولا مدره الا هو يقول السلام عليك يا رسول الله ﷺ (حجۃ اللہ صفحہ ۴۴۰)
 تو جو بھی درخت، پہاڑ اور پتھر سامنے آیا اس نے اس طرح سلام عرض کیا السلام علیکم یا رسول اللہ ﷺ۔

حجر و شجر کا سلام اور نقد جواب

ابو نعیم و بزار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب اللہ نے محمد ﷺ کو وحی
 فرمائی تو

لا امر بحجر ولا شجار وقال السلام عليك يا رسول الله ﷺ (حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۴۴۰)
 جس پتھر سے اور درخت سے گزرتا وہ مجھے عرض کرتا السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ۔
 امام ابو نعیم نے فرمایا کہ مروی ہے کہ آپ انہیں سلام کا جواب عنایت فرماتے۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
 اللہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

حل لغات

اللہ الحمد، خدا کا شکر ہے۔

شرح

صرف اللہ کے حبیب ﷺ ہی کو پہنچانا اور انہیں کو ہر کام میں اپنا پیشوا مانا اور غیروں نہ کوئی لگاؤ رکھنا نہ کوئی تعلق قائم کیا۔
 خدا کا شکر ہے کہ آج میں دنیا کو ایسی حالت میں خیر باد کہہ رہا ہوں کہ میں پکا سچا مسلمان ہوں اس کے لئے توحید الہی یہی
 ہے کہ اللہ کے رسول کو جانا اور مانا جائے اس میں ان بد مذہبوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کسی کو جانا اور ماننا

نہیں چاہیے کیونکہ حضور کا ماننا اور جاننا ہی اللہ کا ماننا اور جاننا ہے۔ تصدیق رسالت تو حید الہی ہے الگ نہیں ہو سکتی۔ کلمہ تو حید اشہدان لا الہ الا للہ و اشہدان محمدا عبده و رسوله میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

ایمان کی تعریف

شرح عقائد نسفی میں ایمان کی تعریف میں لکھا

الایمان هو التصديق بما جاء به رسول اللہ ﷺ

ایمان اس کا نام ہے جو کچھ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے لائے ہیں اسی کی تصدیق کرنا (اور زبان سے اقرار کرنا)

ایمان کی اس تعریف سے ثابت ہوا کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے جو کچھ فرمایا وہی حق ہے کہ مومن ہے وہی جو صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کو جانے اور ماننے اللہ تعالیٰ کا ماننا بھی حضور ﷺ کے ماننے پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا

من يطع الرسول فقد اطاع الله. (پارہ ۵)

جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی

نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حل لغات

نجدیو، نجد کی جمع، نجد کا رہنے والا، شیخ نجدی شیطان ملعون کا لقب ہے (غیاث) یہ ایک مذہب بن گیا ہے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کا اپنے آپ کو پیرو کار سمجھتے ہیں جو شعائر اسلام کو مٹانے کی اپنی پوری زندگی بھر پور کوشش کرتا رہا ہے اس سلسلہ میں انبیاء، اولیاء، علماء و صلحاء کی شان میں بڑی گستاخیاں بھی کیں اور آج بھی نجدی، وہابی، دیوبندی گروہ آقا و مولیٰ، شہنشاہ کونین اور اولیاء کرام کی شان رفیع میں بکواس کرنا اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو تو حید پرست بتاتے ہیں۔

شرح

اے گم کردہ راہ نجدیو ہابیو! دیوبندیو! میرے آقا و مولیٰ قاسم نعمت ﷺ کی اپنے اوپر عنایتیں اگر نہیں مانتے تو نہ مانو مگر ذرا سنو تو سرکار کے دیگر احسانات کو تو چھوڑو تم جو آج تک کلمہ پڑھتے اور پڑھاتے ہو اور لوگوں کو باور کراتے پھرتے ہو کہ ہم سچے پکے مسلمان ہیں تو آخر یہ بھی تو سرکارِ دو عالم ﷺ ہی نے تمہیں سکھایا ہے کیا اتنی کھلی ہوئی احسان فراموشی کی کوئی گنجائش ہے اگر نہیں تو اللہ کے حبیب کا مقام و عظمت اور وقار پہچانو اور تو حید پرستی کے زعم میں حبیب خدا کی توہین سے باز آ جاؤ۔

تعارف

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس فرقہ کو خطاب کیا ہے وہ نجدی ہے جنہیں عرف عام میں وہابی کہا جاتا ہے اس کی ذیلی جماعت دیوبندی ہے جو خود کو حنفی ظاہر کرتے ہیں اور درحقیقت وہ بھی وہابی ہیں۔ اس نجدی وہابی کا بانی انگریز کا تیار کردہ ایک چوٹی کا فتنہ انگریز محمد بن عبدالوہاب نجد کا باشی تھا جس نے فتنہ کی خبر حضور سرور عالم ﷺ نے صدیوں پہلے دی تھی اسی انگریز نے ترکوں کے خلاف تیار کیا جن کی تفصیل ”انگریز جاسوس“ کی تحریر ”ہمفرے کے اعترافات“ میں ہے۔ مذہبی لحاظ سے سخت خطرناک تھا اس کے تعارف اور اس کے غلط عقائد کی کتابیں شائع ہوئیں اور ہورہی ہیں۔ مختصراً یہاں دیوبندی فرقہ کے شیخ الاسلام حسین احمد کانگریسی عرف مدنی کی کتاب ”شہاب ثاقب“ کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

(۱) شانِ نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی اور ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لارہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ہے۔ (الشہاب صفحہ ۴۷)

(۲) نجدی اور اس کے اتباع (ماننے والوں) کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانے تک تھی جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ (الشہاب صفحہ ۴۵)

نجدی حوالے

خود محمد بن عبدالوہاب کی اپنی تحریر و تصنیف کے حوالے ملاحظہ ہوں۔

نبی کریم سے توسل ناجائز

فلو جاز ان يتوسل عمرو واصحابه بذات النبي ﷺ وفاته لما صلح منهم بعدلوا عن النبي ﷺ الى

العباس علم ان التواسل بالنبي ﷺ بعد وفاته ليجوز.

پس اگر حضرت عمر اور صحابہ کا نبی ﷺ کی ذات سے آپ کے انتقال کے بعد توسل کرنا جائز ہوتا تو حضرت محمد ﷺ کو چھوڑ کر حضرت عباس کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو آپ کی وفات کے بعد وسیلہ بنانا جائز نہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

حل لغات

لے ان کی پناہ، ان کا سہارا لے لو، عافیت حاصل کر لو۔ اگر مان گیا، اگر تو مان گیا، تو نے تسلیم کر لیا۔

شرح

اے منکرین فضائل حبیب خدا حضور ﷺ تو کائنات کے لئے سراپا سہارا بن کر تشریف لائے حضور جس طرح قبل وصال انس و جن، چرند و پرند، حیوانات و جمادات، حور و غلاماں، ملک و فلک سبھی کے لئے سہارا تھے۔ اسی طرح بعد وصال بھی قیامت تک سہارا ہیں اور کائنات عالم کو مسلسل قیامت تک سہارا دیتے رہیں گے۔ دنیا کی زندگی میں اگر سرکار کی مدد و شفاعت کے قابل بن کر رہوں گے تو کل قیامت میں یقیناً سرکار ﷺ شفاعت مدار شفیع و مددگار ہوں گے لہذا آج کی زندگی میں اس محبوب ﷺ کا سہارا اور ان کی مدد و انشائی یا رسول اللہ ﷺ کہہ کر مانگو اور جان و دل سے اس بات کے قابل ہو جاؤ کہ سرکار سہارا اور مدد دے سکتے ہیں اور قیامت تک دیتے رہیں گے۔ یہ بات تمہارے مشاہدہ میں آئے یا نہ آئے مگر حقیقت پر مبنی ہے جس کا مرنے کے بعد کل قیامت میں تم مشاہدہ ضرور کرو گے اس وقت تو تم ماننے پر مجبور ہو گے اور حضور کے سہارا اور ان کی مدد بھیک مانگنا شروع کر دو گے لیکن اس وقت حضور تمہیں سہارا و مدد دینے پر رضامند نہ ہونگے کیونکہ وقت نکل چکا ہوگا اور تم میدان حشر میں بالکل بے سہارا اور بے یار و مددگار مارے مارے پھرو گے۔

قرآن مجید

ولو انهم اذ ظلموا نفسهم جاؤك فاستغفروا واللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔
اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت کرے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

پھر جب غلطی کرنے والے کسی جرم یا گناہ کے مرتکبین بارگاہ مصطفیٰ میں حاضر ہو گئے تو اللہ کریم نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو فرما دیا کہ ایسوں کو رحمت و بخشش کی نوید سنا دیں۔ سورۃ الانعام میں ہے

واذ جاءك الذين يؤمنون بايتنا فقل سلم عليكم كتب ربكم على نفسه الرحمة انه من عمل منكم سوء م بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحيم۔ (پارہ ۷، سورۃ انعام، رکوع ۲)

اور جب تمہارے حضور حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چنانچہ جو مومن اپنی غلطیوں پر شرمندہ توبہ کرتا ہوا آستانہ مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہوگا اسے حضور ﷺ کی جانب سے

السلام علیکم کا تحفہ نصیب ہوگا تو اس کی بخشش و غفران میں کیا شک رہ جائے گا وہ شخص تو بہت خوش قسمت ہے جسے مدینہ النبی ﷺ میں حاضری نصیب ہو اور وہ وہاں سے سرکار ﷺ کے السلام علیکم کا اعزاز حاصل کر لے لیکن جب تک وہاں حاضری کی تمنا پوری نہ ہو غلطی کے مرتکب مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو دربارِ مصطفویٰ میں حاضر تصور کر کے خشوع و خضوع اور محبت و عقیدت کے ساتھ درود و سلام کا نذرانہ پیش کرے۔ احادیث مبارکہ میں ہے کہ سرکار اپنے محبت امتی کے درود و سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں یہاں بیٹھے ہوئے بھی آپ ﷺ کو حاضر جان کر عرض کرے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نقد جواب پائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

احادیث مبارکہ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من احد یسلم علی الاردا اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام۔ (رواہ ابو داؤد، البیہقی فی الدعوات الکبیر، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۶)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر کوئی سلام نہیں پہنچتا مگر اللہ مجھ پر میری روح واپس لوٹاتا ہے حتیٰ کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

صلوٰۃ و سلام عرض کرنے والا خواہ قبر انور پر حاضر ہو یا دنیا کے کسی خطہ میں ہو سرکار سنتے ہیں اور جواب ارشاد فرماتے ہیں۔

ازالہ وہم

یہاں روح لوٹانے سے توجہ مراد ہے کیونکہ وہ جانِ جہاں ہیں جن سے جہاں عالم قائم ہے۔ حضور تو بحیات دائمی زندہ ہیں اسی حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ (معاذ اللہ) میں ویسے تو بے جان رہتا ہوں کسی کے درود شریف پڑھنے پر زندہ ہو کر جواب دیتا ہوں ورنہ ہر آن لاکھوں بار آپ کی روح اقدس نکلتی اور جسم اطہر میں داخل ہوتی ہے خیال رہے حضور ایک آن میں درود و سلام خوانوں کی طرف توجہ یکساں رکھتے ہیں سب کے ساتھ کا جواب دیتے ہیں۔ ایسے ہی بیک وقت یا ایک ہی وقت میں سارے عالم پر توجہ کر لیتے ہیں، ایسے ہی آسمانِ نبوت کے سورج ایک وقت میں سب کا درود و سلام سن لیتے ہیں اور ان کا جواب بھی دیتے ہیں لیکن اس میں آپ کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی کیوں ہو جبکہ آپ مظهر ذاتِ کبریا ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیک وقت سب کی دعائیں سنتا ہے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں ہر ایک کا درود شریف سنتا ہوں اور قیامت تک سنتا رہوں گا۔

وقیل لرسول اللہ ﷺ ارایت صلوٰۃ المصلین علیک ممی غاب عنک ومن یاتی بعدک ما حالہما

عندک فقال اسمع صلوة محبتی و عرفهم و تعرض علی صلوة غیرهم عرضاه۔

(دلائل الخیرات صفحہ ۲۹ مطبوعہ تاج کمپنی)

اور عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ان لوگوں کے درود و سلام کو جانتے ہیں جو آپ سے غائب ہیں یا ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا کہ میں اہل محبت کا درود و سلام خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا بھی ہوں ہاں جو ان کے غیر ہیں ان کا درود و سلام پہنچایا جاتا ہوں۔

اس حدیث پر تبصرہ و تنقید اور تائید و توثیق ہم نے دوسرے مقام پر لکھی ہے۔ شعر کا مطلب واضح ہے کہ دنیا میں جس نے سرکارِ مدینہ ﷺ کا دامن تھام لیا وہ دین میں فلاح پا گیا اور جو محروم رہا تو قیامت میں مجبوراً دامنِ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچنے کی کوشش کریگا لیکن اللہ تعالیٰ کو گوارا نہ ہوگا نہ ہی رسول اکرم ﷺ گلے لگائیں گے جیسے بخاری و مسلم و دیگر صحاح ستہ کی روایات صحیحہ میں ہے کہ حضور ﷺ منکرین شفاعت کو ”سحقاً، سحقاً“ زور ہو جاؤ فرمائیں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آج دنیا میں جو شفاعت کا منکر ہے اسے قیامت میں شفاعت نصیب نہ ہوگی تفصیل دوسرے مقام پر آگئی ہے۔

اف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر

بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

حل لغات

اف، کلمہ تحقیر و کراہت، افسوس۔ رے، ارے کا مخفف برائے ندا، جیسے اللہ رے، ہائے رے۔ جوش، تعصب، تعصب کا جوش، تعصب کی زیادتی و فراوانی۔ بھيڑ، انبوه، مجمع۔

شرح

ہائے رے منکر مدو شفاعت آخر حضور کے فضائل سے انکار اور تعصب کی زیادتی و فراوانی یہاں تک بڑھ گئی آخر اس دنیا کی بھری سبھا میں اس بد نصیب کے ہاتھ سے ایمان جیسی دولت بھی چھن گئی اے منکرو! یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ حضور ﷺ کے فضائل و مناقب کو شرک و کفر اور بدعت ہونے کی نگاہ سے دیکھا ”اور خود کرہ را علا جہ نیست“ کے مصداق نتیجہ یہ نکلا کہ تم بے ایمان ہو گئے۔

فراست رضوی

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گستاخوں کی ایک گندی عادت کی علامت اور اس کی بدبختی انجام بد اپنی فراست سے ایسے بہترین انداز میں ظاہر فرمایا ہے کہ آج اسے ہر معمولی سمجھ والا سنی مسلمان یقین کر سکتا ہے کہ امام اہل

سنت نے جو کچھ فرمایا حق فرمایا وہ یہ کہ یہ لوگ توحید کا نام لے کر مقربانِ الہی سے عداوت اور رسالت کی عظمت اور مرتبہ و مقام کو مضحل کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں تجربہ شاہد ہے کہ ان کا مقصد تو ہوتا ہے توحید اجاگر کرنا اسی لئے تعظیم و تکریم انبیاء و اولیاء اور ان سے عقیدت و محبت اور عشق ان کے نزدیک فسق و ضلالت بلکہ شرک سمجھا جا رہا ہے۔ پھر اسی توحید کے نشہ میں آکر فضائل و کمالات بلکہ اکثر معجزات کو شرک کے خطرہ سے انکار کرتے چلے جاتے ہیں پھر اس پہ نازاں ہوتے ہیں کہ وہ یکے موحد ہیں حالانکہ انکار معجزات و کمالات و فضائل سے وہ لحد بن بیٹھے اس طرز اور روش اور صرف توحید پر ڈٹ جانا اور عظمت انبیاء و اولیاء کو شرک سمجھنا ابلیس کا کارنامہ ہے۔ صرف اسی توحید کے عقیدہ میں راسخ الاعتقاد کی بنیاد پر کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو لائق ہے اس کے غیر کو سجدہ حرام حالانکہ اللہ نے ہی حکم فرمایا تھا صرف اسی لئے کہ انہیں یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ اس کے محبوبوں کی تعظیم و تکریم بھی عین توحید ہے لیکن ابلیس نے تعظیم غیر اللہ کو شرک کہہ کر ٹھکرا دیا نہ صرف اس وقت بلکہ آج تک اسی توحید کے اپنے فاسد نظریہ پر بضد ہیں۔ چنانچہ روح البیان اور روض الریاض وغیرہ میں ہے کہ ابلیس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی میری معافی کی صورت ہو سکتی ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر بتاؤں گا دوسرے دن جب ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا تو جواب کا تقاضہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے تو معافی مل سکتی ہے اس پر ابلیس نے کہا میں نے تو زندہ کو سجدہ کرنا توحید کے منافی سمجھا تو اب مردے کو کیسے سجدہ کر سکتا ہوں۔

انتباہ

گویا وہ مزار کی حاضری اور بعد وصال بندہ خدا کی تعظیم کو شرک سمجھا یہی کیفیت دورِ حاضرہ کے توحیدی کو دیکھ لیں کہ وہ ہزاروں میل بستر سر پر رکھ کر ہزاروں دکھاؤں کو توحید کی تبلیغ کرنے کے لئے درد کے دھکے کھائے گا لیکن ایک فرلانگ پر کسی ولی اللہ کے مزار پر نہیں جائے گا۔ زیارت القبور کی حدیث کو صحیح ماننے کے باوجود مزار پر جانا شرک سمجھتا ہے بلکہ جانے والے اہل سنت کو شرک کہتا ہے۔

ابلیسی توحید کے حامل افراد کا کردار بھی اسی قسم کا ہے۔ ابلیسی توحید کے مریض مقبولانِ بارگاہِ انبیاء کرام خصوصاً حضور سید عالم ﷺ کے فضل و شرف مرتبہ و مقام کی عظمت کے اقرار کو توحید کے منافی سمجھتی ہے۔ توحید کا نام لے کر رسالت سے نفرت دلاتے ہیں لیکن وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ توحید کی نعمت زبانِ رسالت ہی ہے اگر رسالت کی زبان نہ کھلتی تو ہمیں توحید کہاں نصیب ہوتی حق ہے کہ توحید کی نعمت جو ہمیں ملی وہ نطق رسول امی کی رہن منت ہے۔ سید الانام کی عظمت کو گھٹانا سخت قسم کی بے دینی اور گمراہی ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا حالانکہ سجدہ کا حکم رب العالمین نے دیا تھا حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کا حکم دیا گیا وہ عبادت کا نہیں تعظیم کا سجدہ تھا غیر اللہ کو سجدہ عبادت واقعی شرک جلی ہے اور اللہ تعالیٰ شرک کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے عزت و کرامت سے نواز دے ابلیس کی بنیادی غلطی یہی تھی کہ اس نے حکم الہی کی بجا آوری سے انکار کر دیا تھا۔

توحید کے نشہ میں توہین رسالت

فقیر کے اکابر اہل سنت نے توحیدیوں کی گستاخیوں پر بہت کچھ لکھا ہے ان کے فیض و برکت سے فقیر نے چند رسائل و کتب لکھے ہیں مثلاً ”دیوبندی وہابی کی نشانی“ اور ”دیوبندی بریلوی فرق“ اور ”گستاخوں کا بُرا انجام“ وغیرہ۔ چند اقتباسات توحید کے گھمنڈ بازوں کے ملاحظہ ہوں۔

حوالہ نمبر ۱

نماز میں حضور ﷺ کا خیال لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔ (صراط مستقیم، مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی)

نشہ توحید

یہ اس ارادہ پر لکھ مارا کہ نماز خدا کی اس میں رسول کا خیال بُری بات ہے۔ (معاذ اللہ)

حوالہ نمبر ۲

میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے آپ پل صراط پر لے گئے اور دیکھا حضور ﷺ گرے جارہے ہیں تو میں نے حضور کو گرنے سے روکا۔ (بلغہ الحیران، بشرات مولوی حسین علی واں پھر اس شاگرد مولوی رشید احمد گنگوہی)

نشہ توحید

اس سے مقصد یہ ہے کہ ہم توحیدی ایسے بلند مرتبہ پر ہیں کہ اسلام ہمارے سہارے پر ہے اور بس جیسا کہ اس نے اس خواب کی تعبیر میں لکھا۔ اگرچہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ خواب ہی جھوٹا ہے لیکن بقول احمد رضا قدس سرہ بھیڑ میں مولوی مذکور نے اپنا ایمان کیسے برباد کیا۔

حوالہ نمبر ۳

جہد المقل و فتاویٰ رشیدیہ و براہین قاطعہ میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے یعنی جھوٹ بول سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) ملخصاً

انتباہ

توحید کے نشہ میں دیکھا کیسے ایمان برباد کیا حالانکہ اہل سنت کا مسلم عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ وغیرہ بولنے سے پاک اور منزہ ہے اور یہ اس کی شان سے بعید ہے کہ وہ جھوٹ بولے گو وہ ہر شے پر قادر ہے مگر صفات مذمومہ کے ارتکاب پر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کذب بالاتفاق ممتنع ہے اور کذب نقص ہے اور نقص خدا پر بالا جماع محال ہے اور جب کذب خدا پر ممتنع ہو تو واجب ہے کہ کلام صادق ہے۔

حوالہ نمبر ۴

براہین قاطعہ میں ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ملک الموت اور شیطان کا علم حضور ﷺ سے بڑھ کر ہے۔

نشہ توحید

علم الغیب حضور ﷺ سے نفی کرنے بیٹھا تو ہمارے عالم دین نے ملک الموت و شیطان کی بات کی تو توحید کے نشہ میں لکھ دیا کہ ان کا علم تو نصوص سے ثابت ہے حضور ﷺ کے لئے کون سی نص ہے فلہذا ان کا علم زیادہ ہے (معاذ اللہ) کم بخت کا کیسے ایمان گیا۔

حوالہ نمبر ۵

مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں نبی کریم ﷺ کے علم مبارک کو جانوروں، پاگلوں وغیرہ سے تشبیہ دے دی۔

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

شرح

اس سے امام اہل سنت کا منشاء یہ ہے کہ دل و دماغ، ہوش و حواس سب کچھ مدینہ منورہ پہنچ چکے ہیں اے رضا آخر تم یہاں سے مدینہ شریف کیوں نہیں چلتے تمہارا سارے کا سارا سامان تو پہلے مدینہ پاک پہنچ گیا ہے یہ عاشق کامل کی ایک علامت بیان فرمائی ہے وہ یہ کہ

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

حضرت عارف جامی قدس سرہ اپنی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیالے محمد (ﷺ)

جہان میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی خیال ضرور ہوتا ہے لیکن میرا خیال اور تصور سب سے بہتر اور خوشتر ہے کہ میں ہر وقت حضور سرور عالم ﷺ کے تصور اور خیال میں رہتا ہوں۔

لیکن امام احمد رضا قدس سرہ کے عشق کا کمال دیکھئے کہ وہ صرف خیال اور تصور کو ہی مدینے میں نہیں سمجھتے بلکہ سارا سامان (جان، دل، ہوش، خرد) مدینہ میں کہہ رہے ہیں یہاں صرف خالی ڈھانچہ ہے اسے بھی مدینے جانے پر زور دے رہے ہیں۔

یہی تمنائے ہر عاشق

(۱) حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ

مری خاک یا رب نہ برباد جائے
پس مرگ کر دے غبارِ مدینہ
مرا دل بلبل بے نوا ہے
خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

(۲) حضرت علامہ حافظ پبلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا

دکھا یارب در و بامِ مدینہ
نصیب دل ہو آرامِ مدینہ

(۳) جناب حسرت موہانی نے کہا

ان کی اس بندہ پروری کے ثار
ہم کہاں ورنہ اور کہاں یہ نصیب
لو مدینے کو پھر چلے حسرت
ویدنی ہے یہ ماجرائے غریب
نہ مرنے کی باتیں نہ جینے کی باتیں

کرو ہم سفر مدینے کی باتیں

(۴) حضرت علامہ اخترالحامدی مرحوم نے کہا

زار ہیں رواں شام و سحر سوئے مدینہ

اے کاش ہو اپنا بھی سفر سوئے مدینہ

سرسوئے حرم دل ہے مگر سوئے مدینہ

اتنی تو ہو وارنگی شوقِ نظارہ

کب دیکھے سرکار سے آتا ہے بلاوا

دن رات ہے اختر کی نظر سوئے مدینہ

اپنے دور کے دو عاشقوں کی دو نعتوں کو زینت شرح کر رہا ہوں

(۱) حضرت بہزاد لکھنوی مرحوم

عاشق کے لئے کعبہ الفت ہے مدینہ

عارف کے لئے منزلِ رحمت ہے مدینہ

اے طالبِ نعمت تجھے اک راز بتا دوں

اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے مدینہ

جاؤ گے تو دیکھو گے وہاں بارشِ تسکین

عینِ کرم و عینِ محبت ہے مدینہ

بگڑی ہوئی تقدیر وہیں بنتی ہے جا کر

کونین میں اللہ کی رحمت ہے مدینہ

ملتی ہے تو پھر اس میں کمی نہیں ہوتی

وہ گنجِ گراں مایہ وہ دولت ہے مدینہ

تم جاؤ کہیں پر بھی مگر دل نہ لگے گا

بہزاد حزیں قلب کی حسرت ہے مدینہ

(۲) حضرت علامہ حافظ محمد مظہر الدین مرحوم

لب پہ ہے گفتگو مدینے کی
 اے زہے آرزو مدینے کی
 نام لے باوضو مدینے کا
 بات کر باوضو مدینے کی
 میں کہاں نامراد جاؤں گا
 دلنوازی ہے خو مدینے کی
 روح کونین کیوں نہ وجد کرے
 کیف آگئیں ہے بو مدینے کی
 تیری مٹی ہے یثربی منظر
 تجھ سے آتی ہے بو مدینے کی

باب الباء

نعت نمبر ۱۹

تاب مرآت سحر گرد بیابانِ عرب
 غازہ روئے قمر دود چراغانِ عرب

حل لغات

تاب مرآت، سحر صبا کے آئینہ کی چمک۔ گرد بیابانِ عرب، عرب کے میدان کی گرد۔ غازہ روئے قمر، چاند کے چہرے کا غازہ (پوڈر) دود چراغانِ عرب، عرب کے چراغوں کا ہواں۔

شرح

عرب (جو دیار حبیب ﷺ ہے) کے میدان کی گرد و غبار صبح کے آئینہ کی چمک دمک ہیا و عرب کے چراغوں کا دھواں دراصل چاند کے چہرہ کا غازہ پوڈر ہے اس لئے کہ سحر ہو یا قمر سب ہمارے نبی ﷺ کے مریدین میں شامل ہیں اور ہر مرید صادق کے لئے مرشد کے علاقہ کی ہر شے تبرک ہوتی ہے تو سحر کے لئے دیا عرب کی گرد و غبار چمک دمک سے بڑھ کر نہ ہوگی اور کیا ہوگی ایسے چاند کے چہرہ پر عرب کا دھواں غازہ (پوڈر) نہ بنے گا تو اسے اور کیا چاہیے لیکن اس راز کو وہ سمجھے جس کا مرشد

ہو جو سرے سے ہو ہی بے مرشد اسے کیا خبر۔

اللہ اللہ بہار چمنستانِ عرب
پاک ہیں لوٹ خزاں سے گل و ریحانِ عرب

حل لغات

اللہ اللہ، حیرت و استعجاب کے وقت بولا جاتا ہے۔ لوٹ، عیب۔ گل، پھول۔ ریحان، ہر خوشبودار گھاس۔

شرح

دنیا کی ہر جگہ اور ہر چمن پہ بہار آتی ہے اور جلد ہی ختم ہو جاتی ہے مگر چمنستانِ عرب کی بہار پر میں حیرت زدہ ہوں کہ عرب کے چمنستان کے پھول بلکہ اس کے خش و خاشاک پر بھی ہمیشہ ہی بہار رہتی ہے۔ چمنستانِ عرب سے مدینہ پاک مراد ہے لیکن یہ بات عاشقانِ مدینہ جانتے ہیں جو مدینہ پاک کا قدر داں نہیں اس بے قدر کو مدینہ پاک کی قدر کا کیا علم۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو جگہ انفاسِ حبیب خدا ﷺ کی خوشبو کی حامل ہے اس کے بالمقابل مشک و عنبر کی کیا حقیقت ہے اس جگہ کی خوشبو تمام خوشبودار اشیاء سے مخصوص اور زالی ہے۔ مدینہ پاک جیسی خوشبو کسی دوسری جگہ نہیں پائی جاتی۔ گلاب کی خوشبو اگرچہ حضور سرورِ عالم ﷺ سے منسوب ہے وہ بھی یہاں کی خوشبو کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

نسیم جان فزایت تن مردہ زندہ گردو
تو کد ام باغِ اے گل کہ چین خوش است بویت

تیری نسیم جان فزا ہے مردہ جسم زندہ ہوتے ہیں اے گل پیارا تو کس باغ کا ہے کہ تمہیں ایسی خوشبو نصیب ہے۔

شاہ صاحب موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ (شہر) اور مزارِ رسول ﷺ اور اس کے درو دیوار ہے ایسی خوشبو بھی مہکتی رہتی ہے جو دوسری اشیاء سے نہیں سونگھی جاسکتی شاید تھوڑی سی خوشبو عاشقانِ مدینہ غریب الوطن دوستوں نے سونگھی ہو۔

بَطِيب رَسُولِ اللَّهِ طَابَ نَسِيمُهَا

الْمَشْكُ وَالْكَافُورُ وَالصَّنْدَلُ

رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے ہی مدینہ کی نسیم کو خوشبو مشک، کافور، صندل نصیب ہے۔ (جذب القلوب)

الحمد للہ! ہم اپنے ایمان کی تازگی سمجھتے ہیں کہ

وہ مزہ جو مدینہ کی گلیوں میں دیکھا
نہ جنت نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا

مذہب عشاق

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو کہے مدینہ پاک کی زمین میں کوئی خوشبو نہیں نہ ہی اس کی ہوا خوشگوار اسے قید کیا جائے یہاں تک کہ خلوص سے توبہ نہ کرے۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”محبوب مدینہ“ اور اس کے حواشی میں پڑھئے۔

جوش ابر سے خون گل فردوس گرے
چھیڑ دے رگ کو اگر خار بیابان عرب

حل لغات

جوش، جوش، اہل، تیزی۔ ابر، بادل۔ گل فردوس، جنت الفردوس کے پھولوں کا خون۔ چھیڑ دے رگ کو، کہہ دے بھڑکا دے، اشتعال دلادے۔ خار بیابان عرب، عرب کے ویرانے کا کاٹا۔

شرح

عرب کے ویرانوں کے کانٹوں کی یہ عظمت و جلال ہے کہ اگر جنت الفردوس کے پھولوں کی رگوں کو چھیڑ دیں (کہہ دیں) تو اسی وقت ان پھولوں کی رگوں کا سارا خون بادل بن کر آسمان پر چھا جائے اور نہایت جوش و ولولہ کے ساتھ روئے زمین پر برسے لگے یعنی بہشت کے پھول سے بیابان عرب زیادہ اچھے ہیں یہ بھی مبالغہ آرائی نہیں بلکہ حقیقت ہے اس لئے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی ہر نسبت کل کائنات کی مخدوم و محبوب ہے آپ کے مدینہ عالیہ کے خار بیابان بھی جنت الفردوس کے پھولوں کے مخدوم و محبوب ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پھر بھی جملہ شرطیہ کو استعمال فرمایا ہے۔ ہم ذیل میں روایات سے ثابت کرتے ہیں کہ ہر شے کو نسبت رسول خدا ﷺ کی خدمت کی تڑپ ہے۔

حضرت سفینہ کا شیر

نبیہتی نے روایت کی ہے کہ حضرت سفینہ سمندر کے سفر میں تھے کشتی ٹوٹ گئی۔ آپ ایک تختہ پر بیٹھے ہوئے ایک جنگل کے کنارے جا لگے۔ تختہ سے اترتے ہی شیر کو دیکھا کہ شیر انہیں لقمہ بنانے کے لئے ان کی طرف جھپٹا جب پاس پہنچا تو سفینہ نے اس سے کہا ”انا مولیٰ رسول اللہ ﷺ“ میں حضور کا آزاد کیا ہوا غلام ہوں۔ شیر نے حضور ﷺ کا نام نامی اور اسم گرامی سنا تو کانپ گیا۔ سفینہ کی طرف بڑھ کر اپنا کندھا ان سے لگایا اور ان کے ساتھ ساتھ چلا یہاں تک کہ انہیں

بحفاظت تمام شارع عام پر پہنچا دیا۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کے باریک آواز سے کچھ کہا اور اپنی دم ان کے ہاتھ سے لگا کر جنگل میں گم ہو گیا۔

فائدہ

سفینہ کا نام رومان یا مہران یا طہمان تھا۔ ایک سفر میں حضور ﷺ نے ان کو بہت سا اسباب اٹھائے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ تو سفینہ ہے جب سے ان کا لقب سفینہ یعنی کشتی ہو گیا۔ اب ان کا عشق دیکھئے کہ اس کے بعد اصل نام پکارنے پر کسی کو جواب نہ دیتے جب تک انہیں سفینہ کہہ کر نہ پکارا جاتا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

جنگل کے شہر (خنوخوار) کو کس نے بتایا کہ ایک محمد عربی ﷺ رسول خدا ہیں اگر ان کا کوئی غلام مل جائے تو اسے نہ کھانا بلکہ نوکر بن کر انہیں سرحد انسانی تک پہنچانا اور اصل بات وہی ہے جو امام احمد رضا قدس سرہ نے اشارہ فرمایا کہ ہر شے رسول اللہ ﷺ کے نام کی فدائی و شیدائی ہے اور یہی حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

من شئى الا يعفر فى انى رسول الله ﷺ الا مردة الجن والانس. (شفاء شریف و مواہب)

ہر شے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے سرکش جن و انس کے۔

فائدہ

نکمرہ پر نفی اور پھرتا کیدی من داخل ہو تو وہاں عموم ہوتا ہے (اتقان) اور خود شئی ماسوا اللہ کو کہا جاتا ہے (کبیر) اس سے عموم میں گل فردوس بھی ہیں جو ہمارے نبی پاک ﷺ کا ہم سب سے بڑھ کر عشق و پیار رکھتے ہیں۔

لطیفہ

محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قدس سرہ کے ساتھ ایک دیوبندی کی علم کلی پر گفتگو ہوئی اس نے ایک تنکا اٹھا کر پوچھا کیا حضور ﷺ اسے بھی جانتے ہیں۔ آپ نے بر جتہ فرمایا کیا یہ تنکا جانتا ہے کہ میرے نبی محمد عربی (ﷺ) ہیں اس نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا کہ تنکے کو اپنے نبی ﷺ کا علم ہے تو کیا نبی علیہ السلام کو علم نہیں کہ فلاں میرا امتی ہے۔

باغ کے درخت

شفاء شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی اونٹنی جس درخت سے گزرتی درخت ٹہنیاں جھک کر بزبان حال

گویا ہوتا کہ میری ٹہنیاں قبول فرمائیے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

دنیا کی ہر شے سے بہشت کی ہر نعمت اس میں گل فردوس زیادہ باشعور ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ہے

والاخرة خیر وابقی. (پارہ ۳۰، الاعلیٰ)

آخرت اور اس کی ہر شے بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

تشنہ نہر جناں ہر عربی و عجمی
لب ہر نہر جناح تشنہ نیشان عرب

حل لغات

تشنہ نہر جناں، جنتوں کی نہروں کا پیاسا۔ عجمی، غیر عربی، ملک عرب کے سوا دنیا کے سارے ملک، عجمی منسوب بلجم، عجم کا رہنے والا۔ لب ہر نہر جناں، جنتوں کی نہروں کا ہر لب (ہونٹ) تشنہ، پیاسا۔ نیشان، بارش جو سمندر میں موتی پیدا کرتی ہے۔

شرح

ہر عربی و ہر عجمی جنتوں کی نہروں کا پیاسا دکھائی دیتا ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ خود جنتیوں کی نہروں کی لب ہائے تشنہ عرب کی موتیاں پیدا کرنے والی بارش کے پیاسے ہیں کیونکہ عربی و عجمی انسانوں کو جنت کی طلب ہے لیکن جنت کی نہریں رسول اللہ ﷺ کی امت ہیں اور ہر امتی اپنے نبی ﷺ اور اس کے گھر اور شہر بلکہ درود یوار کا دیوانہ ہے۔

ولو قبل للمجنون ارض اما بها غبار شری لیلی لجد واسرعا

اور اگر مجنوں کو کہا جائے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں لیلیٰ کے علاقہ کی غبار پہنچتی ہے تو وہ اس کے لئے جدوجہد کرے گا۔ (ارشاد الباری شرح منک القاری)

طوق غم آپ ہوائے پر قمری سے گرے
اگر آزاد کرے سرو خرامان عرب

حل لغات

طوق، گلے کا حلقہ۔ آپ، خود بخود۔ ہوا، اشتیاق، پر، پروبال۔ قمری، ایک خوبصورت پرندہ ہے، فاختہ۔ آزاد کرے، رہا کرے، دیدار کی کھلی چھٹی دے دے۔ سرو خرامان عرب، عرب کا محبوب۔

شرح

اگر عرب کے محبوب (محبوبِ دو عالم ﷺ) انعام و اکرام فرمائیں اور ہمیں اپنے جمالِ جہاں آراء کے دیدار کی کھلی چھٹی دے دیں تو غم ہائے زندگی کا طوق جو ہمارے نرم و نازک گلے میں پڑا ہوا ہے خود بخود اشتیاقِ دیدار سے کٹ کر گر جائے اور ہمیں مصائب اور غم ہائے روزگار سے گلو خلاصی مل جائے۔ اسی پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیاں شاہد ہیں کہ وہ کیسے غم روزگار سے نجات پا گئے اور انہیں حضور سرورِ عالم ﷺ کی صحبتِ بابرکت سے کتنا سکون و قرار نصیب ہوا۔ اگرچہ بظاہر معاش و معاشرت میں انہیں تنگی محسوس ہوتی یا غزوات میں بہت ان پر صد مات کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے لیکن وہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی صحبتِ بابرکت کو ہی راحتِ جان و ایمان سمجھتے۔

عاشقِ نبی حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو اصحاب میں سے عمر میں سب سے بڑے تھے۔ شیبہ نے تلوار کی دھار حضرت ابو عبیدہ کے پاؤں پر ماری جو پنڈلی کے گوشت پر لگی اور اسے کاٹ دیا۔ پھر حضرت حمزہ اور حضرت علی شیبہ پر حملہ آور ہوئے اور اسے قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ کو اٹھا کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لائے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں شہید نہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر حضرت عبیدہ نے کہا اگر ابوطالب اس حالت میں مجھے دیکھتا تو مان جاتا کہ میں اس کی نسبت اس کے شعر ذیل کا زیادہ مستحق ہوں۔

ونذہل عن ابنائنا والحائل

ونسلمہ حتی نصرع حوالہ

ہم محمد (ﷺ) کو حوالے نہ کریں گے یہاں تک کہ ان کے لئے لڑ کر مر جائیں اور اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں۔

ابو جندل و ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کفار سے صلح کر کے جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے مدینہ واپس تشریف لائے تو ابو جندل کی طرح ابو بصیر ثقفی حلیف بنی زہرہ مکہ سے بھاگ کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ قریش نے دو شخص اس کے تعاقب میں بھیجے حضور ﷺ نے حسب معاہدہ ابو بصیر کو ان دونوں کے حوالے کر دیا جب وہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو ابو بصیر نے ان میں ایک سے دیکھنے کے بہانہ سے تلوار اور اس کا کام تمام کر دیا۔ دوسرا بھاگ کر خدمت اقدس میں آیا ابو بصیر بھی اس کے پیچھے آپہنچا اور حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ کا وعدہ پورا ہو چکا۔ آپ نے فرمایا کہ پورا نہیں ہوا تو جہاں چاہتا ہے چلا جا اس لئے ابو بصیر ساحلِ بحر پر چلا گیا ابو جندل بھی بھاگ کر ذومرہ کے قریب ابو بصیر سے آ ملا اور رفتہ رفتہ ایک جماعت ان کے ساتھ ہو گئی۔ ابو جندل نے قریش کا شامی راستہ روک لیا قریش تنگ آ کر حضور ﷺ سے طالبِ رحم ہوئے اور واپسی کی شرط بھی اڑادی۔

پس حضور ﷺ نے ابو بصیر اور ابو جندل کے نام ایک نامہ بھیجا ابو بصیر اس وقت قریب الموت تھا وہ نامہ مبارک اس کے ہاتھ میں تھا کہ انتقال کر گیا اور ابو جندل ساتھیوں سمیت مدینہ میں حاضر خدمت اقدس ہو گئے اور مدینہ ہی میں رہے یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق کے عہد میں ملک شام میں شہید ہو گئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین) (زر قانی علی المواہب مختصراً)

لنگڑا جنتی

حضرت عمرو بن حموج لنگڑے تھے ان سے کہا گیا کہ آپ معذور ہیں آپ پر جہاد فرض نہیں مگر وہ مسلح ہو کر نکلے اور کہنے لگے کہ مجھے امید ہے کہ میں اسی طرح بہشت میں ٹہلا کروں گا پھر قبلہ رو ہو کر یوں دعا کی خدایا مجھے شہادت نصیب کر اور اپنے اہل کی طرف محروم واپس نہ لا چنانچہ احد میں شہید ہو گئے۔ (الاستیعاب)

عجیب جنتی

اثنا عشر جنگ میں ایک مسلمان کھڑا کھجوریں کھا رہا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر میں مارا گیا تو کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا بہشت میں۔ یہ سن کر اس نے کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ (بخاری)

اس قسم کے واقعات صحابہ تائید کرتے ہیں کہ سچ کہا امام احمد رضا قدس سرہ نے

طوق غم آپ ہوا لُح

مہر میزان میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے
ڈالے اک بوند شب دے میں جو بارانِ عرب

حل لغات

مہر، آفتاب، سورج۔ میزان، بارہ آسمانی برجوں میں سے ساتواں برج۔ حمل، مینڈھے کی شکل کا پہلا آسمانی برج۔
شب، رات دے، ہر شئی، مہینہ کی نویں تاریخ، نوروز۔ بارانِ عرب، عرب کی بارشیں۔

شرح

آسمان کے بارہ برج (گنبد) یعنی ستاروں کے مقامات ہیں جن میں سیارگان شمس و قمر، زحل و عطارد، مریخ و مشتری اور زہرہ جاتے ہیں تو بقدرتِ خداوندی اپنی نئی نئی تاثیر دکھاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ خشک سالی کا موسم ہو موسمِ بادِ باران میں تبدیل ہو جائے یہ صرف عقیدت کا اظہار نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ سیرتِ نبویہ اور احادیث مبارکہ کا وسیع مطالعہ سے سرشار حضرات بخوبی واقف ہیں کہ نبی پاک، شہ لولاک ﷺ نے بے شمار خشک کنویں میں لعابِ دہن سے سمندر بنادئیے اور خالی پیالوں میں پنچہ ڈال کر پنچند (پانچ دیاؤں سے بڑھ کر پانی بہا دیا) تفصیل کے لئے یہ شرح

حامل نہیں صرف ایک نقشہ پراکتفا کرتا ہوں۔

نبوی چشمے یا خدائی سمندر

نمبر شمار	نام / مقام	کیفیت	نام کتاب	پیاسوں کی تعداد	کس طرح پانی جاری فرمایا
۱	ذالحجاز	عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے		بحالت سفر صرف ابو طالب ہمراہ تھے۔	حضور ﷺ نے زمین یا پتھر پر ایڑی ماری عظیم الشان چشمہ جاری ہو گیا۔
۲	ایک سفر کا واقعہ ہے		بخاری باب علامت النبوت	چالیس آدمیوں نے پیا اور اپنے برتن اور مشکیزے بھر لئے۔	حضور ﷺ نے صرف مشکیزہ کو ہاتھ لگا دیا
۳	زوراء	بوقت نماز عصر	بخاری باب المعجزات	تین سواشخاص نے وضو کیا	برتن میں دست مبارک رکھ دیا انگشتان مبارک سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے۔
۴	کسی سفر میں	نماز کے وقت	بخاری باب المعجزات	۲۸۰ آدمیوں نے پانی پیا	ایک لگن میں دست اقدس رکھا انگلیوں سے پانی بہنے لگا
۵	کسی سفر میں		ترمذی باب المعجزات	ستر آدمیوں نے وضو کیا	ایک پیالہ میں دست اقدس رکھا انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے
۶	حدیبیہ	صلح کے موقع پر	بخاری باب المعجزات	پندرہ سو نمازیوں نے پانی پیا اور وضو بھی کیا	چمڑے کے مشکیزہ میں دست مبارک رکھا انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا

۷	حدیبیہ	یہ دوسرا واقعہ ہے	بخاری باب المعجزات	ڈیڑھ ہزار اشخاص نے پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو بھی پلایا اہل پر ایہاں تک کہ کنویں کی منڈیر تک آگیا۔
۸		بحالت سفر	مسلم حدیث جابر	ہمراہیوں نے پیا تعداد معلوم نہیں حضرت جابر نے ایک طشت میں حضور ﷺ کو وضو کرایا انگیوں سے پانی نکالا اور طشت بھر گیا
۹	تبوک	بحالت سفر	مسلم باب المعجزات	پورا قافلہ تھا حضور ﷺ نے اپنے وضو کا پانی نہر میں ڈالا تھا نہر پانی سے بھر کر اہل پڑی۔
۱۰		بوقت عصر	بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۸۳۳ ص المطابع دہلی	چودہ سو اشخاص نے وضو کیا اور پانی پیا ذرا سے پانی میں حضور نے انگلیاں رکھ دیں پانی جوش مارنے لگا
۱۱	ایک دن نماز فجر کے بعد	آفتاب نکل آیا نماز فجر قضا ہوگئی	مسلم باب قضاء الصلوة	تمام لوگوں نے پیا پانی لوگوں کو پلانا شروع کیا یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے۔
۱۲	حضرت حبان بن صدائی کے ہمراہ	ایک سفر	مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۶۹	حضور ﷺ نے سب سے فرمایا وضو کر لو وضو کرنے کے بعد حضور ﷺ نے برتن میں ہاتھ ڈال دیا پانی ابلنے لگا

۱۳	ایک سفر	ابن مسعود راوی ہیں	بخاری علامات النبوت	حضور ﷺ نے فرمایا مبارک پانی کی طرف دوڑو	ایک برتن میں آپ ﷺ کے سامنے پانی پیش ہوا آپ ﷺ نے اس میں انگلیاں رکھ دیں پانی کے فوارے جاری ہو گئے۔
----	---------	--------------------	------------------------	---	---

فائدہ

نقشہ ہذا میں جو حدیثیں نقل کی گئی ہیں وہ ایک ہی واقعہ کی متعدد حکایتیں نہیں ہیں ہر ایک علیحدہ اور مستقل واقعہ ہے
نقشہ کو دیکھنے سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ ہر واقعہ کا عنوان موقع محل علیحدہ علیحدہ ہے اور یہ فرق امتیاز ہر ایک کو مستقل واقعہ بنا
دیتا ہے۔

سوال

یہ تو معجزات ہیں اور معجزہ نبی کریم ﷺ کے اختیار و تصرف میں نہیں ہوتا۔

جواب

یہ عقیدہ منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کا ہے ہمارا عقیدہ ہے کہ معجزات و کرامات نبی ولی کے اختیار میں ہوتا ہے جب
چاہتے ہیں دکھا سکتے ہیں۔ معجزات مذکور کے علاوہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ جب چاہتے ہیں اور جس وقت چاہتے ہیں
بغیر عصاء کے بھی پانی جاری فرما لیتے ہیں۔ امام ابن سبع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور ﷺ کے خصائص میں یہ بھی ذکر کرتے ہیں
کہ جب حضور ﷺ طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی نہ پاتے تو

مد اصابعه فتفجر منها الماء حتى يقضى طهوره. (جواہر البیان جلد ۱ صفحہ ۲۹۱)

آپ ﷺ انگشت مبارک اٹھاتے اس سے پانی جاری ہوتا اور آپ طہارت فرما لیتے۔

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری
جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہیں جب غم خواری
تشنہ سیراب ہوا کرتے ہیں

دودھ کے دریا

پانی کے دریا بہائے سحان اللہ لیکن اس سے بڑھ کر دودھ کے چشمے بہا دینا بڑی بات ہے اس پر مستقل مضمون تو انشاء اللہ آئے گا لیکن صرف یہاں ایک واقعہ حاضر ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بھوک کی وجہ سے میں جگر تھام کر زمین پر گر جاتا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ ایک دن میں سر راہ آبیٹھا حضرت ابو بکر میرے قریب سے گزرے اور میں نے ان سے قرآن کی آیات کے متعلق دریافت کیا میرا مقصود یہ تھا کہ شاید وہ مجھے کھلا دیں گے مگر وہ یونہی تشریف لے گئے۔ پھر عمر فاروق آئے ان سے بھی ایک آیت کا مطلب پوچھا ان سے بھی غرض وہی تھی مگر وہ بھی تشریف لے گئے اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے مجھے دیکھا

فتبسم حین رای و عرف مافی وجہی۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۴۱)

اور دیکھ کر تبسم فرمایا یعنی میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرہ کو تاڑ لیا۔

پھر فرمایا کہ میرے ساتھ چلے آؤ میں پیچھے پیچھے ہوں گا۔ حضور ﷺ دولت کدہ پر تشریف لائے اور وہاں ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا پایا حضور ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ میں نے خیال کیا کہ اصحاب صفہ ستر آدمی ہیں ان میں ایک پیالہ دودھ کی کیا حقیقت ہوگی اگر مجھے مل جاتا تو مجھ میں کچھ سکت آ جاتی (لیکن پیٹ پھر بھی نہ بھرتا) خیر اطاعت رسول مقدم تھی میں نے اصحاب صفہ کو بلا یا وہ حاضر ہو گئے۔ حضور ﷺ نے وہ دودھ کا پیالہ مجھے دے دیا اور فرمایا کہ ان سب کو پلاؤ میں نے یکے بعد دیگرے سب کو پلایا اور وہ سب سیر ہو گئے پھر آخر میں وہ پیالہ خدمت اقدس میں پیش کر دیا حضور ﷺ نے پیالے کو اپنے دست اقدس پر رکھا اور مجھے دیکھ کر مسکرائے پھر فرمایا اے ابو ہریرہ! اب میں رہ گیا ہوں یا تم میں نے عرض کی سچ ہے یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا اچھا بیٹھ جا اور اب تو پی۔ میں نے پینا شروع کیا فرمایا اور پی میں نے پیا پھر حضور ﷺ یہی فرماتے رہے کہ پی، پی

حتی قلت والذی بعثک بالحق ما اجد مسلکالہ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۴۸، بخاری کتاب الدقائق)

آخر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس ذات اقدس کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے اب تو پیٹ میں بالکل گنجائش نہیں ہے۔

فائدہ

یہ دودھ کا پیالہ تھا کوئی بڑا مٹکا نہ تھا وہ کتنا بڑا تھا خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صرف ایک آدمی کے لئے بھی ناکافی تھا اور اصحاب صفہ ستر اصحاب تھے۔ حضور ﷺ کا اعجاز دیکھئے کہ آپ نے ایک پیالہ دودھ کو دودھ کا

سمندر بنا دیا۔ ستر اصحاب صفہ نے پیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اتنا پیا کہ قسم کھانی پڑی کہ اب گنجائش نہیں ہے۔

کیا اس پیالہ کو کوئی بڑی سے بڑی جماعت ختم کر سکتی تھی ہرگز نہیں لاکھ ہوتے تو کیا اور کروڑ ہوتے تو کیا سب کے لئے کافی ہوتا۔ اس پیالہ کو ختم کر دینے کی طاقت بھی اسی میں تھی جس نے اس پیالہ میں دودھ کی نہریں جاری کر دی تھیں یہی وجہ ہے کہ یہ پیالہ اس وقت دودھ سے خالی ہوا جب حضور ﷺ نے نوش فرمایا۔

چنانچہ حدیث بالا کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ جب حضرت ابو ہریرہ خوب سیر ہو کر پی چکے تو انہوں نے وہ پیالہ حضور ﷺ کو واپس دے دیا۔

بحمد اللہ وسمی و شرب الفضلہ. (خصائص حوالہ مذکور)

اور حضور نے اللہ کی حمد اور بسم اللہ پڑھ کر اس پیالہ کا بقیہ دودھ نوش فرمایا۔

کیوں جناب ابو ہریرہ کیساتھ وہ جام شیر جس سے ستر صحابوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

عرش سے مژدہ بلقیس شفاعت لایا

طارے سدرہ نشیں مرغ سلیمان عرب

حل لغات

مژدہ، خوشخبری۔ بلقیس، شہر سہا کی ملکہ زوجہ حضرت سلیمان علیہ السلام۔ شفاعت، سفارش۔ طائر سدرہ نشیں، حضرت جبریل علیہ السلام۔ مرغ، پرندہ، ہد ہد، قاصد۔ سلیمان، سلیمان بن داؤد علیہ السلام جو اپنے عہد میں پوری دنیا کے چرند و پرند، جن و انس، ہوا اور دوا وغیرہ کے حاکم تھے۔ سلیمان عرب سے مراد عرب کے حکمران تاجدار مدینہ ﷺ۔

شرح

حضرت جبریل علیہ السلام جو سلیمان عرب یعنی تاجدار مدینہ ﷺ کے لئے بمنزل ہد ہد (قاصد) ہیں جس طرح سلیمان علیہ السلام کے قاصد ہد ہد نے ملک سہا سے آکر ملکہ سہا بلقیس کا مژدہ سلیمان علیہ السلام کو سنایا تھا اسی طرح عرش الہی سے حضرت جبریل امین علیہ السلام گنہگار امت کے لئے مژدہ شفاعت لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے۔ یہ حدیث مسلم شریف کی طرف اشارہ ہے جسے فقیر نے تفصیل کے ساتھ اسی شرح میں بیان کر دیا ہے۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انکشت زناں

سرکٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

حل لغات

حسن یوسف، یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال۔ کٹیں، کٹ گئیں۔ مصر، ایک ملک کا نام ہے جہاں حضرت یوسف علیہ السلام بیچے گئے، قید کئے گئے، آخر مصر کے حکمران بن گئے۔ انگشت، انگلی۔ زنان، زن کی جمع عورتیں۔ مردان عرب، عرب کے پہلوان۔

شرح

یا رسول اللہ ﷺ حضرت یوسف علیہ السلام کا ظاہری حسن و جمال دیکھ کر حیرانگی اور بے خودی کے عالم میں مصر کے اندر سنگترا کاٹتے ہوئے عورتوں نے اپنی اپنی انگلیاں کاٹ دیں تھیں جس کا انہیں احساس تک نہ ہوسکا مگر عرب کے جاں باز شیدائی آپ کے نام پر جان بوجھ کر عزم و استقلال کے ساتھ اپنے سر کاٹا دیا کرتے تھے۔

فائدہ

یہ شعر فصاحت و بلاغت سے پر ہے اس کے ایک ایک لفظ میں حضرت یوسف علیہ السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے شانِ حسن کا تقابل ہے مثلاً ایک طرف حسن یوسف ہے تو دوسری طرف نامِ محمد ﷺ اسی طرح ادھر کٹیں یعنی بلا قصد و ارادہ بے خودی کے عالم میں تو ادھر کٹاتے ہیں یعنی قصداً کٹا دیا کرتے ہیں اسی طرح ادھر لفظ مصر ہے یعنی جس میں کسی نہ کسی طرح علم و تہذیب کی روشنی پائی جاتی تھی لیکن ادھر لفظ عرب ہے جہاں وہ ادھر سراسی طرح ادھر زنان اور ادھر مردان کے لفظ استعمال کئے گئے ہیں پھر لطف سر کٹاتے ہیں کہا گیا جس سے استمرار و دوام ثابت ہے یعنی ہمیشہ آپ کے نام مبارک پر اپنے سر کٹاتے ہی رہتے ہیں۔

نقشہ تقابلی

نمبر شمار	شانِ مصطفویٰ ﷺ	شانِ یوسفی علی نبینا علیہ السلام
۱	صرف نام پاک	حسن شریف
۲	کٹنا عمداً و قصداً	کٹنا بلا قصد و ارادہ
۳	عرب کی جاہلیت میں سرکشی و خود سری مشہور تھی	مصر جہاں تہذیب و تمدن کے اطوار پائے جاتے ہیں
۴	سرقربان	صرف انگلیاں
۵	مردان عرب	زنان مصر

بلکہ یوں کہے کہ ان کا تو منشور و دستور بلکہ امنگ تھی

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

شواہد

اگر جو ان عرب کے نام سرکٹانے کے یہاں چند شواہد عرض کر دوں تو موزوں رہے گا۔

عروہ بن مسعود کی گواہی

جب آنحضرت ﷺ حدیبیہ میں تھے تو بدیل بن ورقا خزاعی کے بعد عروہ بن مسعود جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے وہ واپس جا کر قریش سے یوں کہنے لگے

يا قوم واللہ لقد وفدت علی الموک ووقد علی قیصر وکسری والنجاشی واللہ ان رایت ملکا قط
یعظمہ اصحابہ ما یعظمہ اصحابہ محمد محمدا واللہ تنخم نخامة الا وقعت فی کف رجل منهم
فذلک بہا وجہہ وجلدہ واذا امرہم ابعدوا امرہ واذا تواضعا کاروا یقتلون علی وضوئہ واذا تکلم
خفضوا اصواتہم عنده وما یحمدون علیہ النظر تعظیما له وانه قد عرض علیکم خطۃ رشد
فاقبلوها.

اے میری قوم! اللہ کی قسم میں البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر و کسری و نجاشی کے ہاں گیا ہوں اللہ کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم اس (محمد ﷺ) نے جب کبھی کھنگار پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل ہے جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لئے باہم جھگڑے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں اور از روئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے اسے قبول کرلو۔ (بخاری شریف، کتاب الشروط)

سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ صحابی رسول حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیٹھ نظر آ گئی۔

آپ نے دیکھا کہ پوری پشت میں سفید سفید زخموں کے نشان ہیں دریافت فرمایا کہ اے خواب یہ تمہاری پیٹھ میں زخموں کے نشان کیسے ہیں آپ نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین آپ کو ان زخموں کی کیا خبر؟ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ننگی تلوار لے کر حضور عالم ﷺ کا سر کاٹنے کے لئے دوڑتے پھرتے تھے اس وقت ہم نے محبت رسول کا چراغ اپنے دل میں جلایا اور مسلمان ہو گئے اس وقت کفار مکہ نے مجھ کو آگ کے دھکتے کوئلوں پر بیٹھ کے بل لٹا دیا اور میری پیٹھ سے اتنی چربی پگھلی کہ کوئلے بجھ گئے اور میں گھنٹوں بے ہوش رہا مگر رب کعبہ کی قسم! کہ جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے میری زبان سے کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** امیر المومنین حضرت خواب کی مصیبت سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ اے خواب کرتہ اٹھاؤ میں اس پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ اللہ اللہ یہ پیٹھ کتنی مبارک و مقدس ہے جو محبت رسول کی بدولت آگ میں جلائی گئی۔ (اسد الغابہ)

فائدہ

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹھ مبارک کی زیارت بھی قابل توجہ امر ہے کہ ان حضرات کو محبوب ﷺ کی نسبت سے کتنا عشق تھا۔

غزوہ بدر سے قبل مشورہ اور اس کا پس منظر

جنگ جانے سے پہلے حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد حضرت مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور بولے کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو بتایا ہے وہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں اللہ کی قسم! ہم نہیں کہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا

فاذهب انت وربک فقاتلا

تم اور تمہارا رب جاؤ اور جا کر لڑو۔

بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے لڑیں گے۔ یہ سن کر حضور ﷺ خوش ہوئے اور حضرت مقداد کے حق میں دعائے خیر فرمائی آپ نے انصار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو۔ انصار کی طرف اشارہ کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے بیعت عقبہ کے وقت کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے ذمام یعنی احد سے بری ہیں یہاں تک کہ آپ ہمارے دیار میں پہنچ جائیں۔ جب آپ ہمارے دیار میں پہنچیں گے تو ہمارے امان و عہد میں ہوں گے اور ہم آپ کی حمایت کریں گے ہر ایسے امر سے کہ اس سے اپنی اولاد اور عورتوں کی حمایت کرتے ہیں چونکہ اس عبارت سے ایک طرح کا وہم ہوتا تھا کہ انصار پر صرف مدینہ ہی میں حضور ﷺ کی حمایت واجب تھی لہذا آپ نے اس مقام پر محض ان کے حال سے استکشاف

واستزاج کے لئے ایسا کیا۔ انصار نے جب حضور ﷺ کا ارشاد سنا تو حضرت سعد بن معاذ نے جو کابرا انصار میں تھے یوں جواب دیا ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور شاہد ہیں اس امر پر جو کچھ آپ لائے ہیں وہی حق ہے اور اس تصدیق پر ہم نے آپ کو اپنی اطاعت کے عہد و مواعث دے دیئے ہوئے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ جہاں چاہیں چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہمارے ساتھ اس سمندر کو عبور کرنا چاہیں اور اس میں کود پڑیں تو بے شک ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہ رہے گا۔ ہمیں یہ ناگوار نہیں کہ کل کو آپ ہمیں ساتھ لے کر دشمن کا مقابلہ کریں ہم لڑائی میں صابر اور دشمن کے مقابلہ کے وقت صادق ہیں شاید اللہ تعالیٰ مقابلے میں ہمارے ہاتھ سے آپ ﷺ کو وہ دکھائے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں لہذا آپ ہم کو اللہ کی برکت سے لے چلیں حضور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کے اس قول سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کی برکت سے چلو۔

سیدنا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ ان کو مسیلمہ کذاب مدعی نبوت نے گرفتار کر لیا اور اس طرح کے عذاب میں مبتلا رکھ کر نہایت بے دردی سے قتل کیا لیکن احد کے خلاف کوئی کلمہ منہ سے نہ نکلا۔ یہ ظالم (مسیلمہ) ان سے دریافت کرتا تھا کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو وہ فرماتے بے شک پھر پوچھتا کہ اس کی گواہی بھی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو فرماتے ہرگز نہیں اس پر وہ ان کے عضو کاٹ لیتا تھا۔ پھر اس طرح دریافت کرتا اور جب وہ اس کی نبوت ماننے سے انکار کرتے تو کم بخت ایک اور عضو کاٹ ڈالتا اسی طرح ایک ایک عضو کر کے تمام بدن کے ٹکڑے کر دیئے الغرض شہید ہو گئے مگر اس کو گوارا نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے خلاف اور مسیلمہ کذاب کی حمایت میں شہادت دی۔

فائدہ

اس سے بڑھ کر جان نثاری کیا ہوگی جس کی مثال کسی امت کے کسی فرد میں ملنی مشکل ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سولہ سالہ تھے کہ ایمان لائے کم سنی کے باوجود سید عالم ﷺ کے سخت جانثار تھے۔ جب یہ افواہ سنی کہ آپ ﷺ کو گرفتار کر لیا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگلی تلوار لے کر گھر سے نکلے جب سید عالم ﷺ کی خدمت میں اس جان نثارانہ کیفیت میں پہنچے تو آپ نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ عرض کی سنا تھا کہ آپ کو گرفتار کر لیا گیا ہے میں دشمنوں سے لڑنے کے لئے آیا تھا آپ کو باسلامت دیکھ کر جان میں جان آئی ہے۔ آپ ﷺ ان کی اس جرات مندانہ گفتگو سن کر خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔

دوسرا واقعہ

آپ اسلام لانے کے بعد مشرکین کی اذیتوں سے دو چار ہوئے لیکن کبھی ترکِ اسلام کا خیال تک نہ کیا آپ کے چچا نے اسلام ترک پر یہ سزا مقرر کی چٹائی میں لیٹ کر باندھ دیتا تھا۔ اس میں اتنی دھونی دیتا تھا کہ دم گھٹنے لگتا پھر پوچھتا اسلام چھوڑے گا یا نہیں۔ جواب دیتے کہ مر جاؤں گا لیکن دامنِ مصطفیٰ ﷺ ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

انس ابنِ نصر

غزوہٴ احد میں جب مشہور ہو گیا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کا وصال ہو گیا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سر جوڑ کر بیٹھے تھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ شہادت پا چکے ہیں۔ انس نے کہا حضور ﷺ کے بعد تم زندہ رہ کر کیا کرو گے تم بھی اسی طرح دین پر شہید ہو جاؤ پھر انس نے جنگ کیا اور شہید ہو گئے۔ (ابن ہشام)

فائدہ

یہ حضرت مشہور صحابی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا ہیں جنگ بدر میں حاضر نہ تھے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں پہلے قتال میں کہ آپ نے بذاتِ شریف مشرکین سے کیا ہے حاضر نہ تھا اگر خدا مجھے مشرکین کے قتال میں حاضر کرے تو دیکھئے گا کہ میں کیا کرتا ہوں جب احد کا دن آیا اور مسلمانوں نے شکست کھائی تو کہا یا رسول اللہ میں عذر چاہتا ہوں تیرے آگے اس سے جوان لوگوں نے کیا یعنی صحابہ کرام نے اور بیزار ہوں تیرے آگے اس سے جوان لوگوں نے کئے یعنی مشرکوں نے پھر لڑائی کے لئے آئے حضرت سعد بن معاذ ان کو ملے۔ انس نے کہا سعد! میں بہشت چاہتا ہوں اور نصر کے رب کی قسم کہ میں احد کی طرف سے اس کی خوشبو پاتا ہوں۔ سعد نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نہ کر سکا جو نصر نے کیا۔ انس بن مالک کا قول ہے کہ ہم نے ابنِ نصر پر ۸۰ سے کچھ اوپر تلوار و نیزہ و تیر کے زخم پائے اور وہ شہید تھے مشرکین نے ان کو مثلہ بنا دیا تھا ان کو فقط ان کی بہن نے انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم گمان کرتے تھے کہ آیت ذیل ابنِ نصر اور اس کی مثل دوسروں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

من المؤمنين رجال صدقوا ما عا و منهم من يغتظروا بديلوا تبديلا (احزاب، رکوع ۳)

مسلمانوں میں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا انہوں نے اس چیز کو عہد باندھا اللہ سے اس پر پس بعض ان میں سے وہ ہے کہ پورا کر چکا کام اپنا اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ انتظار کرتا ہے اور نہیں بدل ڈالا انہوں نے کچھ بدل ڈالتا۔ (رواہ البخاری)

باب الجہاد

ثابت بن وحداح

حضرت ابن نصر کی طرح ثابت بن وحداح آئے اور انصار سے یوں خطاب کیا اے گروہ انصار! اگر حضرت محمد ﷺ شہید ہو چکے تو اللہ تو زندہ ہے مرتا نہیں تم اپنے دین کے لئے لڑو۔ یہ کہہ کر انہوں نے چند انصار کے ساتھ خالد بن ولید کی فوج پر حملہ کیا مگر خالد بن ولید نے ان کو شہید کر دیا۔ (الاصابہ)

فائدہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن جب اسلام سے نوازے گئے تو خالد سے سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب پایا۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور ﷺ کے صحابہ میں ایک حضرت خبیب تھے جو ان آدمی تھے لیکن مفلسی کی تصویر شکل و صورت بھی واجبی سی تھی چہرے پر چچک کے داغ تھے لیکن طبیعت میں کچھ ہنسی مذاق تھا اس لئے بعض حضرات آپ سے کچھ الگ الگ رہتے۔ آپ کبھی جنگل کی طرف نکل جاتے اور لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور انہیں بازار میں بیچ کر گزر اوقات کرتے عموماً مسجد نبوی میں پڑے رہتے۔ ایک روز کچھ اداس اداس بیٹھے تھے حضور ﷺ نے جو دیکھا تو پاس بلا کر حال پوچھا حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بہ تقاضائے شریعت میرا دل چاہتا ہے کہ میری شادی ہو جائے لیکن سوچتا ہوں مجھ سے کون شادی کرے گی نہ پیسہ نہ بدن پر کپڑا جو تاپاؤں کو کبھی نصیب نہ ہو نہ گھر نہ گھاٹ پھر شکل و صورت بھی جیسی ہے حضور ﷺ دیکھ رہے ہیں میری عادت کچھ ایسی ہے کہ میرے مسلمان بھائی مجھ سے الگ الگ رہتے ہیں ایک اللہ کی ذات اور حضور ہیں یہی میری دنیا ہے اور یہی میرا دین ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ ہے تو سب کچھ ہے جسے اللہ پر بھروسہ ہو وہ کبھی گھائے میں نہیں رہتا شکل و صورت بھی اچھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنادیا ہنسنا ہنسانا بھی کوئی بُری بات نہیں۔ حضرت خبیب سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے اور حضور اکرم ﷺ کے ارشادات سن رہے تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا خبیب اللہ پر بھروسہ رکھو..... انشاء اللہ تمہاری شادی کا انتظام بھی کہیں ہو جائے گا میں بھی خیال رکھوں گا۔

جس روز خبیب نے اپنی شادی کے لئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اس سے اگلے ہی روز مدینہ کے ایک کھاتے پیتے انصاری نے جس کی لڑکی شادی کی عمر کو پہنچ چکی تھی۔ بارگاہ رسول اکرم ﷺ میں حاضر ہو کر لڑکی کی شادی

کے متعلق خیر و برکت کی درخواست کی اس انصاری کے جانے کے بعد حضور انور ﷺ نے حضرت خبیب کو بلا کر اس انصاری کا نام پتہ دیا اور فرمایا کہ تم اس انصاری کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہو اور میری طرف سے رشتہ کی درخواست کرو۔ حضرت خبیب کو حضور اکرم ﷺ کا ارشاد سن کر بڑی حیرت ہوئی اور وہ کچھ سوچ میں پڑ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! خبیب کیا سوچ رہے ہو؟ یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں..... لیکن اور کچھ نہ کہہ سکے اور سر جھکا لیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا! ہاں ہاں کہو..... چپ کیوں ہو گئے بات کرو میں اس انصاری کے گھر جاؤں اور اس کی لڑکی کے لئے شادی کا پیغام دوں حضور میری ان کی کیا مناسبت وہ عزت والے، کنبہ والے، صاحب حیثیت اور غلام کی جو حالت ہے حضور کو معلوم ہے نہ گھرنہ زور اور نہ شکل و صورت کس بھروسہ پر جاؤں۔ ارشاد ہوا خدا کے بھروسہ پر تم اس انصاری کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہہ دینا کہ میں نے تمہیں بھیجا ہے۔

دوسرے دن حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس انصاری کے مکان پر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے ایک لونڈی باہر آئی حضرت خبیب بولے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے ذرا اپنے آقا سے کہہ دو۔ لونڈی اندر چلی گئی تھوڑی دیر بعد وہ انصاری آگئے اور سبقت کر کے السلام علیکم کہا اور بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔

حضرت خبیب نے حضور پر نور ﷺ کا سلام دیا اور کہا کہ مجھے حضور ﷺ نے بھیجا ہے..... پھر ذرا جھجھکتے ہوئے اور دبی زبان سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ انصاری یہ سن کر کہ خبیب ان کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے کچھ شش و پنج میں پڑ گئے اور کچھ کہے بغیر اٹھ کر اندر چلے گئے۔ بیوی نے شوہر کو کچھ پریشان سا دیکھ کر پوچھا! خیر تو ہے خبیب کیسے آیا ہے؟ انصاری نے بیوی کی طرف دیکھا اور کہا میں نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر لڑکی کی شادی کے لئے عرض کیا تھا حضور نے اسی لئے خبیب کو میرے پاس بھیجا ہے۔ تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی لڑکی خبیب کے نکاح میں دے دیں۔ ہاں شوہر نے کہا یہ سنتے ہی گھر والی کے پتنگے ہی اڑ گئے۔ بولی جب اس نے لڑکی کی شادی کے لئے کہا تھا تو تم نے کان پکڑ کر راستہ دکھا دیا ہوتا..... نہ شکل نہ صورت..... نہ بدن پر کپڑا..... نہ پاؤں جوتا نہ پلے دھیلہ نہ پیسہ ابھی جاؤ اور حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انکار کر دو۔

میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انکار کر دوں ہرگز نہیں میں تو ایسی جرأت نہیں کر سکتا تو بہ تو بہ۔

ان کی لڑکی ماں اور باپ کی تکرار سن کر کوٹھے پر سے اتر کر نیچے آئی اور باپ سے پوچھا بابا امی کیوں بگڑ رہی ہیں کیا بات ہے؟ امی ہی سے پوچھو! باپ نے کہا اور ماں بولی تیرا بابا تجھے اس بھو کے خبیب کے پلے باندھنا چاہتا ہے سن لیا! مجھے پلے باندھنا چاہتا ہے لڑکی نے ذرا تعجب سے کہا میں سمجھی نہیں! اپنے باپ سے پوچھ! ماں نے کہا

باپ بولا تمہاری امی نے مجھ سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمہارے لئے ور کی درخواست کروں آج حضور انور ﷺ کے حکم سے خبیب تمہارے نکاح کی درخواست کرنے میرے پاس آیا ہے اب تمہاری امی مجھ پر بگڑ رہی ہے۔ خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) باہر بیٹھا انتظار کر رہا ہے بتاؤ کیا جواب دوں؟

لڑکی بولی! بابا جائیے اور اس سے کہہ دیجئے کہ آپ اس سے میرا نکاح کرنے کو تیار ہیں جلدی..... کیا کہہ رہی ہو؟ ماں نے ٹوک کر غصے سے کہا تم خبیب کی بیوی ہو گی شکل دیکھ کر ڈراتا ہے میں نے کئی بار سنا ہے کہ مسلمان اس کے پاس بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ نہ کریں بیٹی بولی وہ خدا کے رسول اللہ ﷺ کو تو پسند ہے تم خدا کا شکر کرو میری اور اپنی قسمت پر ناز کرو.....

پھر باپ سے بولی بابا جا کے ان سے کہہ دیجئے کہ حضور کا حکم سر آنکھوں پر آپ ان سے میرا نکاح کرنے کو تیار ہیں۔ اندر یہ باتیں ہو رہی تھیں اور خبیب باہر بیٹھے اندر سے اونچی غصیلی آوازیں سن رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ انہی کا قصہ چل رہا ہے اور گھروالی ناراض ہو رہی ہے اس خیال سے کہیں ان پر کوئی آفت نہ آجائے۔ چپکے چپکے اٹھ کر چلے گئے لڑکی کا باپ جب باہر آیا تو خبیب کہیں نظر نہ آئے وہ واپس اندر گئے۔ بیٹی نے پوچھا بابا کہہ آئے! کس سے کہتا؟ باپ بولا وہ تو غالباً واپس چلے گئے بہت بُرا ہوا۔ یہ تو واقعی بہت بُرا ہوا لڑکی بولی اگر خبیب نے حضور ﷺ سے شکایت کر دی تو پھر ہم کہیں کے نہ رہیں گے پھر؟

بابا فوراً حضور ﷺ کی خدمت میں جائیں اور خبیب سے میری شادی کی حامی بھر لیں جلدی جائیے ایسا نہ ہو کہ وہ ہماری شکایت کر دیں۔

انصاری جس وقت مسجد نبوی میں پہنچے تو لوگ نماز کی تیاری کر رہے تھے اور خبیب بھی وہیں ایک طرف بیٹھے تھے۔ انصاری نے اطمینان کا سانس لیا خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدمت میں کچھ کہنے کا ابھی موقع نہیں ملا تھا۔ نماز کے بعد وہ انصاری موقع پا کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں حضور کا ارشاد ہے ہمارے لئے باعث عزت بھی ہے اور فخر بھی۔ حضور خبیب سے فرمادیں کہ پرسوں جمعہ کی نماز کے بعد وہ آئیں اور نکاح پڑھوا کر بیوی کو لیجائیں۔ حضور ﷺ نے خوش ہو کر خیر و برکت کی دعا دی اور انصاری دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوا کہ عزت رہ گئی واپس چلا گیا اس کے بعد حضور ﷺ نے خبیب کو بلا کر مبارک باد دی۔

یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد میں انصاری کی لڑکی سے نکاح کر کے بیوی کو رخصت کر لاؤں حضور ﷺ کو معلوم ہے کہ میرا نہ کوئی گھر ہے نہ میرے پاس پیسہ ہے ایک

اللہ کا نام ہی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب مشکلیں حل فرمادے گا مسلمان کو چاہیے کہ وہ کبھی مایوس نہ ہو اللہ ہی سب کا کارساز ہے اور مالک ہے اور اپنے بندوں کی طرف سے غافل نہیں ہوتا۔

پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا عثمان کے پاس جاؤ ان سے میرا سلام کہنا اور اپنی حاجت بیان کرنا انشاء اللہ سب انتظام ہو جائے گا۔

خبیب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملے پہلے حضور ﷺ کا سلام پہنچایا پھر اپنی حاجت بیان کی۔ حضرت عثمان نے اسی وقت رہنے کو مکان اور شادی کے اخراجات کے لئے روپے دیدیئے اور کہا کہ جب کبھی کچھ ضرورت ہو کرے تو مجھ سے کہہ دیا کرو حضور اکرم ﷺ کو تکلیف مت دیا کرو۔

نکاح میں ایک روز باقی تھا حضرت خبیب بازار میں بیاہ کے لئے سامان خرید رہے تھے پاس سے ایک ملنے والے گزرے انہوں نے پوچھا خبیب کیا لے رہے ہو؟ خبیب بولے کل نماز کے بعد میرا نکاح ہے تم بھی ضرور آنا کہاں جا رہے ہو اس وقت؟ دوسرے نے جواب دیا! اسلام کا دشمن ابوسفیان اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کو آگیا ہے رسول اللہ ﷺ اس کی روک تھام کے لئے جا چکے ہیں میں بھی جا رہا ہوں دعا کرو کہ لڑائی سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔

اتنا کہہ کر اس نے اپنی راہ لی۔ خبیب نے جب سنا کہ پیغمبر خدا ﷺ کفار سے لڑنے کو گئے ہیں تو غیرت نے جوش مارا سب سامان وہیں چھوڑا ایک تلوار اور گھوڑا خرید کر جدھر مجاہدین اسلام گئے تھے ادھر کی راہ لی لیکن غلطی سے اپنے لشکر کے جانب جانے کے بجائے ابوسفیان کے لشکر کے عقب میں جا نکلے اور نعرے مارتے ہوئے لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے اور بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

ابوسفیان کو خیال تھا کہ وہ بے خبری میں مسلمانوں پر حملہ کر دیگا لیکن یہاں آ کر لینے کے بجائے دینے پڑ گئے جاسوسوں نے رسول اللہ ﷺ کو کفار کے آنے کی اطلاع دے دی تھی اور حضور اکرم ﷺ دشمنوں کے آنے سے پہلے ہی اپنے جانشینوں کے ساتھ مدینہ سے باہر نکل آئے تھے۔ ایک مختصر سے مقابلہ کے بعد ابوسفیان میدان چھوڑ کر واپس چلا گیا دونوں طرف سے کچھ آدمی اس معرکہ میں کام آئے تھے مسلمان ادھر ادھر سے اپنے شہید بھائیوں کو اٹھا کر لاتے تھے اور دفن کر دیتے تھے جب شہداء دفن ہو چکے تو حضور ﷺ نے فرمایا لڑائی کے دوران مجھے اپنے دوست کی دو چار بار آواز سنائی دی تھی اسے بھی دیکھو۔ لوگوں کو تعجب تھا کہ وہ کون خوش قسمت تھا جسے حضور اکرم ﷺ اپنا دوست فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے

خود ہی فرمایا میں نے ابوسفیان کے لشکر کی طرف سے خبیب کے نعروں کی آواز سنی تھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کفار کے لشکر پر عقب سے حملہ کیا تھا۔

کچھ دیر بعد چند مجاہد حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش اٹھا لائے ان کا بدن زخموں سے چھنی ہو رہا تھا وہ خدا کی راہ میں شہید ہو چکے تھے۔ کچھ دیر بعد جب حضرت خبیب کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضور تاجدار مدینہ ﷺ بھی ساتھ تھے لوگوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ چلتے چلتے اپنا پاؤں اس طرح بچا لیتے تھے جیسے کسی کے پاؤں کے نیچے کچل جانے کا اندیشہ ہو جب لوگ حضرت خبیب کو قبر میں اتار رہے تھے تو اکثر رقیق القلب لوگوں کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے لیکن حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی یہ بھی لوگوں کے لئے بڑی عجیب بات تھی۔ اس واقعہ کے دو ایک روز بعد کچھ صحابہ مسجد میں بیٹھے حضرت خبیب کی شہادت اور حضور اکرم ﷺ کے جنازہ کے ہمراہ جانے کے متعلق باتیں کر رہے تھے کبھی حضور اکرم ﷺ کی طرف کنکھیوں سے دیکھ لیتے۔ حضور اکرم ﷺ سمجھ گئے کہ وہ لوگ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ حضور کے پوچھنے پر صحابہ نے عرض کی..... یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جس روز خبیب کو دفن کیا گیا تھا ہم نے دو عجیب سی باتیں دیکھیں اجازت ہو تو عرض کر دوں۔

حضور ﷺ کی اجازت دینے پر صحابی نے عرض کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبیب کے جنازے میں اتنے فرشتے شامل تھے کہ چلتے چلتے میرا پاؤں ان کے پاؤں پر پڑتا اور ان کے پاؤں میرے پاؤں پر پڑ جاتے تھے جب تم لوگ میت قبر میں اتار رہے تھے تو حورانِ جنت شہید کے استقبال کے لئے اس کثرت سے موجود تھیں کہ میں مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا کہ یہ اسی خبیب کا جنازہ ہے کہ جس کے پاس بیٹھنا بھی تمہیں پسند نہ تھا اس کا مرتبہ دیکھ کر میں خوش ہو رہا تھا۔ (اسد الغابہ)

کفن بردوش

یہ جانثاری نہ صرف صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تھی بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ہر وفادار امتی اب بھی اسی طرح آپ کے نام پر جان ہتھیلی پر رکھتا ہے۔ ہر دور میں ہزاروں واقعات شاہد ہیں ابھی چودھویں صدی گزری ہے اس میں کئی واقعات اس قسم کے ہو گزرے ہیں۔ غازی علم الدین شہید اٹھارہ سالہ نوجوان اسی کوچہ عشق کی یادگار ہیں جولاہور کے قبرستان میں آرام فرما ہے۔

دونوجوان عاشقانِ نبی آخر الزمان ﷺ

ایک کا نام عبداللہ اور دوسرے کا امیر احمد تھا کلمتہ کے ایک تاجر کتب نے کوئی کتاب چھاپی جس میں رسول اللہ ﷺ کی تصویر دی گئی تھی اس پر ملک میں احتجاجی جلسے ہوئے۔ گڑھی شاہو کے جلسہ میں مولانا ابوالحسنات نے اس مذموم حرکت

کے خلاف تقریر کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ کتاب ضبط کر لی جائے اور پبلشر کے خلاف مقدمہ چلایا جائے اس جلسہ میں دوشہید عبداللہ اور امیر احمد بھی موجود تھے۔ ایک قلعی گری کا کام کرتا تھا اور دوسرا ریلوے ورکشاپ کا ملازم تھا جسے کے بعد ان دونوں نے اس کا فروٹھکانے لگانے کا پروگرام بنایا اور کلکتہ چلے گئے۔

اس سے قبل وہ کلکتہ نہیں گئے تھے رات مسافر خانے میں رہے صبح بازار نکلے اور ہر دکان کو غور سے دیکھتے رہے آخر میں سین گپتا کی دکان پر پہنچ گئے وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہی سین گپتا ہے لیکن ان کی بصیرت کہہ رہی تھی کہ یہی وہ مردود ہے سین گپتا کا منتر پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کا سیلزمین سیڑھی پر چڑھ کر کتابیں درست کر رہا تھا کہ انہوں نے سین گپتا پر ایک چھوٹے سے چاقو پر اس پر حملہ کر دیا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کی مدد کو سیلزمین اتر آیا اور وہ بھی زخمی ہو گیا یہ دونوں نوجوان پکڑے گئے کلکتہ کی عدالت میں ان کو سزائے موت ملی اور انہوں نے ہنسی خوشی اس زندگی بخش موت کو خوش آمدید کہا۔ (اخبار نوائے وقت لاہور)

فائدہ

عشق ایسا امام ہے کہ جسے بھی اقتدا نصیب ہو جائے وہ جہاں بھر کا امام بن جاتا ہے جیسے آپ نے ان دونوں بھائیوں کا حال پڑھا ہے کہ عامی بچے تھے لیکن اب انہیں دنیا کا امام کہنے کو جی چاہتا ہے۔

بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا

اسی اخبار میں ایک واقعہ درج ہوا کہ ضلع شیخوپورہ دو سکھ بھائی تھے ایک نے کہیں حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی دوسرے بھائی نے منع کیا کہ کسی کے بزرگوں کو برا نہیں کہنا چاہیے اس میں دونوں بھائیوں میں تلخ کلامی ہو گئی بعد میں دوسرا بھائی مسلمان ہو گیا اور اس نے اپنے سکے بھائی کو قتل کر کے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کا بدلہ چکا دیا۔

فائدہ

مشہور مقولہ ہے با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب جس بھائی نے ادب کیا اسے نہ صرف اسلام بلکہ درجہ شہادت نصیب ہوا اور گستاخ بے ادب قتل ہو کر واصل جہنم ہوا۔

سوال

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسی تقابل میں اپنے نبی اکرم ﷺ کی شان بڑھا کر یوسف علیہ السلام کی گھٹا دی۔

جواب

یہ قاعدہ مسلم ہے کہ کسی صاحب شان کی رفعت و منزلت بیان کی جائے تو اس سے کم والے کی شان کی تنقیص

مطلوب نہیں ہوتی اور بدیہی امر ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی عظمت و شان و رفعت کے بیان سے کسی کی شان میں کمی نہیں آتی اس لئے کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے آقا ہیں اور انہیں جو کچھ ملا انہیں کے صدقہ ملا۔ لہٰذا اسی طرح سے سیدنا یوسف علیہ السلام کی عزت و عظمت میں اضافہ ہوا اور یہی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا منشاء ہے۔ چنانچہ علامہ محمود رضوی صاحب جامع الصفات میں لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم و استاد معظم حضرت مولانا الحاج علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی ناظم و مفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کی مجلس میں کسی نے یہ مصرعہ پڑھا کہ

شانِ یوسف بھی گھٹی ہے تو اسی در سے گھٹی

اعلیٰ حضرت ناراض ہوئے فرمایا یہ غلط ہے یہ کہو کہ

شانِ یوسف بھی بڑھی ہے تو اسی در سے بڑھی

اور واقعی سچی بات ہے ہمارے نبی کسی کو گھٹانے نہیں آئے بلکہ بڑھانے آئے ہیں حضور ﷺ کو کسی سے عزت نہ ملی ان کو معزز فرمانے والا ان کا رب ہے لیکن حضور ﷺ سے سب کو عزت ملی۔

کوچہ کوچہ مہکتی ہے یہاں بوئے قمیض
یوسفستان ہے ہر گوشہ کنعانِ عرب

حل لغات

کوچہ کوچہ، گلی گلی۔ بوئے قمیض، قمیض و کرتے کی خوشبو۔ یوسفستان، یوسف علیہ السلام کے رہنے کی جگہ۔ ہر گوشہ کنعانِ عرب، ملک عرب کے شہر کنعان کا ہر گوشہ۔

شرح

یہاں ملک عرب کی گلی گلی سرورِ عالم ﷺ کے ملبوساتِ مقدسہ کی خوشبوؤں سے بسی ہوئی ہے۔ عرب کے کنعان کا گوشہ گوشہ حضور ﷺ کی خوشبو سے یوسفستان بنا ہوا ہے۔ اس شعر میں امام اہل سنت قدس سرہ نے مدینہ پاک کی خوشبو کی خبر دی ہے اور یہ مبنی بر حقیقت ہے اسی لئے مدینہ پاک کا نام طیبہ، طابہ طیبہ (بشہدِ الیاء) طائب مطیبہ ہے۔

اس شعر میں واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ سیدنا یوسف علی نبینا الصلوٰۃ السلام کی قوتِ بصارت کے لئے کنعان سے روانہ کیا تو یعقوب علیہ السلام نے کنعان سے اس کی خوشبو محسوس فرمائی اور جب قمیض کو آنکھوں پر لگایا تو فوراً بینائی میں تیزی آگئی۔ اس شعر میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب کو نبینا ﷺ کے وجودِ پاک کی عطر بیزیوں سے

عرب کا ہر گوشہ کنعان کی طرح یوسفستان نظر آیا ہے اور محمدی پیرہن کی خوشبوؤں سے یہاں کا کوچہ کوچہ ہر رنگور مشکبار و خوشبودار نظر آتی ہے۔

لطیفہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے لفظ یوسفستان استعمال فرما کر اہل فن سے داد لی ہے کہ ایسا لفظ ایسے محاورہ میں کسی نے استعمال نہیں کیا۔

خوشبوئے رسول ﷺ

فقیر اس موضوع کی روایات متعدد مقامات پر نقل کرتا چلا جا رہا ہے لیکن الحمد للہ تکرار نہیں..... الحمد للہ نت نیا مضمون سامنے آتا ہے اور فقیر لکھ دیتا ہے۔ خلاصۃ الوفاء میں ہے کہ حضرت الشیخ ابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مدینہ پاک کی خاک مبارک میں ایسی خوشبو ہے جو کسی مشک و عنبر سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ یہاں کی خوشبو عجیب تر ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاک مدینہ پاک کی خوشبو کا طویل مضمون لکھ کر آخر میں تحریر فرماتے ہیں

عرف من ذاق واجد من عرف. (جذب القلوب)

پہچانا اس نے جس نے چکھا اور پایا جس نے۔

پھر فرمایا بخدا قطع نظر باطنی لذتوں اور حضور قلب کے یہ نتیجہ ہے سچی محبت اور حسن اعتقاد کا اصل حسن و زیبائی جو قلب کی آنکھوں کو حاصل ہوتی ہے وہ اسی شہر پاک میں ہے۔

ہر کجار نوریت تاباں باکمال

ظاہر است از آفتاب این جمال

بزمِ قدسی میں ہے یاد لب جاں بخش حضور

عالم نور میں ہے چشمہ حیوان عرب

حل لغات

بزمِ قدسی، فرشتوں کی محفل۔ لب جاں بخش، روح عطاء کرنے والا ہونٹ۔ عالم نور، نور کی حالت و کیفیت۔ چشمہ حیوان، آب حیات۔

شرح

حضور ﷺ کے زندگی بخشنے والے مبارک ہونٹوں کی یاد (چچا) ملاء اعلیٰ کے فرشتوں میں ہے اور عرب کے پانی میں نور کیفیت ہے وہ آب حیات سے کم نہیں ہے جو زندگی جاوید عطا کر دیتا ہے۔

ملاء الاعلیٰ

ویسے تو حضور سرور عالم ﷺ کے ذکر مبارک کے چرچے چار داگ عالم ہیں خصوصیت سے ملاء الاعلیٰ کا چرچہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب تعالیٰ کو حسین ترین صورت میں دیکھا مجھ سے فرمایا کہ ملاء الاعلیٰ کس مسئلہ میں جھگڑ رہے ہیں۔ (الحديث مشکوٰۃ صفحہ ۷۰) ان جھگڑنے والوں کا مسئلہ حضور سرور عالم ﷺ نے حل فرمایا۔

پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب
خسرو خیل ملک خادم سلطان عرب

حل لغات

القاب، لقب کی جمع۔ خسرو، بادشاہ سردار۔ خیل، جماعت، گروہ۔ ملک، فرشتہ۔ خادم سلطان عرب، عرب کے بادشاہ کا خدمت گزار۔

شرح

حضور سرور عالم ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ سے حضرت جبریل علیہ السلام نے بڑے بڑے اونچے القابات و خطابات پائے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کے گروہ کے بادشاہ ہیں مگر عرب کے سلطان ﷺ کے در کے غلام ہیں۔

جبریل امین خادم و دربان محمد ﷺ

یہ تخیل شاعرانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام جملہ ملکوت سے سربراہ ہونے کے باوجود ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربان اور خادم ہیں بلکہ غور و فکر سے دیکھا جائے تو جبریل علیہ السلام کی تخلیق بھی حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت کے لئے ہوئی۔

حضرت علامہ یوسف نبھانی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

وسیدنا جبریل علیہ السلام انما خلق لخدمت النبی ﷺ. (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۶۵۴)

جبریل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے۔

غوث کبیر سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی توثیق احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

(۱) امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ بدر کی لڑائی میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

هذا جبريل براس فرسه عليه اداة الحرب . (خصائص جلد ۱ صفحہ ۲۰۰)

یہ جبریل ہیں اپنے گھوڑے کی لگا میں پکڑے ہوئے ہیں ان کے ساتھ جنگ کا پورا سامان ہے۔

(۲) ابویعلیٰ و حاکم و بیہقی علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں تین مرتبہ سخت آندھی آئی

ایسی آندھی میں نے کبھی نہ دیکھی۔ پہلی آندھی جبریل تھے جو ایک لاکھ ملائکہ کے ہمراہ آئے اور حضور ﷺ کے ساتھ کھڑے

ہو گئے دوسری آندھی میکائیل تھے جو ایک ہزار ملائکہ کی فوج کے ساتھ آئے اور حضور ﷺ کے بائیں طرف کھڑے ہوئے

اور تیسری آندھی

اسرافیل نزل بالف من الملكة عن ميسرة رسول الله ﷺ . (خصائص جلد ۱ صفحہ ۲۰۱)

اسرافیل تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور حضور ﷺ کے میسرہ بنے۔

(۳) امام بیہقی ربیع سے راوی حضرت انس نے فرمایا جنگ بدر میں جن کافروں کو ملائکہ نے قتل کیا ان کو ہم اس طرح جانتے

ہیں

ممن قتلوهم بضرب فوق الا عناق وعلى البنان مثل سمة النار قد احرق به . (خصائص جلد ۱ صفحہ ۲۰۱)

جن کو فرشتے قتل کرتے تھے ان کی گردنوں کے اوپر اور جوڑوں پر آگ کے جلے ہوئے کا نشان ہوتا تھا۔

(۴) امام بیہقی قدیسی سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں جب ہم کسی کافر پر تلوار اٹھاتے تو وہ ہماری تلوار کے لگنے

سے پہلے اس کا سر زمین پر پڑتا۔

فعرفت ان غيري قد قتله . (خصائص جلد ۱ صفحہ ۲۰۱)

تو اسے ہم نے یہ سمجھا کہ ملائکہ ان کو قتل کر دیتے تھے۔

فائدہ

بدر میں جبریل و میکائیل اور ملائکہ حاضر ہیں اور حضور ﷺ کی کمان میں مصروف جنگ ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ

بدر کے معرکہ میں فوج کا سپہ سالار کون تھا وہ ذات نبوی تھی جن کی قیادت اور ماتحتی میں معصوم ملائکہ جہاد کر رہے تھے۔ معلوم

ہوا کہ جبریل و میکائیل حضور ﷺ کے وزیر ہیں اور فرشتے آپ کی فوج کے سپاہی ہیں۔

جن و ملک میں ان کے سپاہی

رب کی خدائی میں ان کی شاہی

مزید بران

صرف جبریل ہی نہیں بلکہ تمام ملائکہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ابن سعد حضرت عطیہ بن قیس سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ جب بدر کی لڑائی ختم ہوئی تو حضرت جبریل ہتھیاروں سے مرصع ایک سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی

ان الله يعثني اليك وامرني ان لا افارقك حتى ترضى هل رضيت قال نعم رضيت فانصرف.

(خصائص جلد ۱ صفحہ ۲۰۳)

یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اللہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا تھا کہ میں آپ ﷺ سے اس وقت تک نہ جدا ہوں جب تک کہ آپ ﷺ مجھ سے راضی نہ ہو جائیں تو کیا سرکار مجھ سے راضی ہو گئے حضور ﷺ نے فرمایا میں راضی ہوں۔ جبریل علیہ السلام واپس چلے گئے۔

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا

ملک خادمان سرانے محمد (ﷺ)

اسے کیا کہئے

اس شان و شوکت پہ قربان لیکن وفادار امتی ورنہ غدار امتی تو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ثابت کرتا ہے جبریل علیہ السلام استاد اور حضور ﷺ ان کے شاگرد (معاذ اللہ) کہاں جبریل علیہ السلام یہاں تو یہ حال ہے۔

صد ہزاراں جبریل اندر بشر بھر حق سوئے غریباں یلک نظر

مزید دلائل فقیر کے رسالہ ”جبریل امین خادمِ دربان“ میں پڑھئے۔

بلبل و نیپلر و کنک بنو پروانو

مہ و خورشید پہ ہنتے ہیں چراغاں عرب

حل لغات

بلبل، ہزار داستان، مشہور پرندہ۔ نیپلر، نیل کنٹھ، ایک پرندہ جس کے پر اور گردن نیل ہوتی ہے۔ کیل، چکور۔ مہ، ماہ کا مخفف چاند۔ خورشید، سورج۔ ہنتے ہیں، مذاق اڑاتے ہیں۔

شرح

اے پروانو! اے شمع ماہ و خورشید پر خاموشی سے جان دینے والو، بلبل چمنستان رسول بنو، نیل کنٹھ بنو، چکور بنو اور پیارے حبیب سرور عالم ﷺ کے گیت اپنی پیاری آوازوں میں گاؤ یہ کیا کہ جہاں کہیں فانی اور عارضی روشنی دیکھی وہیں مر مٹے۔ حضور منبع نور ﷺ کے دیار پاک عرب کے چراغوں کی روشنی کا یہ عالم ہے کہ چاند و سورج اس کے سامنے شرمندہ ہیں۔

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے امت کو مصطفیٰ ﷺ سے لو لگانے کا درس دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ان سے عشق و محبت سے تمام کام سنور جائیں گے اس لئے کہ آپ کے سوا جس سے لو لگاؤ گے غور سے دیکھو گے تو وہ خود آپ کے نظر کرم کا محتاج ہوگا اور آپ سے لو لگانے کا ذرہ بے مقدار ہمدوش سلیمان بن جاتا ہے۔

☆ ابن ابی قحافہ تھے صدیق اکبر بن گئے۔

☆ ابن الخطاب تھے فاروق اعظم بن گئے۔

☆ عثمان بن عفان تھے ذوالنورین بن گئے۔

☆ فرزند ابی طالب تھے حیدر کرار بن گئے۔

یہاں تک کہ آپ کا ہر صحابی اغواث، اقطاب و ابدال و اوتا دے افضل قرار پا گیا۔

حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں

کہ ہے خود حسن ازل طالب جاناں عرب

حل لغات

حور، حوراء کی جمع اور اردو میں واحد مستعمل ہے، گورے رنگ والی ایسی سیاہ اور بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں جن کی آنکھوں کے ڈھیلوں کا سفید حصہ نہایت سفید اور سیاہ حصہ (تلی) نہایت سیاہ چمکدار ہو اس سے جنتی عورتیں مراد ہیں، موسیٰ، نام، مشہور پیغمبر خدا علی نبینا وعلیہ السلام جنہوں نے تجلیات الہی پر نظر ڈالی ہے اگرچہ تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو گئے لیکن خدا کے حسن و جمال کی اہمیت سے بے خبر ہیں کیونکہ تجلیات سوئی کے ناکہ کے کروڑوں حصہ سے بھی کم تھیں۔ حسن ازل، قدیم حسن، ازل، قدیم، خدائے ازل کا حسن ازل۔ طالب جاناں عرب، عرب کے محبوب کا طالب، چاہنے والا۔

شرح

ہم حوروں سے کیا کہیں خدائے ازل کے حسن و جمال سے ناواقف ہیں ہاں موسیٰ علیہ السلام سے ضرور عرض کریں گے کیونکہ انہوں نے کچھ حصہ حسن پر نظر کی ہے انہیں اس کی اہمیت سے واقفیت ہے کہ خود خدا سے ازل کا حسن ازل عرب

کے محبوب کا طالب (چاہنے والا) ہے۔

دیدار موسیٰ علیہ السلام

تفسیر فارسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے یا عرش کے نور سے سوئی کے ناکہ کے برابر اپنا جلوہ ظاہر فرمایا۔

اس کے باوجود

موسیٰ بیہوش رفت ز پر توصفات

توعین ذات می نگری در تہسمی

موسیٰ علیہ السلام صفاتی پر تو سے بیہوش ہو گئے آپ عین ذات کو دیکھ کر تبسم فرماتے رہے۔

کیا ہے شان احمدی

(۱) موسیٰ علیہ السلام کو تمنا پر دیدار ہوا ہمارے حضور ﷺ کو دعوت دیدار کی گئی۔

(۲) موسیٰ علیہ السلام کو دیدار کے لئے انتظار کرنا پڑا ہمارے حضور ﷺ کے تشریف لے جانے تک لامکان تک انتظار

اوسراپا انتظار و ایں سراپا منتظر بفتح الظاء وہ جن کا انتظار کیا جائے۔

موسیٰ علیہ السلام کے لئے جملہ حجابات اٹھا دیئے گئے موسیٰ علیہ السلام کو صفاتی جلوہ سے ایک معمولی جھلک سے نوازا

گیا اور ہمارے حضور ﷺ کو عین ذات کے بلا حجاب مکمل جلوے نصیب ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے یہاں خود

ذات حق فرما رہی ہے ”ما کذب الفواد ما رای“

باپردہ واپسی

موسیٰ علیہ السلام واپس ہوئے تو زوجہ مکرمہ نے زیارت کی خواہش کی اس لئے کہ آپ واپس ہوئے تو چہرہ پر نقاب

تھا کیونکہ چہرہ پر نور کی چمک سے لوگ دیکھتے ہی بے ہوش ہو جاتے آپ نے نقاب ہٹایا تو چہرہ سورج کی طرح چمک رہا تھا

یہاں تک کہ بی بی کو اپنے آنکھوں پر ہاتھ رکھنا پڑا۔ (روح البیان پارہ ۹)

مخالفین کے نانو تو وی صاحب بھی لکھ گئے کہ

رہارخ پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا تجھے جز ستار

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں

کہ رضا عجمی ہو سگ حسان عرب

حل لغات

کرم نعت، نعت گوئی کے سلسلے میں بخشش و کرم کرنے والے (منبع جو دو کرم) رسول اکرم ﷺ کچھ دور نہیں کچھ بعید نہیں کوئی مشکل نہیں۔ سگ، کتا مجاز اُشید ا۔ گلستانِ عرب، عرب کے رہنے والے، رسول اکرم ﷺ کے نہایت فصیح و بلیغ شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو نعت گوئی کے صلے میں خوش ہو کر سرکارِ ﷺ نے اپنی چادر مبارک اتار کر عطا فرمادی تھی۔ اس کے علاوہ اور بہت سے انعامات عطا فرمائے تھے جو نعت ہی کہنے کے صلے میں تھے۔

شرح

نعت گوئی کے صلے میں بخشش کرنے والے منبع جو دو کرم ﷺ کے نزدیک یہ بات کوئی دشوار نہیں ہے کہ عجم کے باشندہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قدس سرہ کو حسانِ عربی، شاعر رسولِ عربی ﷺ کا کتا (کو بچے کچھے پر اکتفا کر لیتا ہے) یعنی وفادار اور خادم بنادیں یا حضرت حسان کے کتے کا خادم بنادے اور یہ بہت بڑا اعزاز ہوگا۔

کمال ادب و تواضع

اعلیٰ حضرت کی شاعری کا لوہا مخالفین بھی مان گئے بلکہ جو لوگ اپنی شاعری کے گھمنڈ میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتے تھے وہ بھی آپ کو امام الشعراء تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اتنا کمال کے باوجود خود سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کتے (خادم بنے) پر فخر و ناز بلکہ اس کی تمنا و آرزو کرتے ہیں۔

نعت پاک نمبر ۱۶

پھر اُٹھا ولولہ یادِ مغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامنِ دل سوئے بیابانِ عرب

حل لغات

پھر اُٹھا، دوبارہ ابھرا۔ ولولہ، جوش و خروش۔ مغیلان، ببول کا درخت۔ بیابان، جنگل، میدان۔

شرح

مجھے اپنے محبوب تاجدار، عرب و عجم، محمد عربی ﷺ کی سرزمین عرب بلکہ اسی سرزمین کے خس و خاشاک اور کانٹوں بھرے درختوں اور جھاڑیوں سے بھی انتہائی عقیدت و محبت ہے اس دیارِ محبوب میں جا کر کبھی وہاں کی خاک کو چوما اور کبھی

پھولوں کو آنکھوں سے لگایا اور کبھی وہاں کے خاردار درختوں کو دیوانہ وار چوما اور آنکھوں سے لگایا تھا اور ان کی خوش قسمتی پر رشک کیا تھا اب دوبارہ ہند میں بیٹھے عرب کے بولوں اور خاردار درختوں کی یاد کا جوش و خروش پھر ابھر آیا ہے اور اب پھر عرب کے بیابان کی جانب میرا دل کھینچ رہا ہے۔

عشاق کا حال زار

اس شعر میں ان عاشقانِ مدینہ کا بیان ہے جو ایک دفعہ مدینہ پاک کی زیارت کر لیتے ہیں اس کے بعد وطن پہنچ کر ان کا کیا حال ہوتا۔

باغِ فردوس کو جاتے ہیں ہزارانِ عرب
ہائے صحرائے عرب ہائے بیابانِ عرب

حل لغات

باغِ فردوس، جنت الفردوس۔ ہزارانِ عرب، عرب کی بلبلیں۔ ہائے، درد کی آواز۔ صحرائے عرب، عرب کا چٹیل میدان۔ بیابانِ عرب، عرب کا جنگل۔

شرح

جب عرب کے محب اور مدحت سرائے رسول ﷺ وصال کر جاتے ہیں تو سیدھے جنت الفردوس کو چلے جاتے ہیں اور اپنے محبوب و ممدوح کی پیاری سرزمین کو خیر باد کہہ دیتے ہیں فراق کا تنہائی درد و کرب ہے میرے لئے اس کی جدائی ناقابلِ برداشت ہے نامعلوم لوگ اس کی جدائی کیسے گوارا کر کے جنت کو جاتے ہیں میرے نزدیک تو میرے محبوب کے دیار ”عرب“ کے صحرا و بیابان جنت الفردوس سے کہیں بہتر و جاذب ہیں۔

مدینہ کیا ہے

بعض لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ مدینہ پاک جنت الفردوس سے بڑھ کر کیوں ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ قیامت میں انسان کو بہشت میں آرام ملے گا اور اسی کا ہر ایک خواہشمند ہے لیکن اس میں مرکزیت مدینہ پاک کے مقام کو ہوگی۔ فقیر نے ”محبوبِ مدینہ“ (تصنیف) میں تفصیل لکھی ہے۔ تلخیص کے طور پر ملاحظہ ہو

(۱) مقام محمود افضل ترین جگہ اور وہی حضور ﷺ کی قیام گاہ وہ مقام کہاں سے آئے گا یہی قیام گاہ بہشت میں منتقل ہوگی جہاں آج اب آرام فرما ہیں کیونکہ جملہ مذاہب کا اتفاق ہے کہ موجودہ آرام گاہ ہر مقام سے افضل یہاں تک کہ کعبہ و عرش سے بھی۔

(۲) ریاض الجنۃ مسجد نبوی کا ایک مخصوص حصہ جس کے لئے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

ما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة. (صحیحین)

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

فائدہ

فقیر نے محبوب مدینہ میں امام سمہودی کی تحقیق سے بدلائل ثابت کیا ہے کہ ریاض الجنۃ کو بہشت میں منتقل کیا جائے گا۔

تمام مسجد نبوی ریاض الجنة

یہی امام سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں عرف میں تو صرف وہی ٹکڑا ریاض الجنۃ لیکن درحقیقت تمام مسجد ریاض الجنۃ ہے۔

حدود مسجد نبوی ﷺ

یہ بھی متفق علیہ فیصلہ ہے کہ مسجد نبوی سے صرف حضور ﷺ نے فرمایا میری مسجد (نبوی شریف) اگرچہ ضحاء (نام مقام) تک بڑھ جائے تب بھی میری مسجد ہے۔ (وفا الوفاء) ۱۴۰۵ھ کے بعد سعودی حکومت نے اس علم غیب کی تائید کر دی ہے کہ اب قدیم مدینہ جہاں تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکانات تھے وہ اکثر مسجد نبوی میں ہیں اور مسجد نبوی ریاض الجنۃ بہشت کا ایک حصہ ہے نتیجہ نکالنے کے مدینہ بہشت کا ایک حصہ ہے۔

حجرات الرسول جنت ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا

ما بین هذا البیت الى منبری روضة من ریاض الجنة والمنبر ترعة من ترع الجنة.

(وفا الوفاء بر حال صحیحین)

ان کے گھروں سے میرے منبر تک بہشت کے باغات ہیں اور منبر جنت کا ایک دروازہ ہے۔

جبل احد

جبل احد باب الجنۃ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں اور روایات صحیحہ میں ہے کہ مدینہ پاک کے ہر دروازہ پر فرشتہ پہرہ دے رہا ہے اسی لئے اس میں دجال کا داخلہ بند ہے۔

امام احمد رضا کا موقف

امام احمد رضا قدس سرہ کا موقف ہے جو جملہ عشاق کا ہے کہ جنت اور جنت میں یہی مقام (مدینہ پاک) جملہ جنات کے لئے دار الخلافہ کی طرح ہوگا اس وقت معلوم ہوگا کہ مدینہ پاک کی کیا قدر و منزلت ہے اسی لئے اب جو بھی مدینہ پاک سے منہ موڑتا ہے اس کے لئے سمجھ لیں کہ اسے بہشت کی بو تک نصیب نہ ہو جو لوگ مکہ معظمہ جا کر مدینہ پاک نہیں جاتے ان جیسا بد بخت دنیا میں اور کوئی نہ ہوگا۔

مدینہ پاک کی قدر و منزلت کا راز

یہ تو سب جانتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی عظمتیں سرکارِ دو عالم ﷺ کے دم قدم سے ہیں لیکن یہ شہر خدا تعالیٰ کا محبوب اور پسندیدہ ہے۔ آقا دو عالم ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرماتے وقت رب کریم سے دعا فرمائی اے اللہ! تو نے میری محبوب ترین جگہ سے مجھے ہجرت کرائی اب تو مجھے اس قطعہ زمین میں آباد کر جو تجھے سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔ (مستدرک حاکم)

چنانچہ معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو تمام شہروں میں سب سے پیارا اور محبوب و مرغوب شہر مدینہ منورہ ہے جہاں اس نے اپنے محبوب ﷺ کو آباد کیا۔

حدیث

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے عظمت مدینہ کے ذکر میں فرمایا ایمان مدینہ کی طرف اس طرح کھینچ آتا ہے۔

موت مدینہ کی

تمام اہل محبت مسلمان مدینہ طیبہ میں اپنی موت اور تدفین پسند کرتے ہیں تو اس کا سبب سرکارِ دو عالم ﷺ سے ان کی محبت ہے اور لوگ یہ خواہش کیوں نہ کریں کہ وہاں تدفین کی عظمت ہی بہت ہے۔ موطا امام مالک میں حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک قبر کھودی جا رہی تھی حضور ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص نے کہا کہ مومن کے لئے یہ اچھا ٹھکانہ نہیں ہے حضور ﷺ نے فرمایا تو نے بہت برا کہا اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ شہادت فی سبیل اللہ مومن کے لئے اچھا ٹھکانہ ہے اس کے مقابلے میں گھر پر مرنا اچھا ٹھکانہ نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مدینہ کی موت قتل فی سبیل اللہ جیسی نہیں بلکہ اس سے افضل ہے اور کوئی قطعہ زمین ایسا نہیں جہاں مجھے اپنی قبر پسند ہو سوائے مدینہ کے۔ مسلم شریف میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آقا دو عالم ﷺ فرماتے ہیں

المدينة خير لهم لو كانوا يعلمون.

یعنی مدینہ منورہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے اگر جانتے ہوں۔

نبیہتی میں ارشاد نبوی ﷺ ہے جو شخص مدینہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ مدینہ ہی مرے اس لئے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اس کا گواہ اور سفارشی بنوں گا۔

محبوب خالق و مطلوب خلاق ﷺ نے مدینہ کو حرام قرار دیا۔ مسلم شریف میں ہے سرکار ﷺ نے فرمایا الہی میں مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیانی حصے کو باحرمت قرار دیتا ہوں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو باحرمت قرار دیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ الہی ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنا دیا میں مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیانی حصوں کو حرم بناتا ہوں نہ اس میں خون بہایا جائے نہ لڑائی کے لئے ہتھیار اٹھایا جائے اور نہ اس کے درخت کو کاٹا جائے صرف جانوروں کو چرنے کے لئے درخت استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ موطا امام مالک میں بھی مدینہ پاک کو حرم قرار دینے کی حدیث پاک روایت کی گئی ہے۔

اللہ کریم جل شانہ نے اپنے محبوب اور پسندیدہ ترین شہر میں اپنے محبوب پاک ﷺ کو بسایا سرکارِ دو عالم ﷺ نے اسے حرام فرمایا اس میں موت اور تدفین کی عظمت بیان فرمائی اور سید عالم ﷺ اسی مقدس زمین میں آرام فرما ہیں ان وجوہ سے اس سرزمین کی فضیلت و عظمت میں اضافہ ہوتا گیا ہے۔ اب ہمارے لئے یہ کئی وجوہ سے محترم ٹھہری لیکن سب سے بڑا باعث تو ہمارے آقا و مولا کائنات کے آقا و مولا ﷺ کا اس سرزمین میں تشریف فرما ہونا ہے۔

اور ہم جیسے گنہگاروں کو تو سرکار ﷺ نے اپنے کھاتے میں ڈال رکھے ہیں کہ ”الطالحی“ جن سے کوئی غلطی بھی سرزد ہو جائے ان کے لئے حکم یہی ہے کہ سرکار ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوں۔ سورۃ النساء میں ارشاد خداوندی ہے

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرَ وَاللَّهِ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدَ وَاللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا.

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں اور رسول اللہ ﷺ ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

پھر جب غلطی کرنے والے کسی جرم یا گناہ کے مرتکبین بارگاہِ مصطفویٰ ﷺ میں حاضر ہو گئے تو اللہ کریم نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو فرمادیا کہ ایسوں کو رحمت و بخشش کی نوید سنا دیں۔ سورۃ الانعام میں ہے

وَإِذَا جَاءُوكَ الذِّينَ يَوْمِنُونَ بَايَعْنَا فَعَلْنَا سَلَمَ الْيَكْمَ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مِنْ عَمَلٍ مِنْكُمْ سَوْءٌ

ابجھا لہ ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحيم.

اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چنانچہ جو مومن اپنی غلطیوں پر شرمندہ توبہ کرتا ہوا آستانہ نبی کریم ﷺ حاضر ہوگا اسے حضور سید عالم ﷺ کی جانب سے السلام علیکم کا تحفہ نصیب ہوگا تو اس کی بخشش و غفران میں کیا شک رہ جائے گا۔

وہ شخص تو بہت خوش قسمت ہے جسے مدینہ النبی ﷺ میں حاضری نصیب ہو اور وہاں سے سرکارِ دو عالم ﷺ کے السلام علیکم کا اعزاز حاصل کر لے لیکن جب تک وہاں حاضری کی تمنا پوری نہ ہو غلطی کے مرتکب مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو دربارِ مصطفویٰ ﷺ میں حاضر کر کے خضوع و خشوع اور محبت و عقیدت کے ساتھ درود و سلام کا نذرانہ پیش کرے۔ احادیث مبارکہ میں ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اپنے محب امتی کے درود و سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں یہاں بیٹھے ہوئے بھی آپ کو آقا حضور ﷺ کے السلام علیکم کا اعزاز نصیب ہو گیا تو سمجھے کہ آپ نے غفران و بخشش کی حد کو چھو لیا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کے قصد سے مدینہ منورہ میں حاضری دینے سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت نصیب ہو جاتی ہے۔ دارقطنی میں ہے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا جو شخص میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری سفارش لازم ہو جاتی ہے

من زار قبری و جبت له شفاعتی.

طبرانی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جو زائر میرے پاس آئے اور اس کا مقصد محض میری زیارت ہو اور وہ میری زیارت کے علاوہ کوئی اور مقصد سفر نہ ہو تو میرے لئے لازمی ہے کہ میں اس سفارشی شفیع بن جاؤں۔

نبہتی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث پاک مروی ہے کہ جو شخص ثواب کی نیت سے مدینہ میں میری زیارت کرے وہ روزِ حشر میرے پڑوس میں ہوگا اور میں اس کا سفارشی ہوں گا۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ پاک میں حاضر ہو کر روضہ مقدسہ کی زیارت کرنا خود حضور ﷺ ہی کی زیارت کرنا ہے۔

میٹھی باتیں تری دین عجم ایمانِ عرب
نمکین حسن ترا جان عجم شانِ عرب

شرح

اے محبوب عرب و عجم ﷺ آپ کی میٹھی میٹھی پیاری پیاری باتیں ہی عجم والوں کا دین اور عرب والوں کا ایمان ہے اور آپ کا حسن نمکین عجم والوں کی روح و جان اور عرب والوں کی سراپا شان ہے۔

گفتگوئے مصطفیٰ ﷺ

حضور سرور عالم ﷺ کی میٹھی اور پیاری پیاری گفتگو عجمیوں کا دین اور عربوں کا ایمان کیوں نہ ہو جب خود اللہ تعالیٰ کو محبوب کی گفتگو مرغوب و محبوب بلکہ اس کی قسمیں یاد فرماتا ہے۔

قرآن مجید

وقيله يارب ان هولاء قوم لا يؤمنون (پارہ ۲۵)

مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم کہ میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى. (سورۃ النجم، رکوع ۱، پارہ ۲۷)

اور یہ نبی (ﷺ) اپنی خواہش سے نہیں بولتا اس کی گفتگو تو وحی ربانی ہے۔

احادیث مبارکہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں لکھ لیتا تھا تا کہ یاد کر سکوں۔ ایک دفعہ قریش کے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تمہارا عمل درست نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ کے مختلف احوال ہوتے ہیں کبھی خوش، کبھی رنج، کبھی غصہ وغیرہ وغیرہ اور انسان جو بات غصہ میں کہہ دیتا ہے دوسری حالت میں نہیں کہتا اس لئے تمہارا ہر گفتگو کا لکھنا درست نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس سے میں متاثر ہو کر

فاستكت عن الكتاب فذكرت ذلك الى النبي ﷺ.

میں نے آپ کی گفتگو کو لکھنا چھوڑ دیا اور حضور ﷺ سے عرض بھی کر دیا۔

آپ نے اپنے منہ اقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا

اكتب فوالذين نفسى بيده ما يخرج منه الا حق.

لکھ لیا کہ اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس سے حق کے سوا کچھ خارج نہیں ہوتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ جو

خبر میں دیتا ہوں وہ یقیناً اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہوتا۔ صحابہ نے عرض کی

انک تداعبنا یا رسول اللہ.

یا رسول اللہ ﷺ ہم سے کبھی کبھی آپ خوش طبعی تو فرماتے ہیں
آپ ﷺ نے فرمایا

انی لا اقول الا حق.

فائدہ

در اصل یہ مسئلہ فنائیت کا ہے یہ وہ سمجھے گا جو مقامِ فنائیت سے واقف یا کم از کم اس پر یقین رکھتا ہے یہ مسئلہ حدیث مذکور سے بھی ثابت ہے۔

رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو اقسام علی للہ لا برہ.

بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے بال الجھے ہوئے اور گردوغبار میں اٹے ہوئے ہوتے ہیں ایسے خستہ حال ہوتے ہیں کہ اگر وہ لوگوں کے دروازوں پر جائیں تو لوگ حقارت سے انہیں دھکا دے کر نکال دیں لیکن خدا کے دربار میں ان کی محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ اگر وہ کسی بات کی قسم کھالیں تو پروردگارِ عالم ضرور ضروران کی قسم پوری فرما دیتا ہے اور ان کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے اس کا خلاصہ یہ بہت ہے۔

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

گفتہ او گفتہ اللہ بود

ان کا کہا ہوا کلام اگرچہ اللہ کے بندے کی زبان سے نکل رہا ہے مگر تم یہ سمجھو کہ وہ اللہ کا فرمان ہے جو ایک بندے کی زبان سے نکل رہا ہے گویا جو کچھ ان کی زبان سے نکل جاتا ہے وہی تقدیر الہی ہوا کرتی ہے۔ حضرت مولانا روم انہی لوگوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

ہست ادوریائے وحدت راتہنگ

یہ ادب ہر گز باشی باملنگ

خبردار

ہر گز مجذوبوں کے ساتھ کبھی بے ادبی مت کرنا یہ لوگ دریائے وحد کے مگرچھ ہیں جس طرح مگرچھ دریا میں بے خوف و خطر پھرتا ہے اسی طرح یہ لوگ ہر خوف و غم سے بے نیاز ہو کر دنیا میں چلتے پھرتے رہتے ہیں

گرچہ ظاہری شوداز خاکسار

باطن از نور معنی برشمار

اگرچہ ظاہر میں یہ لوگ خاک آلود میلے کچیلے ہوتے ہیں مگر ان کے باطن کو نورِ حق سے مالا مال سمجھو

درجہان دین سلطانی کند

قبل مردن خویش رافانی کند

مرنے سے پہلے بندہ خود کو فانی کرے پھر جہان دین و دنیا میں شاہی کرے

اب تو ہے گریہ خوں گوہر دامانِ عرب

جس میں دو لعل تھے زہرا کے وہ تھی کانِ عرب

حل لغات و شرح

گریہ، آنسو۔ دامانِ عرب، عرب کے دامنوں کے گہر (موتی)۔ لعل، لال کا معرب، سرخ قیمتی پتھر، یا قوت۔ زہرا، لخت جگر رسول ﷺ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب مبارک اس لئے کہ ان کا رنگ پھول کی طرح تھا۔ کانِ عرب، عرب کے دامن میں رکھ دیا تھا جنہیں عرب ہی لوگوں نے ظماً مار کر شہید کر دیا اس کے بعد عرب کے دامن میں خون کے آنسو ہی گوہر نایاب بنے ہوئے ہیں یعنی ہر شخص جو ان دو لعلوں سے محبت و عقیدت رکھتا ہے ان کی شہادت اور ان پر کئے گئے ظلم و ستم پر دو آنسو ضرور بہا دیتا ہے۔

دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے وہ حیرانِ عرب

آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربانِ عرب

شرح

دراصل دل وہی کہلانے کے لائق ہے جو اپنی آنکھوں سے عرب کے عجائبات و زرین اشیاء کا نظارہ کر کے حیرت زدہ ”ہکا بکا“ رہ جائے اور آنکھیں درحقیقت وہی کہلائیں گی جو دل و جان سے عرب کے قربان ہو جائیں اس لئے کہ عرب محبوبِ کریم ﷺ کا دیس ہے اور محبوب کا دیس بھی محبوب ہوتا ہے۔ خود حضور ﷺ نے فرمایا

احبوا العرب فانی عربی والقرآن ولسان اهل الجنة عربی.

عرب سے پیار کرو اس لئے کہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی میں ہے اور اہل جنت کی بولی بھی عربی ہے۔

ہائے کس وقت لگی پھانسِ الم کی دل میں

کہ بہت دور رہے خارِ مغیلانِ عرب

حل لغات

ہائے، کلمہ، افسوس، اس سے درد و اندوہ کا پتہ چلتا ہے۔ لگی پھانس، پھانس لگنا، تنکا چبھنا، لکڑی کا ریشہ، جسم میں گڑ جانا۔ الم، درد۔

شرح

میرے دل میں دیارِ محبوب کی یاد کے درد کی پھانس ہائے کیسے عجیب وقت میں چھپی ہے کہ عرب کے بولوں کے کانٹے تو ابھی بہت دور دراز ہیں ابھی سے درد و اضطراب قلق اور تڑپ بہت ہی جانکاہ ہے۔

فصل گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
پھولتے پھلتے ہیں بے فصل گلستانِ عرب

حل لغات

فصل گل، موسم بہار۔ وصل، محبوب سے ملاپ۔ آس، امید۔

شرح

بہار کا موسم نہیں ہے تو نہ سہی لاکھ مرتبہ نہ ہو مگر محبوب سے ملاپ کی ایک ہزار مرتبہ امید رکھو کیونکہ عرب کے باغ سدا بہار ہیں بے فصل بھی پھولتے پھلتے رہتے ہیں موسم بہار کے محتاج نہیں۔

صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستانِ عرب

حل لغات

کچھ عجب رنگ سے، کچھ عجیب کیفیت ہے۔

شرح

چمنستانِ عرب کچھ ایسی عجیب کیفیت سے پھولا (کھلا) ہے کہ ہر روز لاکھوں چمن (فرشتے) اس پر قربان ہونے کے لئے چلے آتے ہیں۔

اس میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی محبوبی کشش کا ذکر ہے کہ آپ کے طفیل عرب کی جانب لاکھوں بندگانِ خدا ہر دور میں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں مثلاً موسم حج میں کیسے بندگانِ خدا حاضری دیتے ہیں اب تو عمرہ کا بہانہ کر کے بے شمار عاشقانِ رسول ﷺ حاضری سے مشرف ہو رہے ہیں بالخصوص مدینہ طیبہ کی بیتابی دیدنی ہے کہ سعودی اپنے قانون کو جتنا زیادہ متحرک کرتے ہیں اس سے بڑھ کر ہزاروں کی تعداد میں روزانہ آ جا رہے ہیں ادھر وہ بے قانون نے لوگوں کو ٹرکوں پر لا کر جدہ تک پہنچتے ہیں تو ان کی واپسی پر لے جانے والوں سے بڑھ کر نئے آنے والے آ جاتے ہیں۔

عندلیبی پہ جھگڑتے ہیں کٹے مرتے ہیں

گل و بلبل کو لڑاتا ہے گلستانِ عرب

حل لغات

عند لیپی پہ، عند لیب ہونے پر نغمہ سرائی پر۔

شرح

پھل اور بلبل دونوں گلستانِ عرب کے عند لیب ہونے اور اس کی ثناء میں نغمہ سرا ہونے پر لڑتے جھگڑتے اور آپس میں کٹے مرے جارہے ہیں۔ گلستانِ عرب میں کچھ ایسا پر کیف ہے کہ جس کی وجہ سے گل و بلبل دونوں ہی بے قرار کئے ہوئے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کا حسن و جمال

شعر میں اشارہ ہے کہ جملہ حسینانِ عالم سے حسین تر حبیبِ خدا ﷺ کی ذات ہے کہ جن کے حسن و جمال پر جملہ عشاق بلکہ خود ان کے معشوق اپنے حسن و جمال کے باوجود حبیبِ خدا ﷺ کے حسن و جمال کے گرویدہ ہیں۔

رُخ انور

حضور اکرم ﷺ کا روئے مبارک جو جمالِ الہی کا آئینہ اور انور تجلی حق کا مظہر تھا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے ہی پکار اُٹھے

رخِ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

فائدہ

خداوند ذوالجلال نے اپنے پیارے رسول ﷺ کی خلقت اپنے نور سے فرما کر بشری لباس میں اس لئے مبعوث فرمایا تا کہ انسان رشد و ہدایت کی دولت سے سرفراز ہو سکیں۔ اگر حضور ﷺ اپنے حقیقی حسن و جمال میں جلوہ گر ہوتے تو انسان نہ صرف فیض و برکت سے بلکہ دیدارِ پُر انوار کی سعادت سے بھی محروم رہتے۔ چنانچہ محققین علماء فرماتے ہیں

(۱) محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوة جلد ۹ صفحہ ۹۰، ۱۱ میں ارقام فرماتے ہیں

آنحضرت ﷺ از قرق مابقدم ہمہ نور بود کہ دیدہ حیرت در جمال و کمال خیرہ می شود مثل ماہ و آفتاب نابان روشن بود و اگر نقاب بشریت پنوشیدہ بودے ہیچ کس را مجال نظر و ادراک حسن او ممکن نبودے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو حسن تمام عطا فرمایا ہے۔

(۲) امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے ورنہ آنکھیں آپ کے دیدار کی تاب نہ لا سکتیں۔

(۳) علامہ علی قاری محدث **جمع الرسائل بشرح الشماک** جلد ۲ صفحہ ۷ پر سرورِ عالم ﷺ کے حسن و جمال کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں

قال بعض المحققين ان جمال نبينا ﷺ كان في غاية الكمال وان من جملة صفائه وكثرة ضيائه على ما روى ان عبودته كان يقع نورها على الجدار بحيث يصير كالمرآة يحل على ما قبله من مره ولكن الله ستر عن اصحابه كثيرا من ذلك الجمال الزهر والكمال اليا هراذل يبرز اليهم لصعب النظر اليه عليهم.

بعض محققین نے بیان فرمایا کہ سرورِ عالم، نورِ مجسم ﷺ کا حسن و جمال انتہائی درجہ کمال پر تھا۔ روایات سے ثابت ہے کہ حضور انور ﷺ کی تصویر منیر کا نور دیواروں پر پڑتا تھا اور وہ دیواریں آئینہ کی طرح حضور ﷺ کے نور کی حکایت کرتی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کے روشن جمال اور نورانی کمال کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا کیونکہ اگر وہ پوری آب و تاب سے جلوہ فگن ہوتا اور مکمل جمال ظاہر ہو جاتا تو صحابہ کو آپ کے چہرہ نور کی طرف دیکھنا مشکل ہو جاتا۔

(۴) یہی علامہ موصوف اسی کتاب کے جلد ۱ صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں

قال بعض اصوفية اكثر الناس عرفوا الله عز وجل وما عرفوا رسول الله ﷺ لان حجاب البشرية

عطى ابصارهم.

صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اکثر لوگوں کو حاصل ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی معرفت نامہ کسی کو بھی حاصل نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ کا بشری حجاب ان کی آنکھوں کے لئے پردہ ہے یعنی آپ کا بشری لباس آپ کی حقیقت نفس الامری کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔

(۵) خود رسول اکرم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا

يا ابا بكر لم يعرفني حقيقة غير ربى.

اے ابوبکر مجھے جیسا حقیقت میں ہیں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔ (مطلع المسرات)

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

(۶) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عجیب و غریب خواب اپنی کتاب دراثمین فی مبشرات النبی الامین میں نقل کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد جب سید عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سیدنا یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ مصر کی دوشیزاؤں نے عالم وارنگی میں اپنی انگلیاں کاٹ لیں تھیں مگر جناب کو دیکھ کر کسی پر ایسی کیفیت طاری نہیں ہوئی یہ کیا بات ہے؟

فقال النبی ﷺ جمالی مستور عن اعین الناس غیرۃ من اللہ عزوجل ولو ظهر لفعل الناس اکثر
ما فعلوا حین راؤ یوسف.

حضور ﷺ نے فرمایا! اے عبدالرحیم اللہ تبارک و تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے میرا حسن و جمال لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے اگر میرا حسن و جمال آشکار ہو جائے تو لوگوں کا حال بھی اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا

اک جھلک دینے کی تاب نہیں عالم کو
وہ گر جلوہ کریں کون تماشا ئی ہو؟

مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند نے کیا خوب کہا

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

ہمارے علاقہ سرائیکی کے مشہور عالم دین حضرت علامہ مولانا محمد یار صاحب گڑھی اختیار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے

ہیں

حقیقت محمد ﷺ دی پا کوئی سکدا
اتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نہیں سکدا

حضور سرور عالم ﷺ کی حقیقت کو کوئی پا نہیں سکتا یہاں خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

صدقے رحمت کے کہاں پھول کہاں خار کا کام
خود ہے دامن کش بلبل گل خندانِ عرب

حل لغات

کہاں پھول کہاں خار کا کام، کہاں پھول جیسی نرم و نازک چیز اور کہاں ان پھولوں سے کانٹوں کا کام۔ دامن کش، دامن کھینچنے والا۔ گل خندان، کھلا ہوا پھول۔

شرح

اے پیارے محبوب میں آپ کی رحمت کے قربان جاؤ کیسی خوبی کے ساتھ نرم و نازک پھولوں سے کانٹوں کا کام لیا گیا ہے۔

یعنی عرب کے کھلے ہوئے پھولوں نے خود بلبلوں کے دامن دل کھینچ لئے کہ ہر حسین اور ہر بلند خواہ وہ نبی (علیہ السلام) ہو یا فرشتہ (اولیاء اور دیگر عوام کی بات ہی کیا ہے) حضور سرور عالم ﷺ کے سرشار ہونے کو بے تاب ہے۔

انبیاء علیہ السلام

ہر نبی علیہ السلام کے ذکر خیر کی گنجائش کہاں۔ چند حضرات کے متعلق عرض کر دوں

آدم علیہ السلام

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کا حضور سرور عالم ﷺ کی یاد میں وقت بسر کرنا سب سے زیادہ منقول ہے مثلاً آپ سے اکثر سنا جاتا تھا

یا ابنی ظاہر و یا ابای معنی

میرے بیٹے ظاہر میں اور باطن میں میرے رب (اصل)

(۲) پیدا ہوتے ہی حضور ﷺ کا اسم گرامی ہر جگہ منقوش و مرقوم دیکھا۔

(۳) ملائکہ کے سجدہ کی وجہ پوچھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور کا بتا دیا عرض کی میں بھی زیارت کروں تو نور محمدی ان کے انگوٹھوں کے مقام پر ظاہر کر دیا۔ آدم علیہ السلام نے انگوٹھوں کو چوما جو تا حال آپ کی اولاد میں سنت (طریقہ) جاری ہے۔ (کنز العباد)

(۴) جب زمین پر تشریف لائے محزون و مغموم تھے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو اذان سنانے کا فرمایا آدم علیہ السلام نے آپ کو اسم گرامی سن کر سکون پایا۔ (مدراج)

(۵) تین سو سال رونے کے بعد اپنی معافی کے بعد نبی پاک ﷺ کا اسم گرامی وسیلہ پیش کیا۔ (المستدرک جلد ۲ صفحہ

(۶۱۵) مزید واقعات اور تفصیل فقیر کتاب ”شہد سے میٹھا نام محمد (ﷺ)“ میں ہے۔

کشتی نوح

معارج میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے پر مامور ہوئے فرمان الہی پہنچا کہ ایک ہزار ایک سو بیس تختے ترتیب دیجئے اور ہر تختے پر ایک ایک نبی کا نام لکھ دیجئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بموجب حکم الہی تمام تختوں پر انبیاء علیہم السلام کے نام لکھے صبح اٹھ کر سب کوٹھوپایا نہایت حیران و پریشان ہوئے اور پھر دوسرے روز سب کے نام لکھے پھر ٹھوپایا بہت مضطرب ہوئے کہ روز محنت رائیگاں ہوتی ہے۔ وحی الہی آئی حکم ہوا کہ اے نوح علیہ السلام ان اسماء کو ہمارے نام سے ابتدا کرو اور ہمارے حبیب ﷺ پر ختم کرو یہی نام جو ہونے سے محفوظ رہیں گے اس کے بعد آپ روزانہ کی پریشانی سے بچیں گے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کہ سب سے پہلے نام الہی لکھا اور بعد ازاں حضور سید عالم ﷺ کا نام منقوش کیا جب حضور اکرم ﷺ کا نام نامی منقوش فرما چکے تو ملائعہ الاعلیٰ نے ندا دی

یا نوح الان قد تمت سفینتک

یعنی اے نوح علیہ السلام اب آپ کی کشتی تمام اور کامل ہوئی۔

حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں

بجودی کے رسیدے کشتی نوح

رجودش گرنگشتی راہ مفتوح

کشتی نوح کے تمام تختے جوڑ دیئے گئے تو آخر میں صرف چار تختوں کی جگہ باقی رہ گئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ کیا کہ ان چار تختوں پر کن اسماء کو لکھا جائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے شیخ الانبیاء سرکارِ دو عالم ﷺ کے چار دوست ہونگے ان تختوں پر ان کے نام لکھ دیئے جائیں یہ چار نام اسلام کے درخشاں ستارے ہیں ان اسماء کی برکت سے آفاتِ سادی سے محفوظ رہا جاسکتا ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ عظیم الشان کشتی انبیاء کرام کے اسماء گرامی اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ناموں سے معمور ہوگئی ان پاکیزہ ناموں کی برکت سے اس تاریخی طوفان سے محفوظ رہی۔

اس طرح اگر انسان اللہ تعالیٰ کی محبت انبیاء علیہم السلام کی تصدیق سرکارِ دو عالم ﷺ کی اتباع اور چہار صحابہ رسول کی الفت سے آراستہ نہ ہوگا اور اس کے دل پر یہ اسماء نقش نہ ہوں گے تو طوفانِ برزخ سے اپنے آپ کو سلامت نہیں لے جائے

سکے گا۔ معارج النبوة جلد اول

اگر نام محمد را نیاور دے شفیع آدم

نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از عرق نجینا

(عارف جامی قدس سرہ)

اسی طرح شیث و ادریس اور ان کے بعد آنے والے انبیاء و پیغمبر علیہم السلام یہاں تک ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب و دیگر حضرات اپنے دور میں گل خندان عرب کی یاد کے دیئے جلائے رکھے۔

تفسیر ابن جریر میں ہے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

لَمْ يَبْعَثِ اللَّهُ نَبِيًّا مِنْ آدَمَ فَمَنْ دُونَهُ إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْعَهْدَ فِي مُحْدَمَ لَنْ وَهُوَ حَيٌّ لِيُؤْمِنِينَ بِهِ وَلِيَنْصُرْتَهُ
وَيَأْخُذَ الْعَهْمَ بِذَلِكَ عَلَى قَوْمِهِ.

فائدہ

جن پر حسن کو ناز تھا وہ بھی ہمارے حضور ﷺ کے متوالے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو نجات ملی

حضرت یوسف علیہ السلام کو چاہ کنگان میں بعض غیبی احوال واضح ہوئے چنانچہ درجاتِ جنت حور و قصور دیکھے، عرش مجید کو ملائکہ کی نوری جماعتوں کے ساتھ دیکھا، عرش کے ارد گرد کے ماحول کو ملاحظہ کیا، بہت سے ملائکہ کو مشغول استغفار پایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے بتایا حضور نبی الرحمة و شفیع الامۃ ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضور ﷺ کی برکت سے اس مصیبت سے نجات چاہی اللہ تعالیٰ نے اس نام کی برکت سے کنوئیں میں ایک ایسا درخت پیدا کیا جس کی شاخیں کناروں کو چھو رہی تھیں میوے پکے اور یوسف علیہ السلام کی صبر و قناعت کا ثمرہ بن کر خوراک بنے اور پھر حضور ﷺ کی برکت سے اس چاہ قناعت سے نجات پائی اور حضرت کی دولت اور عزت و منزلت کے مقام پر پہنچے۔ (معارج النبوة جلد ۱)

موسیٰ علیہ السلام کی تمنا

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو خبر دے دیں کہ جو احمد نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ عرض کی اے میرے پروردگار احمد کون ہیں فرمایا میں نے کوئی مخلوق اس سے عزت والی نہیں بنائی میں آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اور جب تک ان کی امت بہشت میں داخل نہ ہو لے میں نے تمام مخلوق پر جنت حرام کی۔ عرض کی الہی اس کی امت کون ہے؟ فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی ہے اور بھی ان کے صفات جلیلہ ہیں عرض کی الہی مجھے اس امت کا نبی کر فرمایا آپ ان سے مقدم

ہیں اس لئے ان کے نبی نہیں بن سکتے پھر عرض کی مجھے اس نبی کا امتی بنا اللہ نے فرمایا یہ بھی نہیں ہوگا ہاں دارالخلد میں انہیں اور آپ کو جمع کروں گا۔

کرد نقش خدا مخلوق عظیم
گفت بر مومنوں روف ورجم

حضرت داؤد علیہ السلام کا وجد

حضرت داؤد علیہ السلام کا بارگاہ الہی میں دعا کی اے اللہ میں جب زبور کی تلاوت کرتا ہوں تو مجھے ایک نور نظر آتا ہے میرا محراب خوشی سے جھومنے لگتا ہے اور میرا قلب و جگر انتہائی راحت محسوس کرتا ہے میرا حجرہ منور ہو جاتا ہے اللہ وہ نور کیسا ہے؟ فرمایا یہ نور محمدی ہے میں نے اس نور کے طفیل دنیا و آخرت، آدم و حوا، جنت و دوزخ کو پیدا فرمایا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بلند آواز سے نام محمد ﷺ کہا تو پرندے جنگلی وحشیوں کی، کوہ دہشت، بیابان صحرا سے ایک گونج آئی کہ ”صدقہ یا داؤد“ اے داؤد آپ نے صحیح کہا اسی مضمون کو کلام الہی سے بیان کیا۔

ولقد اتینا داؤد منا فضلاً یا جبال اوبی معه والطیر.

اس دن کے بعد جب کبھی زبور کی تلاوت فرمانے لگتے تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ آگ میں اترے جب کہ ابراہیم علیہ السلام آپ کو اپنے میں امانت دار تھے تو وہ کیونکر جل سکتے تھے۔

فائدہ

قصیدہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ہر محدث اور کتب سیر کے ہر مصنف نے نقل فرمایا ہے یہاں تک بیمار گروہ کے حکیم الامت نے بھی نشر الطیب میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۸ میں درج کیا ہے۔

مہر سلیمان پر نام نبی آخر الزمان

اخرج الطبرانی عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ كان فض خاتم سليمان بن داؤد (عليها السلام) القى اليه فوضعه في خاتمه وكان نقشه انا الله لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ) تھا۔
ان فض خاتم سليمان بن داؤد كان سما ويا القى اليه فوضعه في خاتمه وكان نقشه انا الله لا اله الا لله محمد عبدی ورسوله.

بیشک سلیمان علیہ السلام کی مہر آسمان سے اتری جسے انہوں نے اپنی انگشتی میں ڈال رکھا تھا اس پر ”.....

محمد عبدی و رسولی، منقوش تھا۔

سلیمانی سلطنت اسم محمد ﷺ کی مرہون منت

اس کی شرح میں علامہ نور الدین جلی لکھتے ہیں کہ آپ کی سلطنت اور ملکی انتظام کا دار و مدار اسی مہر پر تھا جس کا نتیجہ نکلا کہ وہ سلطنت در حقیقت ہمارے نبی پاک شہ لولاک ﷺ کے اسم گرامی کی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ادب برائے اسم محمد ﷺ

موصوف ایصدر تحریر فرماتے ہیں وہ یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی اس مہر کو قضاے حاجت اور جماع کے وقت اتار لیتے تھے۔ غور کیجئے کہ سلیمان علیہ السلام کو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کتنا ادب تھا لیکن افسوس ایک معمولی انسان بد بختی سے ادب کے بجائے خود بھی بے ادب اور اوروں کو بھی بے ادبی کا سبق دیتا ہے۔

برکات کا کیا کہنا

حضرت موصوف لکھتے ہیں کہ جب سلیمان علیہ السلام کی انگشتی انگلی میں رہتی تو اس وقت وہی کیفیت ہوتی جو سب کو معلوم ہے یعنی کل کائنات زیر قبضہ ہے لیکن جب انگشتی اتار لیتے تو پھر شاہی امور میں تغیر و تبدل اور معاملات دگرگوں ہو جاتے۔ چنانچہ ہم اس کی تفصیل ابھی لکھتے ہیں۔

انس الجلیل میں ہے سلیمان علیہ السلام کی مہر پر مکتوب تھا ”لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد عبدہ رسولہ“ (میزۃ جلی جلد ۱ صفحہ ۳۵۴) اور یہ سب کو معلوم ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی تمام روئے زمین پر شاہی تھی اور جن و انس اور چرند و پرند و پریاں تمام آپ کے زیر نگین تھے اور یہ انگشتی چند روز کے لئے گم ہو گئی تو وہ شاہی بھی نہ رہی۔ جب انگشتی واپس ہوئی تو پھر وہی راج قائم ہوا جس کا نتیجہ نکلا کہ حقیقہ شاہی اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تھی۔

نار بجہ گئی تیرا نام سن کر

حضرت الشیخ الامام محمد المہدی القاسی مطالع المسرات میں لکھتے ہیں

ان قوما من حملة القرآن يدخلونها فينسخهم الله تعالى اسم محمد ﷺ حتى ذكرهم جبرئيل عليه السلام فيذكرونه فتحمد النار وتيزوي عنهم. (صفحہ ۴۹)

حفاظ قرآن کی جماعت دوزخ میں داخل ہو گئی ان کے دل سے اسم گرامی بھلا دیا جائے گا لیکن بعد کو حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں یاد دلائیں گے تو پھر جب وہ حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی زبان پر لائیں گے تو ان پر آگ بجھ جائے گی اس کے بعد انہیں دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔

فائدہ

اور یہ حق ہے کہ جب ایک کامل مومن کے گزرنے سے (آگ کہے گی) ”جلیبا مومن فان نار عشقک تططی ناراً“ جہنم بجھ سکتی ہے تو اس کے آقا کے نام سے کیوں نہ بجھے۔

ایک ظالم کو محمد ﷺ کے نام نے مار مٹایا

ایک پاک نفس کہتا ہے کہ میں ایک جابر و ظالم بادشاہ سے بھاگ کر ایک جنگل میں نکل گیا اور ایک زمین میں چند قدم چل کر ٹھہر گیا اور وہاں ایک خاک کے تودے کو جناب محمد ﷺ کی مزار فرض کر کے آپ پر ہزار دفعہ درود پڑھ کر الہی میں مزار والے کو اپنا سفارشی بنا کر تیری جناب میں پیش کرتا ہوں اور اس کے وسیلے سے التجا کر کے کہتا ہوں کہ تو مجھے بحرمت محمد ﷺ اس ظالم بادشاہ سے بے خوف اور مطمئن کر دے۔ اس وقت ایک ہاتف نے زور سے مجھے آواز دی کہ محمد ﷺ اچھے سفارشی ہیں اور اگر چہ وہ مسافت کے اعتبار سے بہت دور ہیں مگر منزلت و کرامت سے بہت قریب ہے جاہم نے تیرے دشمن کو بر باد کر ڈالا۔ میں جو اس شہر میں واپس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ظالم بادشاہ مر گیا۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲)

فائدہ

اس حکایت سے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کو اتنا پیار ہے کہ معمولی سے تعلق کے وسیلہ سے بڑی سے بڑی مشکلیں حل فرماتا ہے لیکن عقیدہ کی پختگی اور خلوص عقیدت لازمی ہے۔

اسم محمد ﷺ سے ہبل کا سر جھک گیا

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے ان حالات کا مشاہدہ کیا تو میں نے آپ کو مکہ واپس لے جانے کا عزم کیا تاکہ میں امانت سے عہدہ برآ ہو سکوں۔ جب میں عازم مکہ ہوئی تو منادی کو یہ کہتے ہوئے سنا اے سرزمین بطحا تجھے مبارک ہو کہ آج نور و یقین، حسن و جمال، دین کمال، بلندی و اقبال اور عزت و جلال تیری طرف لوٹ رہا ہے اور ابد الآباد تک تمام آلام و مصائب چلے گئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا رشک

ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لاؤ لشکر سمیت اصطرغ سے یمن جا رہے تھے یہ لشکر ہوا میں اڑتا جا رہا تھا کہ مدینہ پاک کی سرزمین کے نزدیک ہو کر گزرا تو فرمانے لگے

ان هذا وار هجرة نبی آخر الزمان طوبی لمن امن به و تبعه.

یہ مقام نبی آخر الزمان کا دارالبحر ہے وہ بڑا خوش نصیب ہوگا جو آپ کی اتباع کرے اور آپ پر ایمان لائے گا۔

وادی مدینہ سے گزر کر جب آپ سرزمین مکہ میں پہنچے تو نیچے دیکھا کہ مشرکین مکہ ہزاروں بت خانے آباد کر رہے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام اس مقام سے خاموشی سے آگے بڑھ گئے تو کعبۃ اللہ بارگاہ رب العزت میں رویا اور عرض کیا کہ اے اللہ یہ تیرے پیغمبر جس کے پاس اولیاء اللہ کا ایک لشکر ہے اور تیرے نیک بندوں کا مجمع ہے وادی مکہ سے گزر گئے اور قدم رنجہ نہیں فرمایا نہ نماز ادا کی نہ تسبیح و ذکر کیا حالانکہ مشرکین اپنے بتوں کو پوج رہے ہیں۔ خداوند نے فرمایا اے کعبہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تیری سرزمین کو سجدہ کرنے والوں سے بھر دیا جائے گا اور اپنا آخری کلام قرآن مجید اسی سرزمین پر نازل کروں گا اور عظیم اور پیارا نبی اس شہر میں مبعوث کروں گا وہ نبی جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہوگا میں ایک ایسی جماعت بھیجوں گا جو تعمیر کعبہ میں لگ جائے گی اور پھر کعبۃ اللہ کا طواف کریں گے اور زیارت کو آیا کریں گے حتیٰ کہ اس خطہ پاک کو پر امن بنا دوں گا اور سرزمین سے بتوں کی آلائش اور نجاست کو صاف کر دیا جائے گا اور شیاطین یہاں سے بھاگ جائیں گے اور مشرکین کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام اس وادی میں تشریف لائے اور کعبۃ اللہ میں کے پاس ہی پانچ ہزار اونٹ، پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار دنبہ قربان کئے اور اپنی قوم کے معززین کو خطاب کرتے ہوئے بتایا یہ وہ مقام ہے جہاں نبی عربی ﷺ پیدا ہونگے اللہ کی نصرت اور تائید انہیں حاصل ہوگی آپ کا حسن اور تازیانہ مخالفین پر نافذ ہوگا، آپ کی ہیبت اور شوکت سے مخالف ایک ماہ کی راہ تک دور رہیں گے، دور و نزدیک کے لوگ اپنے بیگانے سب حکم حق پر ایمان لائیں گے، انکار کرنے والوں کے تحفے اور پیغام رسالت کی راہ میں کھڑے ہونے والی رکاوٹیں ان کے مقاصد کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گے، وہ کتنے خوش نصیب ہونگے جو آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت موجود ہونگے اور دولت ایمان سے مالا مال ہونگے۔ حاضرین نے دریافت کیا یا نبی اللہ آپ کے اور نبی آخر الزمان کے درمیان کتنا عرصہ ہوگا آپ نے بتایا تقریباً ایک ہزار سال یہ بشارت دینے کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور وادی نمل سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے۔ (عرائس)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امتی بننے کا شوق

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی حدیث بیان کی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بہشت کو خواب میں دیکھا بہشت کی وسعت زمین و آسمان دونوں کی وسعت کے برابر ہے آپ نے پوچھا یہ مبارک جگہ اور پر امن مقام کس کی ملکیت ہے؟ آواز آئی

اعدت لمحمد ﷺ وامة.

اسے حضور ﷺ اور ان کی امت کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

جنت کے باغوں کی جڑوں کی تلاش کی گئی تو وہ شہادت ”**لا الہ الا اللہ**“ بنائی گئیں تھیں، کو نیلیں دیکھی گئیں تو ”**محمد رسول اللہ**“ سے بنی تھیں پھلوں کو دیکھا گیا تو وہ ”**سبحان اللہ والحمد للہ**“ بنائے گئے تھے۔ خواب سے بیدار ہوئے تو اپنی قوم کو بلا کر سارا واقعہ بیان کیا قوم نے پوچھا کہ یا خلیل اللہ ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی امت کا پورا پورا تعارف کرائیں تاکہ ان کی جلالت اور قدر و منزلت کا ہمیں بھی علم ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجانب اور حضور ﷺ اور آپ کی امت کے فضائل بتائے گئے تو ابراہیم علیہ السلام نے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگی۔

یا رب اجعلی من امت محمد ﷺ.

اے رب مجھے آپ کی امت بنا۔

شادی حشر ہے صدقے میں چھٹیں گے قیدی
عرش پر دھوم سے ہے دعوت مہمان عرب

حل لغات

شادی، خوشی۔ حشر، جلا وطن کرنا، اپنے وطن سے، دوسری جگہ جانا۔ دھوم سے، نہایت خوشی سے۔ مہمان، مراد سرور

عالم ﷺ۔

شرح

معراج کی شب میں سفر معراج کرنے کی خوشی میں حضور منیع نور ﷺ کے صدقے میں قیدی رہا کئے جائیں گے یعنی گنہگار امت کو جہنم سے رہائی ملے گی اور جنت میں داخل کئے جائیں گے۔
عرش اعظم پر عرب کے مہمان سرور کو نین ﷺ کی بڑی دھوم دھام سے دعوت ہو رہی ہے یعنی بلایا جا رہا ہے۔

معراج کی علت غائی

حضور سرور عالم ﷺ کا شب معراج عرش پہ پھر اس کے بعد لامکاں پہ تشریف لے جانے پر محدثین کرام و علمائے محققین عظام رحمہم اللہ نے متعدد وجوہ بیان فرمائے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ اس شب امر کی بخشش کے عہد و پیمان ہوئے۔

چرچے ہوتے ہیں یہ کھملائے ہوئے پھولوں میں
کیوں یہ دن دیکھتے پاتے جو بیابان عرب

شرح

مرجھائے اور سوکھے ہوئے پھولوں میں تذکرہ عام ہے کہ اے کاش ہم کو عرب کے بیابان میں پھولنے کا موقع میسر

آیا ہوتا تو آج ہم یہ مرجھانے کے دن نہ دیکھتے اس لئے کہ مدینہ پاک میں مرجھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے مدینہ پاک کے اسماء میں سے اسم مبارک جابرہ و جبارہ بھی ہے۔

حدیث شریف

حدیث شریف میں ہے

للمدينة عشرة اسماء

یعنی مدینہ پاک کے دس نام ہیں۔

اس میں ایک نام جابرہ ہے اگر جبر بمعنی نقصان کی تلافی سے ہو تو اس لئے کہ مدینہ پاک بہت سے نقصانات کی تلافی کر رہا ہے، گداگروں کو تو نگر بنارہا ہے اگر بمعنی غلبہ سے ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے ہی اسلام نے بلاد پر غلبہ پایا۔

تیرے بے دام کے بندے ہیں رئیسان عجم

تیرے بے دام کے بندی ہیں ہزاران عرب

حل لغات

بے دام، بے قیمت، مفت۔ بندے، غلام، مملوک۔ رئیسان، رئیس کی جمع، دولت مند۔ عجم، عرب کے سوا سارے ملک۔ بندی، قیدی۔ ہزاران، ہزار کی جمع، بلبل۔

شرح

اے حبیب پاک، صاحب لولاک ﷺ کے بڑے بڑے دولت مند و سوا آپ کے بے قیمت کے غلام ہیں اور عرب کے آزاد منش لوگ جو بلبلوں کی طرح خوش الحانی کرتے ہیں خود بخود مفت کے آپ کے قیدی بن گئے ہیں جو آپ کا در چھوڑ کر جاتے ہی نہیں۔

ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا

چار دن بر سے جہاں ابر بہاران عرب

حل لغات

ہشت خلد، آٹھ جنتیں یہ ہیں (۱) دارالخلد (۲) دارالسلام (۳) دارالقرار (۴) جنت عدن (۵) جنت الماوی (۶) جنت النعیم (۷) علیین (۸) جنت الفردوس۔ کسب لطافت، تازگی و پاکیزگی حاصل کرنا۔

شرح

عرب کی بہاروں کے بادل جہاں کہیں بھی برسیں تو اے رضا (امام اہل سنت) در لطافت حاصل کرنے کے لئے آٹھوں بہشت اتر آتی ہیں کیونکہ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں۔
اس قاعدہ پر بہشت خلد واقعی حضور سرور عالم ﷺ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں صرف وہ حکم خداوندی اور اس کی اجازت کی پابند ہیں۔

تمت بالخیر

الفقیر القاوری محمد فیض احمد اویسی رضوی

دارالحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور (پاکستان)

تأثر از ماهنامه انوار لائانی ، اگست ۱۹۹۵ء

نام کتاب

المحقق فی الحدائق المعروف شرح حدائق بخشش جلد ۲

مصنف

فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

منظر شانِ کبریا، تاجدارِ لولاکِ لما، سرورِ کون و مکاں، وجہِ عالم و عالمیان حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کائنات ہستی کی عظیم ترین دولت ہے مبداءِ فیاض جس خوش نصیب کو اس دولت لازوال سے ہمکنار کرتا ہے زمانے بھر کی عظمتیں اس کا طواف کرتی ہیں اور علم و عمل کی بہترین صلاحیتیں اس پر نثار ہوتی ہیں۔ دورِ آخر میں اس کی روشن مثال اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی ذاتِ ستودہ صفا ہے۔ انہوں نے حبیبِ حق (ﷺ) سے سچی لو لگائی اور قدرتِ کاملہ نے انہیں علوم و فنون کا گنجینہ بنا دیا۔ یوں تو ان کی ہر تصنیف ان کے بے پایاں علم و فضل کا منہ بولتا

ثبوت ہے مگر ان کے فتاویٰ خصوصیت سے اپنی مثال آپ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے مفتی، سب سے بڑے مفسر، سب سے بڑے محدث، سب سے بڑے فقیہ، سب سے بڑے متکلم ہیں۔ اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کسی استاد کے حضور زانوئے تلمذتہ کئے بغیر اردو کے سب سے بڑے نعت گو شاعر بھی ہیں۔ ان کے مختصر سے مجموعہ کلام حدائق بخشش کا ہر شعر انتخاب ہے عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ وہ عارف کامل اور عاشق صادق بھی تھے اس لئے ان کا ہر قال، حال اور ہر شعر سوز و گداز اور اثر کا مرقع ہے عموماً عقل اور عشق کو اور یونہی حکمت و سوز کو ایک دوسرے کا متضاد سمجھا جاتا ہے مگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ ایسے مجمع کمالات ہیں جہاں عقل و عشق اور سوز و حکمت اپنی پوری جلوہ سامانیوں کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کی عالمانہ جلالت کا عالم یہ تھا کہ حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے فتاویٰ کا مطالعہ کر کے انہیں دورِ حاضر کا امام گردانا اور شاعرانہ عظمت یہ کہ ان کی نعت کے چند اشعار سن کر (خود حضرت اقبال اور حفیظ جالندھری جیسے) بڑے بڑے شاعر دم بخود رہ گئے۔

یوں تو حدائق بخشش شاعرانہ نکتہ آفرینیوں، بیاں و بدیع کا مرصع کاریوں اور فصاحت و بلاغت کی کرشمہ سازیوں کا شاہکار ہے پھر بھی اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پوری کتاب کا ایک شعر، مصرعہ یا مضمون بھی شرح متین سے متضاد نہیں۔ یہی نہیں بلکہ اکثر و بیشتر کتاب و سنت کی ترجمانی ہی محسوس ہوتی ہے بعض اشعار میں تو قرآن و حدیث کے الفاظ گلینے کی طرح جڑے ہوئے ہیں مثلاً

ایسا امی کس لئے منت کش استاذ ہو
کیا کفایت اس کو اقرار ربک الاکرم نہیں

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا

نہ عرش ایمن نہ انی ذاہب میہمانی ہے
نہ لطف اون یا احمد نصیب لن ترانی ہے

ان کے علاوہ دوسرے اشعار میں کتاب و سنت کی معنوی ترجمان ہے جسے سمجھے سمجھانے کے لئے وسیع علم و فضل کی ضرورت ہے خصوصاً ایسے مواقع جہاں ضائع و بدائع کا استعمال ہو، کسی فن کی مخصوص اصطلاح ہو یا کتاب و سنت کے مضمون

کی صراحت ہو شرح کی زیادہ ہی ضرورت ہے۔ چنانچہ ایک مدت سے حدائق بخشش سے شغف رکھنے والے احباب اس کا مطالعہ کرتے تھے خود اس عاجز کو بھی فرمائش ہوئی ایک دو نا تمام کاوشیں بھی ہوئیں مگر جو ہونا چاہیے تھا نہ ہوا۔ آخر شیخ الحدیث والٹفسیر، فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی چنانچہ انہوں نے حدائق بخشش کی شرح الحقائق فی الحدائق کے نام سے شروع کی الحمد للہ اس شرح کے دو حصے چھپ چکے ہیں باقی کتابت کے مرحلے میں ہیں اور امید ہے کہ عرس اعلیٰ حضرت (۲۵ صفر ۱۴۱۶ھ) تک وہ بھی بازار میں آجائیں گے۔

میرے سامنے اس وقت اس کا دوسرا حصہ ہے یہ حصہ میرے پاس ان دنوں آیا جب میں یرقان کے موذی مرض میں مبتلا تھا ایسی حالت میں اس کا بالاستیعاب مطالعہ تو نہ ہو سکا تاہم چیدہ چیدہ مقامات ضرور نظر سے گزرے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت فیض ملت نے بڑی محنت سے اسے تحریر فرمایا ہے اور اشعار کی تشریح میں آیات و روایت، سلف صالحین کے ارشادات اور دیگر دلائل و شواہد کے انبار لگادیئے ہیں۔ مولانا اویسی صاحب کی کسی لفظی تشریح سے اختلاف ممکن ہے مگر شعروں کی عمومی توضیح میں جو انہوں نے بے مثال کدوکاوش کی ہے اس سے انکار ممکن نہیں۔ یہ شرح پڑھ کر اطمینان قلب ہو جاتا ہے کہ واقعی حدائق بخشش کا کوئی شعر بھی کتاب و سنت سے متصادم نہیں نیز یہ کہ کس مصرعہ میں کس علم میں کون سی اصطلاح آئی ہے اس کی تفہیم بھی مولانا اویسی موصوف نے نہایت ہی اچھے انداز میں کر دی ہے اور گویا اس طرح یہ مختلف علوم و فنون کا انسائیکلو پیڈیا بن گئی ہے۔ مختصر یہ کہ جس طرح حدائق بخشش پڑھ کر عشق رسول ﷺ کا ولولہ پیدا ہوتا ہے یونہی یہ شرح پڑھ کر اس ولولے میں مزید قوت آجاتی ہے۔

وہ لوگ جو حضور نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ کے فضائل و کمالات پڑھ کر خوش ہوتے ہیں انہیں حدائق بخشش اور اس کے ساتھ یہ شرح ضرور پڑھنی چاہیے۔

آخر میں دعا ہے کہ رب کریم و جلیل اپنے حبیب عظیم و جمیل ﷺ کے طفیل شاعر و شارح کو جزائے جزیل عطاء فرمائے اور حدائق و حقائق کو قبول عام و خاص کا شرف بخشے۔ (آمین)

تبصرہ نگار

پروفیسر محمد حسین آ

































